سلسلۂ انجمن ترقی اردو نمبر (۵)

اُمرائے ہنود

یعنی اُن ہنود و اُمرا کے حالات جو کہ

سلطنت مُغلیہ

میں ممتاز عہدوں پر سرفراز رہے

جس کو منشی محمد سعید احمد صاحب مارہروی نے

حسب فرمائش انجمن ترقی اردو

تالیف کیا

§ * §

سنہ ۱۹۳۲ ع

§ * §

باہتمام محمد صدیق حسن منیجر انجمن ترقی اردو
اورنگ آباد دکن کے مطبع میں چھپ کر شائع ہوئی
طبع دوم قیمت فی جلد مجلد

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو
اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ هیں جو پانچ هزار روپے یک مشت یا پانچ
روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلی قسم کی جلد
کے ساتھہ پیش کی جائیں گی)

(۲) معاون وہ هیں جو ایک هزار روپے یک مشت یا سالانہ سو
روپے عطا فرمائیں ۔ (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا
قیمت دی جائیں گی)

(۳) رکن مدامی وہ هیں جو ڈھائی سو روپے یک مشت
عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی)

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار هیں
جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات
طبع هوتے هی بغیر دریافت کئے بذریعہ قیمت طلب پارسل
ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں ۔ (ان صاحبوں کو تمام
مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل هیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ هیں جو انجمن کو یک مشت سواسو
روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات
نصف قیمت پر دے گی)

فہرستِ مضامین

تمہید

صفحہ | مضمون

صفحہ

مضمون

مضمون	صفحہ
راجہ اودت سنگھہ بھدوریہ	۹۴
گوپال سنگھہ بھدوریہ	۹۴
مہاراجہ اجیت سنگھہ راٹھور	۹۸
اورنگ زیب کے استقلال اور پولٹیکل جوڑ توڑ کی ایک عجیب و غریب روایت	۱۰۱
دونگر سنگھہ پسر اجیت سنگھہ اور بجے سنگھہ و اد دونگر سنگھہ	۱۰۷
مہاراجہ ابھی سنگھہ راٹھور	۱۰۷
راجہ بہارا مل کچھواھا	۱۰۹
خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کی سب سے پہلی قرابت	۱۱۲
امیرالامراء راجہ بھگوان داس کچھواھا	۱۱۵
مہم چتور جے مل اور فتا کی بے نظیر بہادری اور شہنشاہ اکبر کا اُن کی یادگار قائم کرنا	۱۱۵
راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاہزادے سلیم کی شادی	۱۲۰
شاہ بیگم والدہ خسرو کا حال	۱۲۲
راجہ بھگوان داس کی بنائی ہوئی لاہور کی جامع مسجد	۱۲۴
راجہ بیربر (بیر بل)	۱۲۴
مہم کانگرہ	۱۲۷
مہم سواد باجوڑ	۱۳۰
شیطان پورہ	۱۳۶
سال پوا	۱۳۸
ھوم رائے و لالہ پسران راجہ بیربر	۱۳۸
رائے بھوج ھاڈا	۱۳۹
راجہ باسو	۱۴۰
راجہ نجھہ مل	۱۴۰

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

خاص خاص کتابوں کی فہرست جن سے یہ کتاب ماخوذ ہے

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مولف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۱	مآثرالامرا -	میر عبدالرزاق صمصام الدولہ شاہ نواز خاں خوافی اورنگ آبادی -	فارسی	مطبوعہ
۲	اکبر نامہ -	علامی ابوالفضل -	"	"
۳	آئین اکبری -	" "	"	"
۴	توزک جہانگیری -	شہنشاہ جہانگیر	"	"
۵	اقبال نامہ جہانگیری -	معتمد خاں بخشی	"	قلمی
۶	بادشاہ نامہ -	ملا عبدالحمید لاہوری	"	مطبوعہ
۷	عمل صالح -	محمد صالح کنبوہ	"	قلمی
۸	عالمگیر نامہ -	محمد کاظم -	"	مطبوعہ
۹	مآثر عالمگیری -	محمد ساقی مستعد خاں	"	"
۱۰	منتخب اللباب -	محمد ہاشم خاں خوافی (خافی خاں)	"	"
۱۱	منتخب التواریخ -	ملا عبدالقادر بدایونی	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مولف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۱۲	مفتاح التواریخ -	تامس ولیم بیل صاحب	فارسی	مطبوعہ
۱۳	سیر المتاخرین -	میر غلام حسین	"	"
۱۴	رقعات عالمگیری -	شہنشاہ عالمگیر	"	"
۱۵	رقعات ابوالفضل -	علامی ابوالفضل -	"	"
۱۶	خلاصۃ التواریخ -	بندرابن داس بہادر شاہی	"	قلمی
۱۷	تاریخ فرشتہ -	ملا محمد ابوالقاسم فرشتہ	"	مطبوعہ
۱۸	تاریخ آگرہ -	منشی سیل چند	"	قلمی
۱۹	وقائع نعمت خان عالی -	نعمت خان عالی	"	مطبوعہ
۲۰	جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ -	نعمت خان عالی	"	"
۲۱	خزانہ عامرہ -	میر غلام علی آزاد بلگرامی	"	"
۲۲	دربار اکبری -	شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد	اُردو	"
۲۳	ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر -	خلیفہ محمد حسین	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مولف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۲۴	دکن میں موسیو تھیونواایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلہ آصفیہ جلد دوم –		اُردو	مطبوعہ
۲۵	تاریخ دکن حصہ اول (سلسلہ آصفیہ جلد سوم)	مولوی عبدالغفور صاحب رامپوری	,,	,,
۲۶	ایضاً حصہ دوم –	ایضاً	,,	,,
۲۷	ایضاً حصہ سوم (سلسلہ آصفیہ جلد ہشتم)	ایضاً	,,	,,
۲۸	سفر نامہ ابن بطوطہ۔	مترجمہ نوازش علی خاں –	,,	,,
۲۹	ہندوستان گذشتہ و حال –	رائے بہادر بابو بیجناتھ –	,,	,,
۳۰	تاریخ جدوایہ –	خادم علی فاروقی	,,	,,
۳۱	مخزن التواریخ –	منشی قمرالدین خاں اکبر آبادی	,,	,,
۳۲	دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام	مترجمہ محمد عنایت اللہ بی-اے	,,	,,
۳۳	رسائل شبلی –	شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی۔	,,	,,

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مولف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۳۴	بشارت احمدی -	مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی -	"	مطبوعہ
۳۵	ترجمہ تاریخ فرخ آباد		"	"
۳۶	ترجمہ تاریخ ہندوستان مولفہ آنریبل الفنسٹن صاحب	مترجمہ سین ٹیفک سوسائٹی علیگڈھ	"	"
۳۷	تاریخ ہندوستان جلد اول -	شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ خاں	"	"
۳۸	ایضاً جلد دوم -	ایضاً	"	"
۳۹	ایضاً جلد سوم -	ایضاً	"	"
۴۰	ایضاً جلد چہارم -	ایضاً	"	"
۴۱	اورینٹیل بایوگرفیکل ڈکشنری	ٹامس ولیم بیل صاحب	انگریزی	"

(§——$——§)

تمہید

باب اول

ہندوستان میں ہندو ایرین قاتحوں کا اپنے مفتوحوں سے برتاؤ

ہندوستان کے اصلی باشندے اور ایرین فاتح | دنیا ے فرنگ نے مختلف علامتوں اور نشانوں سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے اصلی باشندے اور لوگ تھے جو جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے اور شکار کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے - اس کے بعد جیحوں اور سیحوں کے میدانوں سے ایک زبردست قوم نے آکر آہستہ آہستہ کل ملک پر اپنا قبضہ کرلیا اور یہاں کی سرسبزی اور زرخیزی دیکھکر یہیں زمیں گیر ہوئے - اس قوم کا نام ایرین (آریا) تھا - یہ نہایت ذہین اور طباع اور اس زمانے کی حیثیت کے بموجب اعلی درجے کی مہذب اور تعلیم یافتہ قوم تھی - ان لوگوں نے علم 'الٰہی' - 'فلسفہ' - 'حکمت' - 'نجوم' - 'ریاضی' - وغیرہ میں قابل قدر ترقی کی - جنگلوں کو کاٹ کاٹ کر زراعت کے قابل بنایا - 'تجارت' 'صنعت' و حرفت میں نام پیدا کیا - غرض کہ ہر قسم

کی تہذیب و شایستگی پھیلا کر ہندوستان کو جنت نشان بنایا —

ہمیں اس مقام پر صرف یہ دکھانا مد نظر ہے کہ اس فاتح قوم کا اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاو تھا۔ سخت تعجب ہے کہ باوجود تہذیب و شایستگی کے ان کا برتاؤ اپنے مفتوحین کے ساتھ سخت ظالمانہ تھا۔ جب ان لوگوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ملک کے اصلی باشندے کچھ تو لڑتے لڑتے مارے گئے باقی جنگلوں اور پہاڑوں میں گھس گئے۔ گونڈ۔ بھیل وغیرہ جنگلی قومیں انہیں کی نسل سے بتائی جاتی ہیں - کچھ لوگ فتحیابوں کی غلامی اور خدمتگاری کے کام میں آے ان کو انھوں نے ایسی ذلیل حالت میں رکھا کہ خود ان کو شودر (خدمتگار) ذلیل کے لقب سے عار نہیں رہا —

قوانین منو

اس فاتح قوم کے مشہور و معروف مجموعہ قوانین میں جو 'قوانین' منو کے نام سے موسوم اور حضرت عیسیٰ سے نوسو برس پیشتر کا لکھا ہوا خیال کیا جاتا ہے سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ لوگوں کو چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کیا ہے - اول متبرک (برہمن) دوم سپاہی (چھتری) سوم لفتی (ویش) چہارم خدمتی (شودر) ان میں برہمنوں کو غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور شودروں کو نہایت درجے کی ذلت و خواری دی گئی ہے - اگرچہ فاتح قوم کے

تینوں فرقوں میں بھی برابری قائم نہیں رکھی گئی لیکن ہر ایک کو عزت حاصل ہے اور بعض مذہبی رسموں میں تینوں فرقے شریک ہوتے ہیں - اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں تینوں فرقوں کے انتظام کے واسطے یہ قانون بنایا گیا ہے - چوتھے فرقے سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہے جس قدر کہ ان تینوں برتر فرقوں کی خدمت سے علاقہ رکھتا ہے —

برھمنوں کی فوقیت

تھا - احکام سیاست میں بھی برھمن اور فرقوں پر برتری رکھتا ہے اسی طرح چھتری ویش فرقے پر فوقیت رکھتا ہے - نہایت سخت جرموں میں بھی برھمن سخت سزا پانے سے آزاد* ہے - اور فرقوں پر جو کچھہ جبر و تعدی وغیرہ برھمن سے ظہور میں آوے اُس کی پاداش میں کچھہ تھوڑی سی تنبیہہ مقرر ہے† - لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچھہ جرم اُس کی نسبت واقع ہو اُس کی دہ چند سزا معین کی گئی ہے —

شودر فرقے کا مختصر فرض یہ بیان کیا گیا ہے کہ اور فرقوں کی وہ خدمت کیا کریں‡ - لیکن اُس کا بڑا

---

* باب ۸ - اشلوک - ۳۸۰ — † باب ۸ - اشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹ — باب ۸ - اشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ - اور باب ۱۱ - اشلوک ۹۱ — ‡ باب ۱۰ - اشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶ -

فرض برهمنوں کی خدمت کرنا * هے - یه بهی اجازت هے اگر وه نان و نفقه کا محتاج هو اور برهمنوں کی خدمت حاصل نه هو سکے تو چهتریوں کی خدمت اختیار کرے اور اگر ان کی بهی خدمت میسر نه آوے تو کسی مالدار ویش کی خدمت کرے † - اگر اس فرقے کے لڑکوں کو یه معمولی کام نه مل سکے تو وه دستکاری کے کام مثل معماری - نجاری - مصوری - محرری کے اختیار کر لے ‡ —

شودر کو بید شاستر اور مذهبی کتابیں پڑهنے کی اجازت نهیں البته هوم کرنے کی اجازت هے § لیکن برهمن کا اُس سے هوم وغیره کروانا ایسا سخت گناه هے که کفاره دینا پڑتا هے $ - برهمن کو شودر کے روبرو بهی بید کا پڑهنا درست نهیں ¶ - شودر کو دهرم شاستر کے مسئلے سکهانا یا اس کے گناه کے کفاره کا طریق بتانا برهمن کو اس دوزخ میں ڈالتا هے - جس کو " آسم ورتا " کهتے هیں اس کو دنیا کے کام میں بهی نصیحت کرنا ممنوع هے ** - برهمن کو ایسی سخت اور مکرر سه‌کرر تنبیه اور

---

* باب ۹ - اشلوک ۳۳۴ — † باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۱ —
‡ باب ۱۰ - اشلوک ۹۹ - و ۱۰۰ — § باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۷ - و ۱۲۸ — $ باب ۱۰ - اشلوک ۱۰۹ - لغایت ۱۱۱ - و باب ۱۱ - اشلوک ۴۲ و ۴۳ — ¶ باب ۴ اشلوک ۹۹ —
** باب ۴ - اشلوک ۸۰ و ۸۱ —

تاکہ کسی اور جرم پر نہیں کی گئی جیسی شودر سے
لڈر اور بھیلت لینے کی ممانعت میں کی گئی ہے اور
اس جرم کا کفارہ جب تک کہ وہ اُس دچھنا کو واپس
نہ کردے تپ،تھہ جاترہ سے بھی نہیں ہو سکتا *۔ اگر
کوئی برھمن فاقے سے جان بلب ہو تو شودر سے خشک
اناج لے لینا جائز ہے مگر اس کے ھاتھہ کا پکا ہوا کھانا
جائز نہیں۔ شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے پالا جاوے
اور اُترے ہوے پھٹے پرانے کپڑے پہنے †۔ شودر کو اگر
کچھہ مقدور بھی ہو تو بھی دولت جمع کرنے کی اِس
وجہ سے اجازت نہیں کہ وہ دولتمند ہوکر شاید کسی
برھمن کو رنج پہنچاوے ‡ اگر کوئی شودر کسی اعلی
فرقے کے آدمی کو گالی دے تو اُس کی زبان کاٹ لیجاوے §۔
اگر برھمن کے پاس ایک ہی فرش پر بیٹھہ جاوے تو
اس کے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے $ اگر شودر
برھمن کو دھرم کی باتیں بتائے تو اس کے منہ اور کانوں
میں کھولتا ہوا تیل ڈالیں **۔ شودر کے قتل کا کفارہ
بھی مذھب کی رو سے وہی ہے جو بلی۔ کتے۔ چھپکلی۔
مینڈک اور بہت سے قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا
کفارہ ہے ††۔ اگر شودر کو اُس کا مالک آزاد بھی کردے

* باب ۱۱ - اشلوک ۱۹۳ - لغایت ۱۹۷ - و باب ۱۰ -
اشلوک ۱۱۱ - † باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۵ - ‡ باب ۱۰
اشلوک ۱۲۹ - § باب ۸ اشلوک ۲۷۰ - $ بپ ۸ اشلوک
۲۸۱ - ** باب ۸ - اشلوک ۲۷۲ - †† باب ۸ - اشلوک ۱۳۲ -

تو بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا ہے - مخدوم نہیں بن سکتا کیونکہ جو حالت اُس کو خالق نے بخشی ہے اُس میں سے کون اسے نکال سکتا ہے * —

اسی طرح کے اور بھی بہت سے قانون ہیں جن سے نہایت بیرحمی ظاہر ہوتی ہے اور اعلی فرقوں کی رعایت سے شودر پر نہایت سختی روا رکھی گئی ہے —

مفتوحین کے ساتھہ اس قسم کا برتاؤ صرف ایرین قوم ہی پر محدود نہ تھا بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں فاتح قوموں نے ہمیشہ مفتوحین کو جانوروں سے بدتر سمجھا ہے رومن نے تمام مفتوحہ قوموں کو غلام بنا رکھا تھا - ہندوستان میں شودروں کی حالت پھر بھی کسی قدر غنیمت تھی - چنانچہ انفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان میں تحریر فرماتے ہیں - " بہر کیف شودر فرقے کی حالت قدیم زمانے کی جمہوری سلطنتوں کے غلاموں یا متوسط زمانہ کے باجیوں اور ہر خادم فرقوں کی حالت سے جن کو ہم جانتے ہیں بہتر تھی " اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ہی اس عام رواج کو دفعتاً مٹا دیا - اور مفتوحین کے ساتھہ مساوات کا درجہ قائم کرکے دنیا کو سکھا دیا کہ حقوق عامہ میں جس قدر آدمی آسمان کے نیچے ہیں سب برابر ہیں - آج جن قوموں کو اپنے تمدن و تہذیب پر ناز ہے ان کا دعوی ہے کہ انہوں نے مساوات

---

* باب ۸ - اشلوک ۴۱۴ —

کو قائم رکھا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ آج تک وہ اسلام کی فیاضی کا مقابلہ نہیں کر سکے —

مسلمان جب ہندوستان میں آئے تو اس وقت بھی مذہ رجۂ بالا قوانین جاری تھے چنانچہ مشہور مورخ البیرونی نے جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان میں آیا تھا برہمنوں کی نسبت لکھا ہے " برہمن مجرموں کے ساتھ بہت نرمی کی جاتی تھی مثلاً اگر کوئی برہمن کسی دوسری ذات کے آدمی کو مار ڈالتا تھا تو اُس کو کچھ برت اور خیرات اور پوجا کرنے کی سزا دی جاتی تھی " اِس کے مقابلہ میں ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے اپنے مفتوحین کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا اُس کو ہم آئندہ بابوں میں بیان کرتے ہیں —

باب دوم

اسلامی عہد میں مذہبی آزادی

جس زمانے میں کہ دنیا کے تمام ملکوں خصوصاً یورپ میں مذہبی آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا اسلامی ممالک میں غیر قوموں کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل تھی —

سندھ میں مذہبی آزادی

ہندوستان میں سب سے پہلے سندھ کو مسلمانوں نے فتح کیا - اُس وقت مشہور سپہ سالار محمد قاسم نے ملک میں منادی

کرائی کہ کسی کے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کیجاویگی - ہر شخص کو اختیار ہے کہ نہایت آزادی سے اپنے مذہبی رسوم بجا لائے - اس کے بعد برہمنوں کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے مندر تعمیر کرائیں ملک کے محاصل سے فیصدی تین روپیہ جو ہمیشہ سے مندروں کے خرچ کے واسطے ملتا آیا ہے بدستور ملتا رہیگا * —

ہندوستان میں مذہبی آزادی

جب خاص ہندوستان میں مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ چمکا تو یوں بھی اُنھوں نے مذہبی آزادی کے اُصول کو نہایت فیاضی سے قائم رکھا - اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اکثر مسلمان فاتحوں نے ابتدائی حملوں کے جوش خروش میں یا کسی متعصب مسلمان بادشاہ نے کسی ہندو راجہ یا رعایا کی بغاوت پر برافروختہ ہوکر اکثر مندروں کو لوٹا اور مورتوں کو توڑا - لیکن اس کے زمانے میں کبھی ایسا فعل جائز نہیں رکھا گیا بلکہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے مندروں کے اخراجات اور پوجاریوں کے وظائف کے واسطے بہت سی جاگیریں دے رکھی تھیں - باوجود اس کے کہ یورپین مورخوں اور ہندؤں نے مسلمانوں کے عہد کی تاریخیں نہایت متعصبانہ نظر سے لکھی ہیں لیکن اس سے وہ بھی انکار نہیں کرسکے

* شمس العلماء ذکاء اللہ خاں کی تاریخ ہندوستان —

اس کی نسبت ذیل میں ہم اُن کی تحریر کا اقتباس درج کرتے ہیں —

مندروں کا وقف

مسلمان بادشاہوں کی طرف سے مندروں کے واسطے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذ و نادر تھا لیکن یہ دعویٰ نہیں کہ بالکل معدوم ہو * —

اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندؤں کے مذہب کے ساتھہ اکثر برتا جاتا تھا - یہاں تک کہ شاہی اوقات جو مندروں کے لئے مقرر ہوتے تھے اُن کا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندؤں کے مذہب میں دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھادی تھی † —

نئے مندر

مسلمان فرماں رواؤں کی نسبت یہ اعتراض بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اُن کے عہد میں نئے مندر بننے کی اجازت نہ تھی - لیکن یہ سرا سر غلط ہے - دھلی - آگرہ - متھورہ - بٹ - ایشر - وغیرہ میں جو اسلامی قوت اور سطوت کے خاص مرکز تھے بہت سے مندر شاہان اسلام کے عہد کے تعمیر شدہ اس وقت تک موجود ہیں چنانچہ بندرا بن کے مشہور مندر

---

* کرنیل یول کا مار کو پولو جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ —

† سر رچرڈ ٹمپل کی کتاب ہندوستان مطبوعۂ لندن سنہ ۱۸۸۱ ع صفحہ ۱۶۴ —

"گوبند دیوجی" گوپی ناتھہ جی - مدھن موھن جی - مہا پربھو چیتن جی (سنہ ۱۴۸۶ ع لغایت سنہ ۱۵۲۷ ع) کے چیلے روپ سناتن گوشائیں نے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ھے کہ پہلے مسلمان تھے مسلمانوں ھی کے عہد میں بنوائے تھے * —

اب ہم مذھبی آزادی کی نسبت مختلف تاریخوں کی تحریروں اور سیاحوں کے چشم دید حالات کو جو اُنھوں نے اپنے سفر ناموں میں لکھے ھیں شہادت میں پیش کرتے ھیں —

دکن میں مذھبی آزادی اور رسم ستی

دکن کے شاھان سلف کے زمانے میں غیرمذھب والوں کو ھر قسم کی آزادی حاصل تھی † — ڈ اکٹر بر نیر نے اپنے سفر نا مہ میں ستی کے بیان میں لکھا ھے جو بیانات ستی کے بابت لکھے گئے ھیں - اُن میں بلاشک مبالغہ کیا گیا ھے اور آج کل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ھوگئی ھے کیونکہ مسلمان جو اِس ملک کے فرمان روا ھیں اس

---

* ھندستان کی شکۂ حال مصنفۂ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶ —

† بمبئی گزیٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲ و جلد ۱۶ صفحہ ۷۵

وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں اور اگرچہ اُس کے استدا ع کے واسطے کوئی مقررہ قانون نہیں ہے - کیونکہ اُن کی تدبیر مہلکت کا یہ ایک جزو ہے کہ ہندؤنکی خصوصیات میں جنکی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ اُن کے مذہبی رسم کے بجالانے میں اُن کو آزادی دیتے ہیں - تا ہم ستی کی رسم کو بعض ایچ پیچ کے طریقوں سے روکتے رہتے ہیں - یہاں تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبے کے حاکم کے ستی نہیں ہوسکتی اور صوبے دار ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک کہ قطعی طور پر اس امر کا یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے ارادے سے ہرگز باز نہ آویگی * "—

میلہ سورج گہن

اسی سفر نامے میں دھلی کے سورج گہن (سنہ ۱۶۶۶ ع) کے اشنان اور پوجا پاٹ کے حال میں لکھا ہے - " سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن اِن پرانی رسموں کے آزاد طور پر بجا لانے کو یا تو اس خیال سے منع نہیں کرتے کہ ہندؤں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہیں یا دست اندازی کی جراءت نہیں رکھتے " † —

بنگالہ میں عیسائی

بنگالہ کے حال میں لکھا ہے " بہت سے پرتگیز اور دوغلے یوروپین اور

---

* ترجمہ سفر نامۂ ڈاکٹر برنیر جلد دویم صفحہ ۱۷۲

۱۷۳ - † جلد دویم صفحہ ۱۵۷ —

عیسائیوں نے جن کو تنگ لوگوں نے ان کی مختلف آبادیوں سے نکال دیا ہے اس زرخیز ملک میں آکر پناہ لی ہے - چنانچہ فرقہ جیسوئٹ اور اگسٹن کے لوگوں نے جن کی بڑی بڑی مذہبی جماعتیں ہیں اور جو اپنے مذہبی اعمال کو آزادانہ اور بلا دقت عمل میں لا سکتے ہیں مجھے اس بات کا یقین دلایا کہ صرف ہگلی میں آٹھ ہزار سے نو ہزار تک عیسائی بستے ہیں - اور اِس ملک کے اور حصوں میں تو اُن کی تعداد پچیس ہزار سے بھی زیادہ ہے * —

موسیو تھیو نیو فرانسیسی سیاح نے جس نے سنہ ۱۶۵۵ ع سے سنہ ۱۶۶۸ ع تک ہندوستان کی سیاحت کی اپنے سفرنامے میں لکھا ہے - "اکثر بستیوں میں مندر بنے ہوے تھے - ہندو گاڑیوں میں جاتے ہوے جا بجا ملتے تھے جو ان مندروں میں اپنی پوجا کے واسطے آئے تھے † —

اسی سیاح کے سفرنامے سے ظاہر ہوتا ہے مغلوں کے صوبۂ بالا گھاٹ اور سلاطین دکن کے قلمرو میں عیسائیوں کے بہت سے کالج ' خانقاہیں موجود تھیں اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے برابر آتے جاتے

---

* ترجمۂ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دویم صفحہ ۱۲۲

† دکن میں موسیو تھیو نو ایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلہ آصفیہ جلد دوم صفحہ ۲۸ و ۲۹ —

تھے اور نہایت آزادی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب اپنی کتاب "ہندوستان گذشتہ و حال" میں مسلمانوں کی حکومت کے طریقے کے بیان میں لکھتے ہیں۔ "ہندو کسی قدر حقارت کے ساتھہ دیکھے جاتے تھے مگر سوائے جزیہ لئے جانے اور ایک دو اور معاملات میں امتیاز ہئے جانے کے اور کوئی مداخلت اُن کے مذہب میں نہیں کی جاتی تھی نہ اُن سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ بہت سے ہندو حساب اور مال کے محکموں میں نوکر ہوتے تھے۔ 'مبارک خلجی' کے وقت میں کل گورنمنٹ کا طریقہ ہندوانہ تھا ہندو لوگ اپنے مذہب کو کم تبدیل کرتے تھے * —

واعظین ہنود

اسلامی عہد حکومت میں مذہبی آزادی کا اِس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہندؤں کے بڑے بڑے واعظ اصلاح کنندگان اور موجدان مذہب نہایت آزادی سے اپنے مذہب اور طریقے کی اشاعت میں سرگرم تھے۔ اور کوئی ان کو نہ روکتا تھا۔ اور جب تک کوئی شخص ملک کے پولٹیکل معاملات سے الگ تھلگ رہتا کبھی اُس کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہ کی جاتی تھی۔ چنانچہ گرو راما نند بابا کبیر داس۔ گرونانک۔ مہاپربھوچیتن جی روپ سناتن گوشائیں۔ بلبھ آچاریہ جی۔ بابا سور داس جی

---

* ہندوستان گذشتہ و حال مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۰۳ع صفحہ ۱۰۲

گوشائین تلسی داس - بابا توکا رام وغیرہ کے حالات اِس کے ثبوت میں موجود ہیں اور ہندؤں کی طرح تعلیم یافتہ مسلمان بھی ان کو عزت و حرمت کے ساتھہ یاد کرتے ہیں —

جزیہ کی بحث

غیر مذہب والے اسلام پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اُس نے غیر مذہب والوں پر کافر ہونے کا ٹیکس جزیہ کے نام سے لگا کر مسلمانوں اور غیر مذہب والوں میں نہایت متعصبانہ اور نا مناسب تفرقہ قائم کیا ہے - اور یہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کے لئے غیر قومیں اسلام قبول کرنا گوارا کر لیتی تھیں - علامہ زماں شمس العلماء مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی نے ایک مستقل رسالہ الجزیہ کے نام سے لکھکر اِس الزام کی بخوبی تردید کر دی ہے اور نہایت قوی اور متین دلیلوں اور مستند تاریخی روایتوں سے ثابت کردیا ہے کہ جزیہ در اصل فارسی کے لفظ گزیہ کا جس کے معنی خراج کے ہیں معرب ہے اور سب پہلے نوشیروان نے جو دنیا میں عادل لقب سے مشہور ہے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے - اور عموما اہل فوج کو اِس ٹیکس سے بری رکھا تھا - اسلام نے جو انتظام قائم کیا اُس کی رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کے واسطے مجبور کیا جا سکتا تھا - جب غیر مذہب والوں پر اسلام کی حکومت ہوئی اور اُن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑی تو چونکہ اُن کو

فوجی خدمت پر مجبور کرنے کا اسلام کو کوئی حق حاصل نہ تھا ۔ نہ وہ لوگ ایسی پر خطر خدمات کے واسطے بہ خوشی راضی ہوسکتے تھے -- اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کے لئے کوئی معاوضہ دیں -- اسی معاوضہ کا نام جزیہ تھا —

جزیہ کی علم شرح تین روپیہ اور چھہ روپیہ سال تھی ۔ خاص خاص حالتوں میں زیادہ تعداد بیس روپیہ سالانہ تھی ۔ کسی کے پاس لاکھوں روپیہ ہوں تو اس سے زیادہ نہیں دینا پڑتا تھا ۔ بیس برس سے کم عمر اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے ، اور عورتیں ، مفلوج معطل العضو ، نابینا ، مجنون ، اور مفلس لوگ جن کے پاس دو سو درہم سے کم ہوں ۔ جزیہ سے مستثنیٰ تھے ۔ کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایسے ہلکے ٹیکس سے بچنے کے لئے دنیا میں ایک شخص نے بھی اپنا مذہب چھوڑا ہوگا —

یہاں پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح یہ فوجی ٹیکس صرف غیر مذہب والوں سے لیا جاتا تھا اسی طرح صرف مسلمانوں سے زکواۃ اور عشر کا ٹیکس اس سے بہت زیادہ تعداد میں وصول کیا جاتا تھا —

یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اگر کسی غیر قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اسی طرح جزیہ سے بری رہی جس طرح خود مسلمان ہندوستان

میں۔ بعض بعض مسلمان بادشاہ ہندؤں سے جزیہ لیتے رہے۔ سلطنت کے انقلابوں میں کبھی ساقط ہو جاتا تھا - کبھی مقرر ہو جاتا تھا - اکبر کے وقت میں جب ہندؤں نے فوجی ملازمت اختیار کرلی تو سنہ ۲۵ جلوس مطابق ۹۸۸ ھ میں عام طور سے جزیہ معاف کردیا گیا - اورنگ زیب نے ست نرائنی فرقہ اور دیگر ہندؤں کی بغاوت سے بر افروختہ ہوکر سنہ ۲۲ جلوس مطابق ۱۰۹۰ ھ میں پھر جزیہ مقرر کردیا لیکن جو ہندو فوجی ملازمت میں تھے جزیہ سے مستثنیٰ رہے - چنانچہ راجپوتانہ کے جملہ راجہ جو فوجی خدمات انجام دیتے تھے جزیہ سے بری تھے - صرف رانا اودے پور جو فوجی خدمت بجا نہ لاتا تھا جزیہ ادا کرتا تھا - اور جزیہ کے عوض میں اس نے اپنے دو پرگنے مانڈل پور اور بدل پور بادشاہ کے حوالے کردئے تھے —

مسلمان بادشاہ اور اشاعت اسلام

ہندوستان میں بادشاہوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے ہندؤں کو جبراً مسلمان کیا اور ہندوستان میں مذہب اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا اس غلط اور متعصبانہ الزام کی تردید غیر مذہب والونکی تحریروں سے کیجاتی ہے —

سرالفرڈ لائل نے لکھا ہے کہ جو فاتحین اسلام شمالی ہند میں شاہی خاندانوں کے بانی ہوے یا جنھوں نے دکن میں اسلامی سلطنتیں قائم کیں ان کو مذہب کی کچھہ پروا نہ تھی - ان میں اکثر ایسے تھے جن کو

تبلیغ مذہب کی مہلت ھی نہیں ملی کیوں کہ یا تو ملک
کے فتح کرنے میں ان کا وقت صرف ہوا - یا خانہ جنگیوں
سے اُن کو فرصت نہ ھوئی -- یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی
مغل یا تاتاری ھوتے تھے - پیغمبر عرب کے دین پر خود اُن
کو استحکام نہ تھا - اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوح
کی اولاد کا خاصہ ہے اور جس کا نمونہ عرب کے قدیم عام
برادران اسلام نے دکھایا تھا چھو بھی نہ گیا تھا -- جو سلطنت
انھوں نے قائم کی اس کی حیثیت ھمیشہ جنگی رھی * —

ھندوستان کے مسلمان فاتحوں کے دل میں کوئی ایسا
خیال جس کو دوسروں کی آخرت کی بھلائی چاھنے کا خیال
کہتے ھیں موجود نہ تھا جو مذھب کے ھر سچے داعی
کے دل میں ھوا کرتا ہے - اور جس نے خود اسلام کی
اشاعت میں بڑے بڑے کام کئے - خلجی - تغلق - لودی
لڑائیوں میں عموماً ایسے مصروف رھے کہ اسلام کی ترقی
دینے کی مہلت نہ ھوئی - لوگوں کو مسلمان کرنیکی
جگہہ ملکوں سے خراج وصول کرنیکا ان کو زیادہ خیال رھا + —

خاندان مغلیہ میں اورنگ زیب اور جلوبی ھند میں
حیدر علی اور ٹیپو سلطان پر مذھبی سختی اور ھندؤں

---

* سر الفرڈ لائل ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ - مطبوعہ
لندن سنہ ۱۸۸۲ ع —

+ دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام - مصنفہ - ٹی - ڈبلو-
آرنلڈ صاحب بی - اے —

کو جبراً مسلمان کرنیکے الزام بہت لگائے جاتے ہیں - پروفیسر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں اس کی نسبت تین چار مقامی روایتیں بیان کر کے لکھا ہے - " ان باتوں کے پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی شہادت میں صرف مقامی اور خاندانی روایتیں ہیں لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتاب تواریخ میں جہاں تک مجھہ کو پتہ چلا ہے بجبر مسلمان کرلینکا کہیں ذکر نہیں - اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جس کی طبیعت میں مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے نسبت ہندؤں کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونیکی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دیں - اور یہ وجہ ایسی ہے جس کے بتانے میں کچھہ دقت نہیں ہوتی ہے - اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے جو قریب زمانے کے مشہور بادشاہ گذرے ہیں اس بات میں شہرت حاصل کی کہ انہوں نے بہت سے ہندو خاندانوں اور ہندو رعایا کے بعض حصوں کو زبردستی مسلمان کرلیا حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہوں کے عہد سے بہت پہلے کا واقع ہے* —

اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش میں نو مسلموں کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی - لیکن اس نے غیر

---

* گزیٹر صوبہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲ و جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲ -

مذہب کے لوگوں پر مذہبی باتوں میں سختیاں نہیں کیں *—

اشاعت اسلام کا مختصر حال

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے مختصر حالات اگر اس موقع پر لکھے جائیں تو غالباً بے موقع نہ خیال کئے جاوینگے ۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری قائم ہونے سے پہلے داعیان اسلام کے ذریعے سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا ۔ داعیان اسلام ہندوستان کے مختلف دور و دراز ملکوں اور راجپوتانہ کے ریگستانی حصوں میں پہنچ گئے تھے ۔ اور نہایت سلامت روی سے اسلام کی اشاعت میں مصروف تھے ۔ چنانچہ جہاں جہاں اِن نیک نیت داعیان اسلام کا قدم پہنچا ۔ اسلام کو اپنی اشاعت میں بلا جبرواکراہ بڑی اور مستقل کامیابی حاصل ہوئی ۔ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور فرمان رواں سے لیکر مفلسوں تک میں سے لاکھوں کو اپنا پیرو بنا لیا ۔ بہت سی قومیں جو صدہا سال سے ہندوں کے طبقے سے خارج اور نہایت ذلت و خواری سے اپنے دن کاٹ رہی تھیں ۔ ان کو اسلام نے اپنے اخوت کے دائرے میں لیکر عزت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا ۔ سلطنت اسلامیہ کے قائم ہونے کے بعد اگرچہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ملکی غلبہ حاصل ہو گیا ۔ اور مذہب اسلام کی اشاعت میں کسی کو مجال مزاحمت

---

* تاریخ ہندم مترجمہ الگز نڈرڈاو جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۱۲ ع —

کی نرھی تھی - لیکن عام طور سے اِن بادشاھوں اور ان کے امیروں کا رویہ ایسا برا تھا کہ غیر مذھب والے ان کے اسلام کی حالت دیکھہ کر مذھب اسلام کو کبھی اچھا تصور نہ کرسکتے تھے - اکثر بادشاہ شراب و کباب عیش و عشرت کے متوالے تھے - اور انھوں نے تمام فرائض مذھبی کو بالاے طاق رکھہ دیا تھا - یہی وجہ ھے کہ اسلام کو ان مقامات میں جہاں اسلامی عملداری اور اقتدار نہ تھا بہ نسبت ان مقامات کے جہاں ان کی حکومت مدتوں تک نہایت شان و شوکت اور عظمت سے قائم رھی بہت زیادہ کامیابی حاصل ھوئی - چنانچہ دھلی اور آگرہ کے قرب و جوار میں جہاں اسلامی قوت اور سطوت کا صدیوں تک مرکز رھا مسلمانوں کی تعداد بہت کم ھے برخلاف اِس کے جنوبی ھندوستان اور مشرقی بنگالہ میں جہاں مسلمانوں کی پولٹیکل قوت بہت ھی ضعیف تھی ان کی اوسط تعداد اِن ممالک سے بہت زیادہ ھے —

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبۂ بنگال میں حاصل کی - اُس کی نظیر کسی دوسرے صوبے میں نہیں ملتی - سنہ ۱۴۱۴ ع میں جت مل کا باپ راجہ کانس مرگیا تو اُس نے راج کے تمام سرداروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے مسلمان ھونے کا قصد ظاھر کیا اور کہا کہ ایسی حالت میں اگر تمھیں میری سلطنت

سے انحراف ہو تو میں بہت خوشی سے اپنے چھوٹے بھائی کو راج کا مالک کردوں گا۔ تمام سرداروں نے متفق ہوکر جواب دیا۔ کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں۔ امور دنیوی میں مذہب اور دین کا کچھہ کام نہیں ہے۔ جتمل نے علماے لکھنوتی کو طلب کرکے مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام جلال الدین رکھا۔ اِس کے زمانۂ حکومت میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوے۔ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی ساڑھے پانچسو برس کی حکومت میں صرف اِسی نومسلم بادشاہ کا عہد ایسا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہندوں پر ظلم ہوے۔ بنگالی نومسلموں کی کثرت ایسے شہروں میں نہیں جو کسی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہا ہے بلکہ اُن کی جس قدر کثرت ہے وہ دیہات یا ایسے اضلاع میں ہے جہاں مغربی صوبوں کے نوآباد مسلمانوں کا نشان تک نہیں * —

اسی طرح عالم گیر عہد میں کشتوار (صوبہ کشمیر) کے راجپوت راجہ نے حضرت شاہ فرید الدین (رح) کے کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا۔ اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی† —

---

* دعوت اسلام - تاریخ فرشتہ — † دعوت اسلام بحوالہ ایف ڈریور جموں اور کشمیر کی ریاستیں صفحہ ۱۷ مطبوعۂ لندن سنہ ۱۸۷۵ ع

هیں اور جو تمام امر و نہی اور واقعات گذشتہ اور آئندہ کا مجموعہ ہے - اور ایک فرشتہ برھما کے ذریعے سے جو ایجاد عالم کا واسطہ ہے نازل کی - اس زمانے کے علماے مجتہدین نے اس کتاب سے چھہ مذھب استنباط کر کے عقائد کی بنیاد ان پر قائم کی اس فن کو دھرم شاستر کہتے ہیں - جس سے علم کلام مراد ہے - اسی طرح چار قومیں قرار دیں - اور چار طریقے اس کتاب سے مستنبط کر کے ہر طریق کے لئے ایک مسلک خاص مقرر کیا - اور تمام اعمال اور افعال کی بنیاد انھیں طریقوں پر قائم کی - اس فن کو کرم شاستر کہتے ہیں جس سے علم فقہ مراد ہے -

چونکہ یہ لوگ احکام میں نسخ و تبدیل کے قائل نہیں ہیں اور عقل اس کو تجویز کرتی ہے کہ ہر زمانے میں انسانی طبائع کے لحاظ سے اعمال و احکام میں تغیر و تبدل ہو - اس لئے انھوں نے زمانے کی چار تقسیمیں کیں - اور ہر ایک کا نام جگ مقرر کر کے ہر ایک کے لئے اس کتاب سے ایک دستورالعمل مرتب کیا - اس کے بعد متاخرین نے جو کچھہ تصرف کیا ہے وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے -

ان کے تمام فریق خدا کی وحدت کو تسلیم کرتے ہیں - اور تمام عالم کو حادث اور مخلوق مانتے ہیں اور نظام عالم اور حشر و نشر جسمانی اور نیک و بد کی سزا اور جزا کا اقرار کرتے ہیں - اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور ریاضت و مجاہدات اور تحقیق معارف و مکاشفات

میں جس قدر ان کو مہارت و ید طولیٰ حاصل ہے وہ
ان کے کتب خانوں سے جو اب تک موجود ہیں معلوم
ہو سکتا ہے - اور یہ بت پرستی کی رسم بغرض عبودیت
اور شرک نہیں - بلکہ اس سے دوسری غرض ہے - ان کے
مذہب کے عقلا نے انسانوں کی عمر کے چار حصے مقرر
کئے ہیں - (۱) علوم و آداب کی تحصیل کے لئے
(۲) معاش اور اولاد کے لئے (۳) درستی اعمال اور تہذیب
نفس کی غرض سے (۴) ترک دنیا اور تجرد کی مشق
میں جو انسان کی ترقی کا اعلیٰ معیار ہے اور نجات
کبریٰ جس کو مہامکت کہتے ہیں اسی پر موقوف ہے -

الحاصل ان کے اُصول مذہب میں ایک ایسا نظم و نسق
پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین الٰہی
مرتب لیکن منسوخ شدہ ہے —

ہماری شریعت میں ادیان منسوخہ میں سے سوائے
یہود و نصاریٰ کے کسی دین کا ذکر نہیں کیا گیا - حالانکہ
اس کے علاوہ بہت سے دین منسوخ ہو چکے ہیں - اور بہت
سے مذاہب اس صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئے - پس غور
کرنا چاہئے کہ یہ آیۂ کریمہ و ان من اُمۃ اِلا خلا فیہا نذیر
و لکل اُمۃ رسول سے معلوم ہوتا ہے کہ ممالک ہند میں
بھی رہنما و پیغمبر بھیجے گئے ہیں جن کے احوال ان
کی کتابوں میں موجود ہیں - اور ان کے اخبار اور آثار
سے جو ہنوز باقی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ

ذی رتبہ اور صاحب کمال تھے - اور خدا کی رحمت نے اس وسیع سر زمین میں بھی هندؤں کے مصالح و اغراض کو ملحوظ رکھا هے —

مشہور هے کہ جناب خاتم المرسل سے پہلے هر قوم میں ایک نبی بھیجا گیا - اور اس قوم پر اسی نبی کی اطاعت واجب هوتی تھی - دوسری قوم کے نبی سے ان کو غرض نہ هوتی - لیکن همارے پیغمبر خاتم المرسلین کے ظهور کے بعد جو تمام دنیا کے نبی بناکر بھیجے گئے - اور جن کا دین تمام ادیان کا ناسخ هے - کوئی شخص شرق و غرب میں اس بات کا مجاز نہیں کہ آپ کی اطاعت سے باهر قدم رکھہ سکے - اس لئے اب صرف وهی لوگ کافر هوں گے جو آپ کي ابتداے بعثت سے آج تک جس کو ایک هزار ایک سو اسی (۱۱۸۰) سال هوتے هیں - آپ پر ایمان نہ لائیں نہ وہ لوگ جو اس مدت سے پہلے رحلت کر چکے —

اور جب کہ هماری شریعت حسب تصریح ملهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک اکثر انبیاء کے حال سے ساکت هے تو هم کو بھی ان لوگوں کے حق میں سکوت اختیار کرنا چاهئے - نہ هم کو ان کے مقلدین کے کفر و الحاد پر ایمان واجب هے - نہ اُن کی نجات پر اعتقاد فرض هے - لیکن اگر تعصب نہ هو تو احتمال حسن ظن موجود اور متحقق هے - اسی طرح اهل فارس

بلکہ تمام امم ماضیہ کے حق میں جو جناب ختم المرسلین سے پہلے گذر چکی ہیں۔ اور شریعت ان کے حق میں ساکت ہے یہی اعتقاد رکھنا چاہئیے۔ اور بے نص قطعی کسی کو کافر نہ کہنا چاہئیے ـــ

بت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ بعض فرشتے جن کا تصرف جناب باری کے حکم سے اس عالم میں جاری ہے۔ یا بعض کاملین کی روحیں جن کا تصرف اس قالب کے چھوڑنے کے بعد اس عالم میں باقی ہے۔ یا بعض زندہ افراد جو اُن کے اعتقاد میں حضرت خضر علیہ‌السلام کی طرح تا ابد زندہ رہیں گے۔ یہ لوگ ان کی تصویریں بنا کر توجہ کرتے ہیں اور ایک مدت کی مشق میں اُس صاحب صورت سے مناسبت پیدا کراتے ہیں۔ اور اُسی نسبت سے تمام حوائج معاش و معاد کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل ذکر رابطہ سے مشابہت رکھتا ہے جو تمام صوفیان اسلام کے یہاں معمول بہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی صورت شیخ کا تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے شیخ کے کمالات کو حاصل کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر رہجاتا ہے کہ حضرات صوفیہ شیخ کی تصویر نہیں بناتے اِس اعتبار سے یہ عقیدہ کفارہ عرب سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کفارہ عرب بتوں کو تصرف آلہی کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کو بلا واسطہ موثر اور متصرف خیال کرتے تھے۔ اور اُن کو خدائے زمین اور خدا کو خدائے آسمان کہتے تھے اور یہی

شرک ہے —

اور یہ سجدے کی رسم اُن میں بغرض عبودیت نہیں ہے - بلکہ یہ سجدہ سجدۂ تحیت ہے کیونکہ اِن کے یہاں ماں اور باپ اور پیر اور اُستاد کے لئے بجائے سلام کے بھی سجدہ معمول یہ ہے جس کو ڈنڈوت کہتے ہیں - اور اعتقاد تناسخ مستلزم کفر نہیں ہے —

مشہور مورخ البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھہ ہندوستان میں آیا تھا ہندوؤں کی نسبت لکھتا ہے " - ہندو گو بت پرست کہے جاتے ہیں مگر بت پرستی عوام الناس میں ہے عقلاء میں نہیں ہے وہ ایک خدا کو جسکی ابتدا اور انتہا نہیں ہے جو اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے - جو قادر مطلق ہے - جو دانائے کل ہے - جو سارے میں موجود ہے - زندگی بخشتا ہے - حکومت کرتا ہے - اور سب کی حفاظت کرتا ہے - جو اپنی بادشاہی میں نرالا ہے جس کی مشابہت کسی چیز سے نہیں ہو سکتی - مانتے ہیں * "

فاضل بے نظیر علامی ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتے ہیں- میں ہندو عقلمندوں کی صحبت میں بہت رہا ہوں - اور میں نے اُن کے ہر فرقے اور مذہب کے مسائل معلوم

ہندوستان گذشتہ و حال صفحہ ۹۱ مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۹۰۴ ع

کر کے اس کتاب میں اس غرض سے لکھے ھیں - کہ آئندہ
کے عقلمند افلاطوں و ارسطو اور صوفیوں کے مسائل سے اُن کا
مقابلہ کر کے بلا دخل دینے تعصب کے یہ معلوم کرسکیں
گے - کہ حقیقت کیا چیز ھے - ھندؤں کی کتابوں میں
نہایت بے بہا اور اعلیٰ ھدایتیں ھیں - میں اپنے مضمون
کو کیسے ادا کروں جب کہ میں کار دنیا میں غرق ھوں
...... (ھندو) خدا کو خوش کرنے کی غرض سے
اپنی زندگی کو بخوشی دیدیتے ھیں - سب لوگ خدا
کو ایک مانتے ھیں - اور اگر لوگ پتھر اور لکڑی کی
مورت یا کسی اور چیز کی تعظیم کرتے ھیں تو اُس
کو بیوقوف آدمی تو بت پرستی جانتا ھے مگر میں نے
بہت سے عقلمندوں سے معلوم کیا ھے - کہ اُنھوں نے بعض
خدا پرستان مقبول بارگاہ کی تصویر کو وسیلہ اپنی دل
جمعی کا مقرر کیا ھے تاکہ اُن کا دل دوسری طرف منتشر نہ
ھو اور وہ خدا کی عبادت ضروری سمجھتے ھیں - اور
تمام اپنی عبادات اور عادتوں میں اُسی سے مدد مانگتے
ھیں - اور اُسی کو سب سے بر تر سمجھتے ھیں - اور برھما -
کو کہ جس کا کچھہ ذکر اس کتاب کے شروع میں ھوچکا ھے
اپنا خالق اور بشدو کو پالنے والا اور قائم رکھنے والا مخلوق کا
جانتے ھیں - اور رور کو جنھیں مہادیو بھی کہتے ھیں نیست
ونابود کرنے والا مانتےھیں - ایک گروہ کا خیال ھے کہ خدا نے ان
تینوں پاک مورتوں میں اس طرح جلم لیا ھے کہ

قطعی ناپاک نہ ہوا - اور یہ مثال بعینہ ایسی ہے کہ جس طرح نصاریٰ مسیح کو بزرگی دیتے ہیں - اور ایک گروہ اس بات پر ہے کہ انسان اپنی نفاست اور خدا پرستی اور نیک عادتوں سے اعلیٰ رتبے پر پہونچتا ہے - غرض کہ خدا پرستی اور نفس کشی اِن لوگوں میں اس قدر ظاہر ہوتی ہے کہ اور کسی ولایت میں نہیں ہے *

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی (رح) سے جو بڑے پایہ کے محدث اور عالم تھے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضور ,, کنھیاجی '' کے حق میں کیا فرماتے ہیں - آپ نے فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ ان کے حق میں چپ رہنا چاہئے لیکن بھاگوت سے جو ہندوں کی معتبر کتاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ,, کنھیاجی '' اولیاء میں سے تھے - اور ان کے مقام متھرا وغیرہ بلاشک عشق انگیز ہیں یعنی ان مقاموں میں اللہ کا عشق دل سے جوش کرتا ہے حضرت " شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی " فرماتے تھے کہ جب میں حج کو جاتا تھا کانھیا جی کے مقاموں میں سے ہوکر گذرا - ان کی روح میرے سامنے حاضر ہوئی اور پانچ اشرفیاں نذر کیں کہ مکیشر یعنی مکۂ شریف کو آپ جاتے ہیں اِس کو خرچ کیجئے - میں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں - اللہ کے سوا اور کسی سے مدد نہیں چاہتا - اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

*ہندوستان گذشتہ و حال و آئین اکبری -

"کنھیا جی" نجات والوں میں سے ھیں *

مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی مصنف بشارت احمدی اپنی کتاب کے آخر میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ھیں کہ اُن کو لازم ھے کہ "راجہ رام چندر" اور "کنھیا جی" وغیرہ اگلے بزرگوں کو برا کہنے سے توبہ کریں البتہ جو ھندو اُن کو خدا سمجھہ کر پوجتے ھیں اُن کے رسموں اور میلوں اور تماشوں سے لاکھوں کوس بھاگیں † —

یہی نہیں کہ ھمارے مذھبی پیشواوں اور عالموں نے ھندوں کے مذھب کی نسبت اس قسم کی بے تعصبی کے خیالات ھی ظاھر کئے ھوں بلکہ جب کسی متعصب بادشاہ نے کسی بات پر جوش میں آ کر ھندوں کے مذھبی فرائض کے ادا کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا ۔ انھوں نے نہایت آزادی سے اس کی مخالفت کی ۔ اور اگر کسی موقع پر ظالم بادشاہ کے خوف سے جرءات نہ کر سکے تو اس کے مرنے کے بعد اس کی تلافی پر آمادہ ھوگئے —

میلہ تھانیسر کی نسبت ایک مسلمان عالم کی راے

تھانیسر ھندوں کا متبرک مقام ھے وھاں ھر سال اشنان کا میلہ نہایت دھوم دھام سے ھوتا ھے سلطان سکندر لودھی نے جس نے سپہ سالار مسعود غازی (رح) کے نیزہ کا مشہور میلہ بھی بند کردیا تھا اس میلے کے بھی بند

* بشارت احمدی مطبوعۂ مطبع یوسفی لکھنو صفحہ ۱۱ ۔

† بشارت احمدی صفحہ ۱۱۷ —

کرنے کا ارادہ ظاہر کیا - میاں عبد اللہ اجودھی نے جو بڑے مشہور عالم اور بزرگ تھے اس معاملہ میں بادشاہ کی سخت مخالفت کی - اور نہایت آزادی سے فرمایا - کہ بت خانے کو ویران کرنا کسی طرح جائز نہیں - اور جس حوض یا دریا میں قدیم سے غسل ہوتا آیا ہے - اُس کی ممانعت کرنا کسی طرح روا نہیں ہے - یہ جواب سن کر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور خنجر ہاتھ میں لیکر اُن کی طرف دوڑا اور کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے - اُنھوں نے اُسی آزادی سے پھر جواب دیا کہ جو کچھ شرع شریف کا حکم ہے وہ بتاتا ہوں ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے - یہ جواب سن کر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا - اور وہ اِس خیال سے در گذرا * —

سلطان زین العابدین کی بے تعصبی

سلطان سکندر والی کشمیر کے عہد میں "سیہ بت" نام ایک برہمن مسلمان ہو گیا - اور ترقی پاکر وزارت کے درجے پر پہنچ گیا - اِس نو مسلم نے ہندؤں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - چونکہ بادشاہ کے مزاج میں وہ بہت دخیل تھا لہذا اُس کے احکام میں کوئی دم نہ مار سکا - جب سلطان سکندر کا انتقال ہو گیا اور اُس کا بیٹا شاہی خان سلطان زین العابدین کے نام سے تخت نشین ہوا - تو اُس نے علماء اور فضلاے عہد کے مشورے سے "سیہ بت"

* تاریخ فرشتہ وغیرہ —

کے عہد کے تمام احکام کو منسوخ کرکے اُن کل برھمنوں کو جو سیہ بت کے خوف سے ملک سے نکل گئے تھے ممالک دور و دراز سے سفر خرچ بھیج کر بلا لیا - اور اُن کے واسطے جاگیریں مقرر کردیں - اور رعایا کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دیکر مندروں کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کر دئے - جو لوگ سیہ بت کے خوف سے مسلمان ہوگئے تھے اُن کے واسطے حکم دیا کہ جس مذہب کی چاہیں پیروی کریں - چنانچہ وہ سب اپنے اصلی مذہب کی پیروی کرنے لگے - بادشاہ نے اِسی پر بس نہیں کی بلکہ باپ کے عہد کے مظالمانہ احکام کی تلافی کی غرض سے جزیہ معاف کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے گاو کشی کی بھی ممانعت کردی * —

اس قسم کی عام مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اگر کسی خاص بادشاہ کے اصلی یا فرضی مذہبی تعصب کے واقعات کو پیش کرکے یہ کہا جاوے کہ اسلامی حکومت میں مذہبی آزادی کا نام تک نہ تھا ظلم نہیں تو کیا ہے اگر کسی خاص بادشاہ نے مقررہ اصول کے خلاف کیا تو اُس کا اعتراض سب بادشاہوں پر نہیں ہوسکتا بعض بعض بادشاہوں نے خود مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم کئے ہیں کہ اُن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - علاءالدین

* تاریخ فرشتہ - و تاریخ ہند مولفۂ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ خاں وغیرہ —

خلجی نے جالور کے پٹھانوں کی بغاوت کو اس سختی سے فرو کیا کہ ان کی عورتوں کو سر بازار ہندؤں کے حوالے کر کے بے عزت کرایا۔ کیا یہ بھی کسی تعصب کی وجہ سے تھا —

جین اور بودھ اور ہندؤں کا ایک دوسرے کے مندروں کو توڑنا

اس قسم کی خاص خاص مثالیں مسلمانوں ہی کی تاریخ میں موجود نہیں بلکہ خود ہندوستان ہی میں بودھ اور جین اور برھمن مذھب کے پیرو کار ایک دوسرے کے مندروں اور مورتوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں۔ شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ خاں گجرات کی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ اور کتابیں بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور برھمن مذھب مروج تھے جو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ ان کے درمیان جنگ و پیکار رہتی تھی۔ ایک دوسرے کے عبادتخانوں کو مسمار کرتے تھے جن کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ ابتدا میں جین مذھب والوں کا ستارہ چمکا۔ آخر کو برھمن مت کا عروج ہوا" —

اسی طرح بودھ مذھب والوں نے اپنے عروج کے زمانے میں ہندوں کے مندروں کو غارت کیا جنھیں بقول مصنف " ہندوستان گذشتہ و حال " شنکراچاریہ جی مہاراج نے از سرنو تعمیر کرایا * —

* ہندوستان گذشتہ و حال - صفحہ ۸۹ —

باب سوم

(مال و جائداد اور قانونی اور دیگر معاشرت کے حقوق)

مال اور جائداد کے حقوق

ہندوستان کی تمام تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں مال و جائداد اور قانونی اور معاشرت کے تمام امور میں ہمیشہ فاتح اور مفتوح کے حقوق کو مساوی درجے پر قائم رکھا ہے - جب کوئی نیا ملک فتح ہوا تو امن و امان قائم ہونے کے بعد جس قدر مال و جائداد جس کے قبضے میں تھا عموماً بحال رکھا گیا - شیر شاہ سور کے عہد تک دیہاتی انتظام اور وصول مالگذاری کا وہی انتظام قائم رہا جو ہندؤں کے عہد سے چلا آتا تھا۔ اگرچہ فیروز شاہ تغلق نے فوج کو بجائے نقد تنخواہ دینے کے زمین دینے کا سلسلہ جاری کیا - لیکن جو زمین اس طرح فوج کو مرحمت ہوئیں ان پر وہی لوگ قابض رہے جو قدیم سے چلے آتے تھے صرف وصول مالگذاری کا حق جاگیر دار کو حاصل تھا - شمالی ہند میں اول شیر شاہ سور اور اس کے بعد اکبر اعظم کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل اور جنوبی ہند میں ملک عنبر نے دیہات کا سلسلۂ انتظام از سر نو قائم کیا - تمام ملک کی پیمائش ہوکر مالگذاری مقرر کی گئی - پرانے زمینداروں کا قبضہ بحال رکھا گیا - اگرچہ ہمارے مورخین نے اس قسم کے

واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن یورپ کے جو سیاح اس عرصے میں ہندوستان میں آئے ان کے سفر ناموں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فاتحین کے اس فیاضانہ طرز عمل سے ہندوستان سونے کی چڑیا بنا ہوا تھا - سنہ ۱۴۲۰ ع میں نکولوڈی کونٹی (Nicolodi Conti) یورپ کا ایک سیاح ہندوستان میں آیا تھا وہ لکھتا ہے " کہ گجرات اور گنگا کے کنارے پر بہت سے شہر اور خوبصورت باغیچے تھے - اور ماراضیہ (Maragia) تک پہنچنے میں اس کو چار بڑے شہر ملے - اور ماراضیہ میں سونا چاندی جواہرات بکثرت تھے بار بوسہ (Bar Bosa) اور بر تھمال (Bartimal) بھی جو سولھویں صدی میں ہندوستان میں آئے تھے ایسا ہی بیان کرتے ہیں - بار بوسہ کا بیان ہے کہ کھمبے ایک بڑا خوبصورت شہر تھا جس کے چاروں طرف ملک شاداب اور سب قوموں کے سوداگروں سے آباد تھا " -

افریقہ کا مسلمان سیاح ابن بطوطہ جو کہ محمد شاہ تغلق کے وقت میں جب کہ ملک میں چاروں طرف غدر پھیلا ہوا تھا ہندوستان میں آیا - اور مدت تک دھلی کا قاضی رہا - اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے - " کہ یہاں پر بہت بڑے بڑے شہر اور قصبے ہیں - ملک کی حالت بہت اچھی ہے - دھلی سے ملتان تک پچاس دن کا سفر ہے مگر ڈاک کا انتظام ایسا اچھا ہے کہ پانچ روز میں خط پہنچ جاتا ہے - ھر کارے اور سوار ڈاک پہنچانے

ھیں میل کے ایک ایک ثلث پر گاؤں آباد ھیں - گاؤں کے باھر ھر کاروں کے بیٹھلے کی برجیاں بنی ھوئی ھیں - بادشاہ پردیسیوں کے ساتھہ نہایت محبت سے پیش آتے ھیں شہر مدورا مثل دھلی کے ھے - مالا بار میں ایک بالشت جگھہ بھی کاشت سے خالی نہیں ھے - ھر شخص کے پاس باغ ھے - اور باغ کے درمیاں میں مکان ھے - چاروں طرف لکڑی کی باڑ ھے چین - عرب - فارس - افریقہ کے جہاز ھندوستان میں آتے ھیں - شرقی اور غربی کناروں پر بڑی تجارت غیر ملکوں کے ساتھہ جاری ھے اور ملک کی اندرونی تجارت بھی کم نہیں ھے " —

تیورنیر صاحب (Tauer Nier) جو شاھجہاں کے وقت میں ھندوستان میں آئے تھے لکھتے ھیں " - کہ شاھجہان اپنی رعایا پر مثل بادشاہ کے حکومت نہیں کرتا بلکہ ایسا برتاؤ کرتا ھے جیسا باپ بیٹوں سے کرتا ھے - اور گو اُس کی گورنمنٹ میں کچھہ سختی معلوم ھوتی ھو مگر عام طور سے رعایا کے جان و مال کی بڑی حفاظت ھے " —

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ھوکر سب سے پہلے جو بارہ احکام صادر فرمائے تھے - ان میں ساتواں حکم یہ تھا - " کہ حکام خالصہ اور جاگیردار خود کاشت نہ کریں اور نہ رعایا کی زمین چھینیں " - سلطان محمود خلجی والی مالوہ نے جب احمد آباد بیدر کو فتح کیا - اور وھا ں

مقیم ہوا تو اس قدر زمین میسر نہ ہوئی کہ شاہی
باورچیخانے کے خرچ کے واسطے اس میں ترکاری بوئی جاتی
مجبور ہوکر ایک بزرگ مولانا شمس‌الدین حق گو کو جو
اس شہر میں مقیم تھے بلا کر فرمایا - کہ ترکاری کی طرف
سے فکر مند رہتا ہوں اگر کوئی شخص اپنی زمین میں
ترکاری بوتا ہو تو بتائیے کہ قیمت دیکر اس سے خرید ی
جایا کرے * —

معاوضہ اراضی

اگر کسی بادشاہ کو کسی مسجد یا اور کسی
عمارت کے واسطے زمین لینے کی ضرورت ہوتی
تھی تو بیش قرار معاوضہ دے کر لی جا تی تھی - چنانچہ
جامع مسجد آگرہ کے واسطے شاہ جہاں کے عہد میں جو
زمین لی گئی اس کی قیمت اصل قیمت سے دس پندرہ
گنا زیادہ دی گئی تھی † اسی طرح ممتاز محل کے مقبرہ
کے واسطے معاوضہ دے کر زمین حاصل کی گئی تھی ‡ —

قانونی حقوق اور حق قصاص

قانونی حقوق میں سب سے ضروری قصاص
کا حق ہے - یعنی خون کے معاملے میں فاتح
اور مفتوح کے حقوق برابر سمجھے جائیں - اسلام نے نہایت
فیاضی سے اس معاملے میں بھی مساوات کا حق قائم رکھا

* تاریخ فرشتہ جلد اول ہ، ذکر ہمایوں شاہ بہمنی —
† ملاحظہ ہو بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید لاہوری جلد اول
صفحہ ۲۵۲ سال دہم جلوس مطبوعہ ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ
‡ مرزا راجہ جے سنگھ کا حال دیکھو —

ہے اس کی اکثر مثالیں ہندوستان کی تاریخ میں موجود ہیں —

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں اُس کے ایک چار ہزاری امیر ملک تعیق بن جامدار نے اپنی جاگیر بدایوں میں ایک غریب فراش کو کوڑوں سے اتنا پٹوایا کہ وہ مرگیا - اُس کی بیوی دربارشاہی میں داد خواہ ہوئی - سلطان نے بعد ثبوت جرم ملک تعیق کے اتنے کوڑے لگوائے کہ وہ بھی مقتول کے پاس جا پہنچا - اس کے بعد اُس کی لاش بدایوں کے دروازے پر لٹکوادی گئی * —

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے مشہور امیر خان‌عالم کے بھتیجے ہو شنگ نے ایک غریب کو مارڈالا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - خود اس مقدمے کی تحقیقات کرکے اُس کے قتل کا حکم صادر کیا - جہانگیر نے اس مقدمے کا حال خود اپنی توزک میں لکھا ہے " - حاشاکہ درین امور رعایت خاطر شاہزادہ نہ کردہ بہ اُمرا وسایر بندہا چہ رسد - امید کہ توفیق رفیق باد † " —

اسی بادشاہ کے عہد میں سنہ ۱۸ جلوس میں ایک مشہور اور خاندانی امیر سید کبیر بارھہ ایک راجپوت کے قصاص میں قتل کیا گیا ‡ —

---

* تاریخ فرشتہ — † توزک جہانگیری صفحہ ۳۳۳ مطبوعہ علی گڈھ —

‡ راجہ کر دھرکچھواہا کا حال دیکھو —

مقدمات دیوانی | قصاص کے علاوہ دیگر مقدمات دیوانی و
و فوجداری | فوجداری میں بھی تاہم مفتوح کی کوئی
تمیز نہ تھی - دونوں کے واسطے ایک قاعدہ قانون تھا -
قاضی مفتی بلا رو رعایت قضایا کو فیصل کرتے تھے —

علی العموم بادشاہ بھی دن میں ایک مرتبہ دربار عام کیا کرتے تھے - اور اُس میں بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص حاضر ہو کر داد خواہ ہوسکتا تھا - کسی قسم کے انصاف کے واسطے کورٹ فیس - وکیل درخواست تحریری وغیرہ کی ضرورت نہ تھی - بہ استثناے چند عیاش طبع بادشاہوں کے سب کو عدل و انصاف کا اس قدر خیال تھا کہ آج سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا - سلطان غیاث الدین بلبن اپنے بیٹوں سے ہمیشہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ اگر تم عاجزوں پر کسی طرح کا ظلم روا رکھوگے تو میں تمھیں بھی اس کی سزا دوں گا - شیر شاہ سور کا مقولہ تھا - کہ عدل تمام فضائل میں ایسا محمود ہے کہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام سب کو پسند ہے - کوئی طاعت عدل کے برابر نہیں - کفر و اسلام دونوں عدل کے مستحق ہیں - فرمان روایان خاندان مغلیہ کو جس طرح دیگر معاملات میں فرمان روایان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل ہے ' اسی طرح اس معاملے میں بھی ہے - " اکبر " کے عدل و انصاف کے حالات عام طور سے مشہور ہیں - اس نے ہندؤں کے مقدمات کے فیصلے کے واسطے برھمنوں

کو منظور کیا تھا —

زنجیر عدل

جہانگیر نے تخت پر قدم رکھ کر سب سے پہلا یہ حکم صادر کیا کہ ایک زنجیر تیار کی جاے اور اُس کا ایک سرا قلعہ آگرہ کے شاہ برج پر لٹکایا جاے دوسرا دریاے جمنا کے کنارے ایک سنگین میل سے باندھا جاوے اور تمام ملک میں منادی کر دیجاے کہ اگر حکامان عدالت کسی مظلوم کی فریاد نہ سنیں یا مستغیث کا اطمینان اُن کے فیصلے سے نہ ہو تو اُس کو لازم ہے کہ اس زنجیر کو ہلا دے - اس کی فریاد بخوبی سنی جاوے گی - اس زنجیر کا نام زنجیر عدل تھا

شاہجہان کی نسبت تمام مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاہجہان سا انتظام کرنے والا کوئی بادشاہ مغلوں میں نہیں ہوا - اُس کے عہد میں عدالتوں میں پورے طور سے انصاف کیا جاتا تھا - اہالیان دربار اور عوام میں کوئی فرق نہ تھا - شہنشاہ اورنگ‌زیب کو عدل و انصاف کا جس قدر خیال تھا وہ رقعات عالمگیری کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح اپنے سفرنامے میں دربار عام و خاص کے حالات میں لکھتے ہیں اس موقع پر مستغیث جو عرضیاں پیش کرتے ہیں وہ تمام و کمال بادشاہ کے ملاحظہ اور سماعت میں آتی ہیں - اور بادشاہ بذات خود مستغیثوں سے دریافت حال کرتا اور اکثر ستم رسیدہ لوگوں کو فوراً داد دیتا ہے - اور ہفتہ میں

ایک دن خلوت میں کامل دو گھنٹہ تک ایسے دس غربا کی عرضیاں سنتا ہے جو مستغیثوں میں سے چن لئے جاتے ہیں - اور جن کے پیش کرنے کا کام ایک نیک اور مسن شخص کے سپرد ہے اور ایک دن عدل و انصاف کے کمرے میں جس کو "عدالت خانہ" کہتے دو بڑے قاضیوں کے ساتھہ بیٹھہ کر داد رسانی کرتا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں دیتا - اس سے بخوبی عیاں ہے کہ ایشیائی بادشاہ جن کو ہم اہل یورپ جاہل اور ناتراشیدہ خیال کرتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی داد دہی اور انصاف رسانی میں جو ان پر واجب ہے غفلت نہیں کرتے * " —

یہی ڈاکٹر صاحب جو اورنگ زیب کے وزیر امورات خارجہ نواب دانشمند خاں کی سرکار میں ملازم اور اپنے آقا کے ساتھہ بادشاہ کے سفر کشمیر میں ہمراہ تھے ایک خط میں لکھتے ہیں - " ہم اپنی حاجت روائی اوٹ کھسوٹ سے بھی نہیں کر سکتے ہیں - کیوں کہ ہندوستان میں ایک ایک بسوہ زمین خالصہ شریفہ سمجھی جاتی ہے اور رعیت پر دست درازی اور تعدی کرنا گویا بادشاہ کے مال میں دست اندازی کرنا ہے † —

| عاملانہ اور عدالتی اختیارات کی علحدگی |

ہندوستان میں دو تہائی سو برس بعد آب یہ تجویز پیش ہے کہ

---

* ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۲۸۲

† ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۹

ایگزیکیوٹو (حاکمانہ) اور جوڈیشل (عدالتی) ایک حاکم کے اقتدار سے نکال کر علحدہ علحدہ حکام کے سپرد کرنا چاہئے۔ دونوں اختیارات ایک حاکم کے سپرد کرنے سے جس طرح اکثر موقعوں پر انصاف کا خون ہوتا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں اِن دونوں محکموں کو بالکل علحدہ علحدہ کردیا تھا۔ یعنی قاضیوں اور مفتیوں کو صوبہ داروں کے اقتدار سے نکالکر مقدمات جزئی اور کلّی میں خود مختار کردیا۔ اور اِس کُل محکمہ کا افسر قاضی عبدالوہاب احمدآبادی کومقرر کرکے قاضی القضات کے نام سے موسوم کیا۔ اگرچہ بادشاہ کا یہ طرز عمل حکام صوبجات کو سخت ناگوار گذرا اور اکثر انہوں نے حکام عدالت کے اختیارات میں دست اندازی کرنا چاہا مگر اورنگ زیب کی وفات تک یہ محکمہ صوبہ داروں اور حکام ضلع کی ماتحتی سے آزاد رہا۔ —

سنہ ۱۰۸۲ ع میں اورنگ زیب نے ایک نیا حکم جاری کیا تھا۔ کہ جس شخص کو سرکار شاہی پر کسی قسم کا دعویٰ ہو نہایت آزادی سے وکیل شاہی کے مقابلے میں اپنا دعویٰ عدالت میں رجوع کر سکتا ہے۔ حکام عدالت کے نام ہدایت جاری ہوئی کہ اگر اُن عدالتوں میں اِس قسم کا دعویٰ دائر ہو تو بلا رو رعایت اس کا

*منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۱۵ - ۲۱۶ مطبوعہ کلکتہ

فیصلہ کریں - اگر دعویٰ ثابت ہو تو سرکار شاہی سے اس کا روپیہ ادا کیا جائے - تمام صوبوں کے صدر مقاموں اور بڑے بڑے شہروں میں شاہی وکیل متعین کئے گئے کہ ہمیشہ قاضی کی عدالت میں حاضر رہیں * —

افسوس کہ میں فاتح اور مفتوح کے حقوق کی بحث شروع کرکے کہاں سے کہاں جا پہنچا - اگرچہ اس کے ثبوت میں ہندوستان کی تاریخ بہت سی مثالیں پیش کرسکتی ہے لیکن بخوف طوالت شیر شاہ سور کے عہد کی صرف ایک مثال درج کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہوں —

شیر شاہی عدل

ایک دن شاہزادہ عادل خاں شیر شاہ کا بڑا بیٹا ہاتھی پر سوار آگرہ کے ایک کوچہ میں سے ہوکر گذرا - راستہ میں ایک بقال کی عورت اپنے گھر میں برہنہ نہا رہی تھی - مکان کی دیواریں نیچی تھیں شاہزادہ نے ایک پان کا بیڑا اس کی طرف پھینک دیا - عورت بڑی پاک دامن تھی - شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی - اسی اثنا میں شوہر آگیا اس نے سمجھا بجھا کر عورت کو خودکشی کے ارادہ سے باز رکھا - اور بیڑا ہاتھ میں لے کر دیوان عام میں پہنچا - جب بادشاہ نے اس کی فریاد سنی - بہت افسوس کیا اور بعد تحقیقات کے حکم دیا کہ اسی طرح بقال کو ہاتھی پر سوار کراکر عادل خاں کی عورت اس کے سامنے کی جائے تاکہ وہ اس کی طرف پان کا بیڑا اسی طرح پھینکے - اس حکم پر

---

* منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۵۲

امرا اور وزرا نے بہت عرض و معروض کی مگر بادشاہ نے کوئی بات نہ سنی اور فرمایا کہ عدل میں امیر غریب سب برابر ہیں ۔ میں ہرگز نہیں دیکھ سکتا کہ میرے فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کریں ۔ مگر جب ماں نے خود راضی نامہ دیدیا ۔ اُس وقت بادشاہ نے مجبور ہو کر سکوت اختیار کیا * ۔ معاشرت کے تمام امور میں ہندو بھی مسلمانوں کے برابر حقدار سمجھے جاتے تھے ۔ بخشش ' خلعت ' خیرات ' مبرات میں نہ صرف بادشاہ وقت بلکہ عام مسلمانوں کی نگاہوں میں بھی اُن کو مساویانہ درجہ حاصل تھا ۔ دربار میں لیاقت کے بموجب اُن کے ساتھ اعزاز کا برتاؤ کیا جاتا تھا ۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے " کہ شاہ ہند (محمد تغلق) جوگیوں کی بہت خاطر کرتا ہے ۔ اور اُن کی صحبت میں بیٹھتا ہے ایک دن میں بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا ۔ کہ دو جوگی آئے ۔ بادشاہ اُن سے بہت محبت اور اخلاص سے پیش آیا " ۔ سلطان سکندر لودی نے جس کے تعصب کی بہت سی حکایتیں مشہور ہیں جہاں مسلمانوں کو بڑی بڑی جاگیریں مرحمت کیں، وہاں ہندؤں کو بھی جنھوں نے اُس کی اطاعت قبول کر لی تھی جاگیریں عطا کیں † " شیرشاہ " اور " سلیم شاہ " کے دربار میں ایک بھاٹ جو فن موسیقی اور ہندی شاعری میں بے نظیر تھا مہاپاتر (فاضل) کے خطاب سے موسوم اور نہایت اعزاز و اکرام سے

---

* † تاریخ ہند مولفہ شمس العلماء ذکاءاللہ خاں

زندگی بسر کرتا تھا جب " شیر شاہ " سور نے اپنے عہد
سلطنت میں رهتاس گڑھ (پنجاب) سے ستار گاؤں (بنگالہ)
تک اور آگرہ سے برھان پور تک - اور آگرہ سے
جودھپور اور چتورا تک ۔ اور لاهور سے ملتان تک چار
بڑی سڑکیں بنوائیں - اور دو طرفہ میوہ دار درخت لگوا
کر دو دو کوس کے فاصلے پر سرائیں بنوائیں تو هر سرائے
میں جہاں مسلمانوں کے واسطے هر قسم کی آسائش کا
سامان مہیا کیا گیا وهاں هندؤں کے واسطے بھی علحدہ
مکانات بنوا کر ایک برهمن کو متعین کیا تھا ۔ اُس کا
فرض تھا کہ هندو مسافروں کے پینے کے واسطے ٹھنڈا
پانی اور نہانے کے واسطے گرم پانی تیار رکھے - بچھونے
بچھانا - رسوئی بنانا - گھوڑے وغیرہ کے واسطے دانہ اور
گھاس کا انتظام کرنا بھی اُسی کے متعلق تھا هندو
مسافر کو کھانے پینے کا کچا سامان اور مویشی کے لئے
بھالی - دانہ - چارہ مفت سرکار شاهی سے ملتا تھا ۔
چاروں سڑکوں پر سترہ سو سرائیں تھیں اور هر سرائے
میں یہ انتظام کیا گیا تھا ۔ شیر شاہ کے بعد سلیم شاہ
نے اِن دو سراؤں کے درمیان میں ایک ایک سرائے اور
تعمیر کرائی اور اُس میں بھی یہی انتظام کیا - بلکہ یہ
بات اور ایجاد کی کہ اپنے اور باپ کے عہد کی هر سرائے
میں ایک ایک خیرات خانہ جاری کیا جس سے فقیروں
کو اس قدر کھانا دیا جاتا تھا کہ جو اُن کے واسطے کافی

ہوتا تھا ۔

عہد اکبری کے ہندو علماء | شہنشاہ اکبر کے دربار میں جہاں بڑے بڑے عالم فاضل اور با کمال مسلمان

جمع تھے وہیں بڑے بڑے قابل اور نامور پنڈتوں کو وہی اعزاز اور رتبہ حاصل تھا ۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں جہاں دانش اندوزان دولت کی فہرست دی ہے ہندو علماء کے حسب ذیل نام شمار کئے ہیں —

مہادیو - بھیم ناتھ - بابابلاس - نراین - سیوجی - مادھو رام بھدر - سری بھت - مادھو سرستی - جدروپ - بشن ناتھ - مدسودن - رام کشن - نارائن اسرم - بلبھدر مصر - ہرجی سور - باسدیو مصر - وامودر بھٹ - باھن بھٹ - رام تیرتھ - بدہ نواس - نرسنگ - گوری ناتھ - بجی سین سور - کشن پنڈت - برم اندر - گوپی ناتھ - نہال چند - بھٹاچارج - کاشی ناتھ —

عہد جہانگیری کے ہندو علماء | جہانگیر کے دربار میں بھٹاچارج بنارسی ۔ پھتان مصر - جدوپ سداسی - جو تکرائے منجم ۔

کو بڑا اعزاز حاصل تھا —

عہد شاہجہانی کے ہندو علماء | شاہجہاں کے عالیشان دربار میں ہرناتھ - ایک ہندو فاضل خطاب مہاپاتر سے موصوف

تھا ۱۵ شوال سنہ ۱۰۴۹ ھ کو خلعت اور اسپ و فیل کے ساتھ ایک لاکھ دام اُس کو انعام میں بادشاہ نے مرحمت فرمائے ۔ اسی طرح جگناتھ خطاب مہاکب رائے (ملک الشعراء) سے موصوف تھا ۔ بادشاہ کی اُس پر

اسقدر نظر عنایت تھی کہ کئی دفعہ روپیوں سے اُس کو تلوا کر ہموزن زرانعام عنایت کیا ۔ ان کے علاوہ بنارس کے ایک فاضل برہمن کو، دو ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر تھی —

عالمگیر کے عہد کا ہندو فاضل

اورنگ‌زیب کے دربار میں سانهر نام ایک برہمن جو بڑا ہوشیار اور فہیم تھا ۔ خطاب کب رائے سے موصوف تھا ۔ غرض کہ کوئی اسلامی دربار ایسا نہ تھا جس میں ہندو فاضل اعزاز و توقیر کے ساتھ نہ موجود ہوں اس کی اس قدر مثالیں پیش ہو سکتی ہیں کہ جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ مسلمان بادشاہوں نے جس قدر جاگیریں ہندؤں کو مرحمت کی تھیں اُن سے بہت سی اس وقت تک موجود ہیں جس کی تصدیق ہر ضلع کے رجسٹر معافیات سے ہو سکتی ہے ۔ بہاری پٹھانوں نے جو پرگنہ جالور (ریاست جودھپور میں ہے) کے رئیس تھے کئی گاؤں برہمنوں کو جاگیر میں دے رکھے تھے وہ اب تک اُن کے قبضے میں موجود ہیں * —

محمد شاہ عادل کا لنگر خانہ

محمد عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد میں مسجدوں کے لنگروں سے

---

* ملاحظہ ہو روزانہ پیسہ اخبار لاہور ۔ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۴ء عنوان مارواڑ میں اسلام —

جہاں مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا ملتا تھا وہیں ہندو محتاجوں کو خشک غذا دی جاتی تھی - ہر شخص کو حسب ذیل جنس ملتی تھی - آرد گندم سوا سیر چاول ادھ سیر - دال پاؤسیر - گھی آدھ پاؤ نقد برائے اکتری و مصالحہ پون آنہ مساجد میں جہاں مسلمانوں کے واسطے پانی کی سبیل ہوتی تھی اُسی کے قریب ایک سبیل ہندوؤں کے واسطے بھی لگائی جاتی تھی جس میں ایک برہمن پانی پلانے کے واسطے نوکر ہوتا تھا * —

محمد عادل شاہ کا برہمنوں کے وظیفہ مقرر کرنا

ایک روز محمد عادل شاہ بیجاپور میں اپنے قصر کی چھت پر کھڑا تھا - شام کا وقت تھا - شہر وہاں سے خوب نظر آتا تھا - جدھر نظر جاتی تھی - چاروں طرف مکانوں سے دھواں نکلتا معلوم ہوتا تھا - اسی عرصے میں بادشاہ کی نگاہ محلہ برہمن پلی کی طرف جہاں ہندو آباد تھے پہونچی - جب وہاں دھوئیں کا نشان نہ دکھائی دیا تو تعجب سے اہل دربار سے دریافت کیا کہ اس محلہ میں کھانے پکانے کے آثار کیوں نہیں معلوم ہوتے اُنھوں نے جواب دیا کہ اس محلے میں برہمن رہتے ہیں جو صرف ایک وقت دوپہر کو کھانے پکاتے ہیں - بادشاہ نے خیال کیا کہ شاید اس کی وجہ مفلسی اور ناداری ہے - اُسی وقت حکم دیا کہ اس

---

* تاریخ دکن (سلسلۂ آصفیہ) مطبوعۂ مفید عام آگرہ —

محلے والوں کے لئے سرکار سے وظائف مقرر کر دئے جائیں - اُس وقت سے برھمنوں کے وظائف مقرر ھوگئے اھل دربار نے اس وجہ سے بادشاہ کو یہ نہ بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دستور کے موافق ایک وقت کھانا کھاتے ھیں کہ کہیں وہ سالعان خیر میں نہ شمار کئے جائیں * —

شاھان مغلیہ کے لنگر خانے

شاھان مغلیہ کے بڑے بڑے شہروں میں بھی لنگر خانے جاری تھے - جن سے مسلمانوں کو پکا پکایا کھانا ملتا تھا - اور ھندؤں کو جنس دی جاتی تھی - اکبر نے شہروں اور منزلوں میں جا بجا خیر پورہ اور دھرم پورہ کے نام سے دو دو مکانات بنوا دئے تھے - خیر پورہ میں مسلمان اور دھرم پورہ میں ھندو آکر ٹھہرتے کھانا اور ھر قسم کا سامان آسائش سرکار سے پاتے تھے - اور جب آگرہ کے دھرم پورہ میں جوگی کثرت سے آنے لگے تو اُن کے واسطے ایک اور مکان بنوا کر جوگی پورا † اس کا نام رکھا —

شاھان وقت کے علاوہ مسلمان امراء بھی ھندو مسلمان دونوں کو نیکی کرنے کی نگاہ سے دو قومیں نہ سمجھتے

---

* تاریخ دکن (سلسلۂ آصفیہ) مفید عام آگرہ —

† جس جگہ یہ مکان بنایا گیا تھا وھاں اب ایک موضع اسی نام سے آباد ہے —

تھے - بیرم خاں خانخاناں اور مرزا عبدالرحیم خان خانخاناں جلکی دریا دلی اور بخشش و سخاوت کے کار نامے هندوستان میں بہت مشہور هیں دونوں کے ساتھہ ایک سا سلوک کرتے تھے ان کے سرکاروں میں هندو مسلمان سب برابر تھے۔ * یہی حال دوسرے اُمراء کا تھا۔

لباس اور رسم و رواج

عالم معاشرت میں هندو مسلمانوں میں کوئی تمیز نہ تھی۔ مسلمانوں نے هندوستان میں قدم رکھتے هی هندؤں سے برادرانہ سلوک شروع کر دیا تھا۔ اور ان کے لباس اور رسم و رواج کی پابندی کرنے لگے تھے۔ سندھ میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم هوئی تو تمام مسلمانوں نے هندؤں کی وضع اختیار کرلی۔ ابن حوقل بغدادی جس نے چوتھی صدی کے آغاز میں ان ممالک کا سفر کیا۔ کھنبات کے نسبت اپنے جغرافیہ میں لکھتا ہے۔ " یہاں مسلمان اور هندؤں کی ایک وضع هے۔ دونوں ایک سا لباس پہنتے هیں اور بال بڑے بڑے رکھتے هیں۔ " سندھ اور منصورہ کی نسبت لکھتا هے۔ " یہاں مسلمانوں کا لباس عراق کا سا هے۔ لیکن یہاں کے بادشاهوں کی وضع هندو راجاؤں کے قریب قریب هے۔ " خاص هندوستان میں بھی رفتہ رفتہ هندو مسلمان ایسے شیر و شکر هو گئے کہ مسلمانوں نے جبہ اور دستار

---

* دربار اکبری دیکھو۔ ؎ رسائل شبلی (سلسلۂ آصفیہ) مطبوعۂ علیگڑھ

کو چھوڑ کر اور جامے پہن کر کھڑکی دار پگڑیاں باندھ لیں۔ ہندؤں نے ایرانی لباس پہننا شروع کیا۔ ہندؤں کے تہواروں ہولی۔ دوالی۔ دسہرہ۔ وغیرہ میں مسلمان اور مسلمانوں کے تہواروں میں ہندو شریک ہونے لگے۔ شادی بیاہ وغیرہ کی سیکڑوں رسمیں ایک کی دوسرے کے یہاں مروج ہوگئیں۔ جو اس وقت تک موجود ہیں۔ 'موسیو تھیونو' فرانسیسی سیاح دکن کی نسبت لکھتا ہے۔ "عام لوگ جن کی بڑی بڑی تنخواہیں ہیں مسلماں ہوں یا ہندو سب ہندؤں کی تقلید کرتے ہیں قج لوگوں کا مترجم بھی ایک ہندو ہے جو بھاگ نگر (حیدرآباد) میں رہتا ہے اور نہایت ساز و سامان سے نکلتا ہے —

باب چہارم

ملکی حقوق

یہ ایک فطرتی میلان ہے کہ فاتح اور مفتوح قوم میں ہمیشہ عداوت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے دنیا کی تمام فاتح قوموں نے اپنی مفتوح قوموں کو محکومیت کے درجے سے اوپر نہیں بڑھنے دیا۔ اس زمانے میں بھی باوجود اس تہذیب و شایستگی کے یورپ کی مہذب سے مہذب سلطنتوں نے بھی فاتح اور مفتوح کے ملکی حقوق میں

حد فاصل قائم کر رکھی ہے - یعنی فلاں فلاں حقوق اور عہدے فاتح قوم کے افراد کے ساتھ مخصوص ہیں - مفتوح قوم کا کوئی شخص خواہ کسی قسم کی لیاقت کیوں نہ رکھتا ہو وہ حقوق یا عہدے نہیں پاسکتا برخلاف اس کے صدیوں پیشتر اسلامی حکومتوں نے اپنی مفتوح قوموں کو اس فیاضی سے انتظام سلطنت میں شریک کر رکھا تھا کہ ان میں اور فاتح قوم کے افراد میں کچھ تمیز نہ تھی ہر شخص بلا خیال نسل و رنگ اعلی سے اعلی ملکی عہدے پر مامور ہو سکتا تھا - ہم کو اس موقع پر صرف ہندوستان سے بحث ہے - اس لئے ہم یہیں کے حالات دکھاتے ہیں —

ہندؤں کو سندھ میں ملکی حقوق عطا ہونا

ہندوستان میں سب سے پہلے عربوں نے سندھ کو فتح کیا - جب برہمنوں نے اطاعت قبول کرلی تو 'محمد قاسم' یعنی فاتح سپہ سالار نے برہمن آباد کے چاروں دروازوں پر فوج مقرر کر کے اس کا اہتمام انہیں کے سپرد کیا اور ہندوستان کی رسم کے مطابق سونے کے کڑے ہاتھوں میں پہننے کے واسطے اور گھوڑے سواری کے واسطے مرحمت کئے - اور انہیں برہمنوں میں سے لائق اشخاص کو منتخب کر کے مجلس شوریٰ کا ممبر مقرر کیا - جب وصول مالگذاری کے واسطے سر بر آوردہ کاشتکاروں اور رئیسوں کو مقرر کرنا چاہا تو برہمنوں نے عذر پیش کیا کہ یہ کام خاص ہمارا ہے اور ہم ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں یہ کام بھی ہمارے سپرد ہونا

چاھئے ' محمد قاسم ' نے اس کی تحقیقات کی اور جب یہ بات صحیح معلوم ھوئی تو اِن عہدوں پر بھی برھمنوں کو سرفراز کرکے اُن کی بیش قرار تنخواھیں مقرر کردیں۔ اور اِنھیں برھمنوں کے خاندان میں اِن عہدوں کو نسلاً بعد نسل قائم رہنے کا حکم صادر کیا * —

خاص ھندوستان میں ملکی حقوق کا عطا ھونا

خاص ھندوستان میں - خلجی - تغلق - لودی - خاندانوں کے فرمانروا عموماً لڑائیوں میں ایسے مصروف رھے کہ اُنھیں ملکی انتظام کا پورے طور سے موقع نہ ملا جو سلطنتیں انھوں نے قائم کیں اُن کی حیثیت ھمیشہ جنگی رھی - اس کے علاوہ مدتوں ھندوں مسلمانوں کی زبان کو ملیکش بھاشا کہہ کر اُس سے نفرت کرتے رھے۔ انھیں وجوھات سے ابتدائی عہد میں ھندو ملکی انتظام میں کم شامل ھوسکے - لیکن چونکہ وصول مال گذاری کا وھی پرانا ھندؤں کے عہد کا طریقہ قائم رکھا گیا تھا لہذا مال اور حساب کے محکموں میں بہت سے ھندو ملازم تھے —

سب سے پہلے سکندر لودی نے ھندوں کو فارسی پڑھا کر† ملکی عہدوں پر سرفراز کیا - اس کے بعد وہ ملازمت شاھی میں برابر ترقی کرتے رھے - یہاں تک کہ جب

* تاریخ ھند مولفہ شمس العلما ذکاء اللہ خاں —

† مفصل حال عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل کے حال میں دیکھو —



شیر شاہ سور نے قانون گو * اور چودھری کے نام سے دو معزز عہدے جدید مقرر کئے - اور اِن عہدوں کا استحقاق موروثی قرار دیا تو جو لوگ اِن عہدوں پر مقرر کئے گئے اُن میں بہت زیادہ تعداد ہندوں ہی کی تھی - اِن کے علاوہ بہت سے ہندو دیگر ملکی عہدوں پر سرفراز تھے اور مسلمانوں کے مقابلے میں جو عام طور سے فوجی خدمات پر مامور ہوتے تھے اُن کی مالی حالت بہت اچھی تھی جس کا اندازہ اس تاریخی لطیفہ سے بخوبی ہوتا ہے —

جب 'سلیم شاہ' سور نیازیوں (پٹھانوں کے ایک فرقہ کا نام ہے) کی بغاوت کی وجہ سے پٹھانوں سے بد گمان ہوا تو اپنے تمام پٹھان افسروں اور سپاہیوں کو طرح طرح سے ذلیل کرنے لگا - اور ایک مدت تک کسی کو ایک دمڑی تنخواہ کا نہ دیا جب پٹھان اِن رسوائیوں اور ذلتوں سے عاجز آگئے تو ایک دن شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیر تھا سلیم شاہ سے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیاں اتریں - ایک میں سونا - ایک میں کاغذ - ایک میں خاک بھری ہوئی تھی - سونا ہندو ملازموں کے گھر گیا

---

* ماضی زمانے میں قانون گو کا عہدہ اعلیٰ افسروں میں شمار ہوتا تھا اور مال کے مقدمات میں اس کو ایسے وسیع اختیار حاصل تھے جو اس زمانے میں کلکٹر ضلع کو بھی حاصل نہیں —

کاغذ بادشاہی خزانے میں رہا - اور خاک سپاہیوں کے سروں پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ گوالیار پہنچ کر سپاہیوں کی دو برس کی تنخواہ ادا کردی جاوے * —

اسی سلیم شاہ کے عہد میں ہیموں بقال نے ایسی ترقی پائی کہ اول کوتوال لشکر اور اس کے بعد امارت کے درجہ پر پہنچ گیا - اور سلیم شاہ کے بعد محمد عادل (عدلی) کے زمانے میں اُس کا وزیر ہو کر جملہ مہمات مالی اور ملکی کا مالک ہو گیا - اور ایسا عروج حاصل کیا کہ اگر اکبری اقبال طلسم کاری نہ کرتا تو وہ ضرور ہندوستان کا بکرماجیت ہو جاتا †

ہندوستان میں سب سے زیادہ اکبر اعظم نے ہندؤں سے اپنائت پیدا کی ان کو اعلی ملکی عہدوں پر سرفراز کیا اس کی نسبت مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ جب ہمایوں ایران میں گیا - اور شاہ طہماسپ سے ملاقات ہوئی تو ایک دن دونوں بادشاہ شکار کو نکلے - کسی مقام پر تھک کر اُتر پڑے - شاہی فراش نے غالیچہ ڈال دیا - شاہ بیٹھ گئے ہمایوں کے ایک زانو کے نیچے فرش نہ تھا - اس عرصے میں کہ شاہ اُٹھیں - اور غالیچہ کھول کر بچھائیں

---

* منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی -

† ہیموں نے تردی بیگ اکبر کے ایک امیر سے دہلی فتح کر کے یہ لقب اختیار کیا تھا -

ھمایون کے ایک جان نثار نے جھٹ اپنے تیروں کا کارچوبی غلاف چھری سے چاک کیا اور اپنے بادشاہ کے نیچے بچھا دیا۔ شاہ طہماسپ کو یہ پھرتی اور ہوا خواہی اس کی پسند آئی۔ کہا کہ برادر ھمایون! تمھارے ساتھ ایسے ایسے جان نثار نمک حلال تھے۔ اور پھر ملک اس طرح ھاتھ سے نکل گیا۔ اس کا کیا سبب؟ بادشاہ نے کہا کہ بھائیوں کے حسد اور عداوت نے کام خراب کردیا نمک خوار نوکر ایک آقا کے بیٹے سمجھ کر کبھی اِدھر ھوجاتے تھے کبھی ادھر۔ شاہ نے کہا کہ ملک کے لوگوں نے رفاقت نہ کی؟ ھمایون نے جواب دیا کہ کل رعایا غیر قوم غیر مذھب ھے۔ اور خود ملک کی اصلی مالک ھے۔ ان سے رفاقت ممکن نہیں۔ شاہ نے کہا کہ ھندوستان میں دو فرقے کے لوگ بہت ھیں۔ ایک افغان۔ دوسرے راجپوت۔ اگر خدا کی مدد شامل حال ھو اور وھاں پر پہنچو تو افغانوں کو تجارت میں ڈال دو۔ اور راجپوتوں کو دلاسا اور محبت کے ساتھ شریک حال کرو—

ھمایون جب ھندوستان میں آیا تو اُسے اجل نے امان نہ دی۔ اور اس تدبیر کو عمل میں نہ لا سکا۔ اکبر نے اس پر عمل کیا — اور چند ھی روز میں نوبت یہاں تک پہنچا دی۔ کہ ھم قوم اور غیر قوم کا فرق اصلا نہ رھا۔ سپہ داری اور ملک داری کے جلیل القدر عہدے مسلمانوں کے برابر ھندوؤں کو ملنے لگے دربار کی صف میں دو

ہندو ایک مسلمان- دو مسلمان ایک ہندو برابر نظر آنے لگے * —

بہت سے ناواقف لوگوں کا خیال ہے کہ ہندؤں کے ساتھہ اس قسم کی فیاضی کا برتاؤ صرف اکبر تک مخصوص رہا - لیکن یہ ان کی تاریخی جہالت کا نتیجہ ہے - ورنہ اکبر کے عہد سے سلطنت مغلیہ کے اخیر عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے - جہانگیر - شاہ جہاں اور عالمگیر نے بھی جو نہایت متعصب خیال کیا جاتا ہے - ہندؤں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا - اس میں شک نہیں کہ اس انتظام کا موجد اکبر تھا - لیکن بہت بڑی ترقی اُس کے جانشینوں کے عہد میں ہوئی - شاہجہاں کے عہد میں یہاں تک نوبت پہونچی کہ ہندو مسلمان بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے رفیق حال تھے - بادشاہ کا ایک وزیر مسلمان تھا تو دوسرا ہندو ایک فوج کا افسر پٹھان یا مغل ہوتا تو دوسری کا راجپوت - یہ اس پر دم دیتا وہ اس پر جاں نثار کرتا تھا -

اورنگ زیب (عالمگیر) پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُس نے عام طور سے ممانعت کردی تھی کہ کوئی ہندو بادشاہی ملازمت نہ پاوے - اس الزام کی تردید ہماری اس کتاب سے بخوبی ہو سکتی ہے اس کے ملاحظہ سے صاف طور سے معلوم ہوگا کہ اُس کے عہد میں ہندو بڑے سے بڑے عہدے

---

* دربار اکبری -

پر سرفراز تھے - مسلمانوں اور هندؤں کے حقوق میں کسی قسم کا فرق نہ تھا - اس کے علاوہ دو اور شہادتیں پیش کی جاتی هیں ---

ڈاکٹر برنیر اپنے سفر نامے میں لکھتے هیں "- مغل بادشاہ اگرچہ مسلمان اور بت پرستوں کے مخالف مذهب هیں - لیکن بہت سے راجاؤں کو همیشہ اپنی ملازمت میں اور اکثر اپنے ساتھہ رکھتے هیں - اور اُن کے ساتھہ وهی سلوک کرتے هیں جیسے کہ اپنے مسلمان امیروں اور سرداروں کے ساتھہ ! اور مسلمان امیروں کے مانند ان کو بڑی فوج کی حکومتوں اور سرداریوں پر مقرر اور ماسور کرتےهیں" *

پروفیسر آرنلڈ صاحب اپنی کتاب " پریچنگ آف اسلام " میں لکھتے هیں " کہ اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کا ایک قلمی مجموعہ جو ابھی تک طبع نہیں هوا مولوی عبدالسلام خاں صاحب نے مجھے دکھایا اس میں مذهبی آزادی کا وہ جامع اور مانع اصول درج هے جو هر ایک بادشاہ کو غیر مذهب کی رعایا کے ساتھہ برتنا ضرور هے جس واقع کے متعلق یہ اصول بیان هوا هے وہ یہ هے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازم جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت میں برخاست کردئے جائیں کہ وہ آتش

* سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلداول صفحہ ٧٩ -

پرست هیں - اور ان کی جگهه کوئی تجربه کار اور معتبر مسلمان مقرر کیا جاے - کیونکه قرآن شریف میں آیا هے - یا ایها الذین آمنو ا لا تتخذو ا عدوی وعدو کم اولیاء - یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں دو دوست مت بناؤ - عالمگیر نے عرض پر حکم لکھا که مذهب کو دنیا کے کارو بار میں دخل نہیں هے - اور نه ان معاملات میں تعصب کو جگهه مل سکتی هے - اور اور اس قول کی تائید میں یه آیت نقل کی هے - لکم دینکم ولی دین - تم کو تمهارا دین اور هم کو همارا دین - بادشاہ نے یه بهی لکھا که جو آیت عرضی نویس نے نقل کی هے - اگر یہی سلطنت کا دستورالعمل هوتا تو هم کو چاهئے تها که اس ملک کے سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو غارت کر دیتے - مگر یه کس طرح هو سکتا تها - بادشاهی نوکریاں لوگوں کو ان کی لیاقت کے موافق ملیں گی - اور کسی لحاظ سے نہیں مل سکتیں * -

میں نے جن هندو امراء کا حال اس کتاب میں درج کیا هے اُن میں سے منصب هزاری تک کے امراء کی فہرست بقیه درجه و عهد ذیل میں درج کی جاتی هے - جس سے هر ایک بادشاہ کے عهد کے هندو امراء کی تعداد علحدہ علحدہ ظاهر هوگی - اس فہرست میں یه بات قابل لحاظ هے که

---

* دعوت اسلام مطبوعه مفید عام آگرہ صفحه ۲۷۸ -

اکبر اور شاہ جہاں کے عہد کے ہندو مسلمان اُمراء کی مکمل فہرستیں ان کے عہد کی شاہی تاریخوں " آئین اکبری" اور " بادشاہ نامہ" میں موجود ہیں اور ان سے اس کتاب میں مدد لی گئی ہے لیکن جہانگیر اور عالمگیر کے عہد کی کوئی مکمل فہرست کسی تاریخ میں میری نظر سے نہیں گذری۔ ان دونوں بادشاہوں کے وقت کے ہندو اُمرا کے حالات مختلف تاریخوں سے لکھے گئے ہیں۔ لہذا یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ان دونوں بادشاہوں کے عہد کے سب ہندو اُمراء کی تعداد اس فہرست میں شامل ہے۔ خصوصاً آخری درجوں کی فہرست بالکل نا مکمل خیال کی جاتی ہے —

نقشۂ صفحہ ۶۲ سے متعلقہ نوٹ

نوٹ :- جو امیر دو یا تین بادشاہوں کے عہد میں رہا ہے اُس کا شمار دو یا تینوں عہد میں بلحاظ منصب کے جو اُس عہد میں حاصل تھا علاحدہ علاحدہ کیا گیا ہے —

نوٹ :- منصب دار تنخواہ کی فہرستیں ضمیمہ نمبر ۲ میں دیکھئے —

امراء هفتون کی فهرست

عهد	اکبر	جهانگیر	شاهجهان	عالمگیر
هفت هزاری	۱	۱	۲	۳
شش هزاری	۰	۰	۰	۲
پنج هزاری	۴	۸	۱۱	۹
چهار هزاری	۴	۷	۸	۴
سه هزار و پانصدی	۰	۲	۲	۲
سه هزاری	۱	۵	۱۹	۱۸
دو هزار و پانصدی	۰	۲	۳	۷
دو هزاری	۷	۹	۱۷	۱۰
هزار و پانصدی	۰	۱۱	۲۱	۶
هزاری	۸	۱	۲۹	۶
میزان	۲۵	۴۶	۱۱۲	۶۷

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطنت مغلیہ کے فرماں رواؤں کا برتاؤ اپنے امیروں کے ساتھہ اولاد کی طرح تھا یہ اپنے نوکروں کی خوبی خدمت گذاری اور خوش حالی کو دیکھکر ایسے خوش ہوتے تھے جیسے کوئی زمیندار اپنے ہرے بھرے کھیت کو یا باغبان اپنے لگائے ہوئے درخت کو دیکھہ کر خوش اور نازاں ہوتا ہے - یہی وجہ تھی کہ خطا بخشی کے معاملے میں امیروں کے سامنے خطا کا ذکر کرنا تو درکنار خود شرمندہ ہوجاتے تھے - اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض بعض امیروں نے کئی کئی مرتبہ بغاوت کی مگر جب دربار میں شرمندگی اور عفو تقصیر کی التجا کی - ہمیشہ قصور معاف ہوگیا اور پھر ذمہ داری کی خدمتوں پر مامور ہونے لگے - ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا برتاؤ نہ ہوتا تو راجپوت سی اکھڑ قوم صدیوں کے رسم و رواج اور مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھکر اپنے اور ایک غیر قوم غیر مذہب بادشاہوں کے ننگ و ناموس کو کبھی ایک نہ کردیتی —

دکن میں ملکی حقوق

دکن میں مسلمانوں کی جدا سلطنت قائم ہوتے ہی ہندو کثرت سے ملازمت میں داخل ہونے لگے - اس کا مختصر حال یہ ہے کہ محمد شاہ تغلق کے زمانے میں " حسن " نام ایک گمنام اور ایسا مفلس شخص تھا جو بادشاہ کے نجومی کے پاس

جس کا نام " کانکو بہمن" یا بموجب خیالات جدید کان کبج برھمن تھا کہیں سے اکر نوکر ہوگیا تھا اتفاقاً اس شخص کو اپنے مالک کی زمین میں ہل چلاتے ہوے کچھ دفینہ مل گیا جو اس نے اپنے آقا کی خدمت میں بے کم و کاست حاضر کردیا - اس کی اس دیانت و امانت سے وہ نجومی اس قدر خوش ہوا کہ اُس کو بادشاہ کی سرکار میں نوکر کرا دیا - اب حسن نے بادشاہ کا نوکر ہو کر یہ ایک اور حق شناسی کی کہ مہر میں اپنا نام حسن کانکو بہمن کندہ کرالیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہنچ گیا - جب محمد شاہ تغلق نے دیوگدہ کا نام دولت آباد رکھہ کر اُس کو ہندوستان کا دارالسلطنت بنانا چاہا - تو یہ شخص بھی مثل اور ماتحت سرداروں کے " قتلغ خاں " اور " ملک لاچین " اُس کے نائبوں کے پاس دیوگدہ میں تھا اور جب اس بادشاہ کی ظالمانہ حرکتوں سے تمام ملک میں غدر پھیل گیا - اور ملک لاچین مارا گیا اور دکن میں تغلقوں کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا تو یاوری اقبال سے سنہ ۷۴۸ ھ میں یہ شخص دکن کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے پہلے نام اور لقب پر علاؤالدین کا لفظ بڑھا کر علاؤالدین حسین کانکو بہمن کہلانے لگا اسی عرصے میں کانکو بہمن بھی سلطان محمد تغلق کی ملازمت ترک کرکے اُس کی خدمت میں حاضر ہوگیا -

اِس نے نہایت حق شناسی سے اُس کو اپنے کل دفتر کا افسر مقرر کیا —

شمالی ہند اور دکن میں اِس سے پہلے اگرچہ اکثر برھمن طبابت اور نجوم کے وسیلے سے مسلمان بادشاھوں اور امیرون کی صحبت میں رھتے تھے لیکن شاھی ملازمت کو ذلیل سمجھکر اِس سے پرھیز کرتے تھے - کانکو برھمن ھی شمالی ھندوستان اور دکن میں پہلا شخص ھے جس نے سب سے پہلے مسلمان بادشاھون کی نوکری اختیار کی - اور کچھہ ایسی مبارک گھڑی بچار کر یہ ابتدا کی کہ اُس وقت سے برابر اُس کی قوم ترقی کرتی گئی - صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ھے کہ ابتک (سنہ ۱۰۱۶ ھ) کل شاھان دکن کے دفترون میں برھمن ھی برھمن نظر آتے ھیں - فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد (سنہ ۸۰۰ ھ لغایۃ سنہ ۸۲۵ ھ) میں بہت سے برھمنون کو اموراتِ ملکی میں صاحب داخل کرکے اُمراے کبار میں شامل کیا - ابراھیم عادل شاہ والی بیجاپور نے (سنہ ۹۴۱ ھ لغایۃ سنہ ۹۶۵ ھ) برھمنون کی خاطر سے کل دفاتر شاھی سے فارسی زبان کو خارج کرکے ھندی زبان کو رائج کیا - اور برھمنون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز —

غرضکہ اُس عہد سے مسلمانون کے اخیر عہد تک تمام شاھی دفترون اور وصول مالگزاری کے عہدون پر برھمن بلاشرکت غیرے قابض رھے - چنانچہ جب

موسیو تھیونو فرانسیسی سیاح (سنہ ۱۶۵۵ ع لغایتہ سنہ ۱۶۶۸ ع) دکن میں آیا تو اُس نے برھمنوں ھی کو ان عہدوں پر قابض پایا وہ سلطنت گولکنڈہ کے حالات میں لکھتا ھے - "یہاں برھمن محصول وصول کرتے ھیں جو بہ نسبت بنیوں کے لین دین میں بہت زیادہ سخت اور بے رحم ہوتے ھیں -"

مسلمانوں کے بعد مرھٹوں کے زمانے میں بھی برھمنوں کا وھی دور دورا رھا - اور کچھہ عرصے تک وہ کل ھندوستان کے مالک بنے رھے - اور آج کل بھی صوبہ بمبئی - اور ریاست حیدرآباد اور بڑودہ وغیرہ کی سرکار دربار میں وہ بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ھیں اور محکمۂ حساب و کتاب میں تو ایسے حاوی ھیں کہ دیگر قوموں کو اس محکمے میں نوکری کا ملنا دشوار ھو گیا ھے -

دکن میں ھندؤں کا فوجی ملازمت میں بھرتی ہونا -

دکن میں بھی شمالی ھند کی طرح ابتدا میں ھندو فوجی خدمت سے متنفر رھے یا خاندان بہمنیہ کے فرمانرواؤں نے مصلحتاً اُنھیں فوجی ملازمت میں بھرتی نہیں کیا - سب سے پہلے ملک عنبر * نے جو ریاست احمد نگر کا ایک

---

* ملک عنبر ایک حبشی غلام تھا جو اپنی خوش لیاقتی

بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ

مدبر اور نہایت زبردست امیر تھا مرہٹوں کو اپنے سواروں میں بھرتی کرنا شروع کیا - اور قواعد سکھا کر سپاہی بنادیا - چنانچہ سب سے پہلے اس کی فوج میں لکھہ جی نامی ایک سردار نے ایسی ترقی پائی کہ دس ہزار سواروں کی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا - اس کے بعد سالوجی سیواجی کا دادا اسی سرکار میں پانچہزار سواروں کی رسالداری پر مامور ہو کر صاحب جمعیت ہوا - ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مرہٹے سرداری کے رتبے پر

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ

سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا - اور مدت تک امارت کے نام سے بادشاہت کا لطف اٹھایا - اس نے اپنے عہد میں نظام شاہی سلطنت کو ایسے عروج پر پہونچایا کہ جو اسے کسی زمانے میں حاصل نہ ہوا تھا - اس کے زمانے میں یہ سلطنت ایران کی سلطنت سے قوت و شوکت میں بہت زیادہ تھی - اور دکن کی کوئی سلطنت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی بلکہ ایک طرح سے قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتیں اس کی باجگذار تھیں - جس طرح شمالی ہند میں اکبر کے واسطے میں زمین کی پیمائش ہوکر از سر نو بندوبست ہوا اسی طرح دکن میں اس نے مستاجری کا طریقہ بند کرکے کل ملک کی پیمائش کرائی اور مالگزاری کا جدید طریقہ قائم کیا اور ایسا عمدہ انتظام کیا کہ آج تک دکن کے کسانوں کی زبان پر اس کا نام جاری ہے - کہرکی کو اس نے آباد کرکے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا تھا - سنہ ۱۰۳۵ ھ میں اسی سال کی عمر میں انتقال کیا —

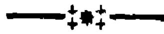
پھیلا کر بڑی بڑی زرخیز جاگیروں پر قابض ہوئے۔ ملک عنبر کی دیکھا دیکھی دکن کی اور ریاستوں نے بھی مرہٹوں کو اپنی اپنی فوج میں بھرتی کر کے اعلیٰ منصب پر سرفراز کیا۔ اس کے بعد عادل شاہی حکومت کی غفلت سے سیواجی کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا۔ اور مسلمانوں کی اس ناعاقبت اندیش فیاضی کا جو نتیجہ ہوا وہ سب پر ظاہر ہے —

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ جس دن سے سلاطین اسلام نے ہندو اور مسلمانوں کی تفریق کرنی شروع کی — اسی دن سے سلطنت کو تنزل شروع ہوگیا۔ لیکن یہ خیال محض تاریخی ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کسی تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ اکثر مورخین کی یہ رائے ہے کہ مسلمانوں کا اپنی محکوم قوم کو امورِ سلطنت میں دخیل کر کے محکومیت کے درجے سے بڑھانا ان کی سلطنت کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوا —

جہاں تک غور کیا جاتا ہے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنت کے تنزل کے زمانے میں بھی ہندؤں سے کسی قسم کا تعصب نہ برتا جاتا تھا۔ اور وہ انتظام سلطنت میں پورے طور سے دخیل تھے اس کے ثبوت میں 'راجہ رتن چند' 'راجہ نول رائے' مہاراجہ اجیت سنگھ والئی جودھپور — دھیراج راجہ جے سنگھ سوائی' — راجہ 'گردھر بہادر' وغیرہ کے اقتدار کے حالات پیش کئے

جا سکتے ہیں —

اب میں اس تمہید کو ختم کر کے ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے اور واجب الاحترام خاندان مغلیہ کے ہندو امراء کے حالات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں - اگر ملک نے ان کو مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا - اور حیات مستعار باقی رہی تو انشاءالله تعالی دوسرے حصے میں دیگر فرمانروا خاندانوں کے ہندو امراء کے حالات ملک کے سامنے پیش کیے جاویں گے —



راجہ ادے سنگھ راتھور عرف موٹہ راجہ

رائے مالدیو، رائے چندر سین، راجہ ادے سنگھ اور شادی شاہزادہ سلیم۔

رائے مالدیو فرماں روائے جودھپور کا بیٹھا تھا۔ اس خاندان عظیم الشان میں صدھا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ رائے مالدیو جاہ و حشمت۔ شوکت و سطوت۔ امارت لشکر میں جملہ راجگان ہندوستان میں ممتاز تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا چندر سین جانشین ہوا سنہ ۱۵ جلوس میں جب کہ شہنشاہ اکبر زیارت مزار مبارک حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رح) سے فارغ ہوکر ناگور میں رونق افروز ہوئے۔ چندر سین نے دربار میں حاضر ہوکر ملازمت اور اطاعت بادشاہ کی اختیار کی۔ لیکن سنہ ۱۹ جلوس میں پھر باغی ہو گیا۔ جب تنبیہ کے واسطے شاہی فوجیں مامور ہوئیں۔ دشوار گذار پہاڑوں میں جا چھپا سنہ ۲۵ جلوس میں پائندہ خاں مغل نے اس کو شکست دی اور وہ پھر بھاگ گیا۔

راجہ مالدیو کا بڑا بیٹا راجہ اُدے سنگھہ خاندانی گدی پر بیٹھا - اکبر نے اپنی دلربائی اور دلداری کے عجیب وغریب منتروں سے محبت کا ایسا طلسم راجہ اُدے سنگھہ پر ڈالا - جس نے اُس کی محبت کو راجہ کے دل میں نقش کالحجر کر دیا - اور اُس نے اکبر کی محبت میں اپنے عظیم الشان اور تاریخی خاندان کی ریت رسم مبارک نا مبارک سب باتوں سے قطع نظر کر کے سنہ ۹۹۴ ھ میں اپنی لائق بیٹی مان متی کی جو جگت گوسائیں کے نام سے بھی مشہور تھی - شادی ولی عہد سلطنت شاہزادہ سلیم (جہانگیر) سے ٹھیرادی - ۱۹ - رجب سنہ ۹۹۴ ھ کو بادشاہ معہ اُمرائے دربار اور بیگمات کے راجہ کے مکان پر تشریف لے گئے - اور نہایت دھوم دھام سے دلھن کو بیاہ کر لے آئے - اُس دن سے خاندان کچھواھہ کی طرح یہ دوسرا عظیم الشان خاندان راٹھور بھی مغلیہ خاندان کی محبت - اور وفاداری اور جانثاری کا دم بھرنے لگا -

اس شادی کے بعد راجہ اُدے سنگھہ منصب هزاری پر سرفراز ہوا - اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی - سنہ ۲۳ جلوس میں صادق خاں کے ساتھہ راجہ مدھکر بندیلہ کی تنبیہ پر متعین ہوا - سنہ ۲۸ میں مہم گجرات اور سنہ ۳۸ میں زمین دار سروهی کی تادیب پر مامور ہوا سنہ ۴۰ جلوس میں انتقال کیا چار رانیاں اُس کی آتش محبت میں جل کر ستی ہوئیں -

جودھ بائی والدہ شاھجہان

راجہ کی بیٹی "جگت گسائیں" جو عام طور سے جودہ بائی کے نام سے مشہور ہیں - نہایت دانشمند نیک طینت - خوش بیان شیریں کلام - حاضر جواب - اور با سلیقہ بیگم تھیں - انہیں کے بطن سے سنہ ۹۹۹ ھ یا سنہ ۱۰۰۰ ھ میں بمقام لاھور شاھزادہ خورم (شاھجہان) پیدا ھوے - ان کی حاضر جوابی کے اکثر لطیفے مشہور ھیں - نورجہاں بیگم اور ان سے اکثر نوک جھونک رھا کرتی تھی - رات ایک موقع پر شب ماہ تھي اور چاندنی چھٹکی ہوئی تھی - نورجہان بیگم لباس سفید زیب بدن کئے ھوے بادشاہ کے پاس بیٹھی تھیں عطر جہانگیری کی خوشبو ہے جو تمام کپڑوں اور در و دیوار پر چھڑکا ھوا تھا - دماغ معطر ھو رھا تھا - جہانگیر نے اُسی حالت میں جودہ بائی کو یاد فرمایا - پرستارین دوڑیں - اور تھوڑی دیر میں جودہ بائی بھی لباس سرخ زیب بدن کئے ھوے آموجود ھوئیں - اور بادشاہ کے برابر کرسی پر جا بیٹھیں - بادشاہ اُدھر متوجہ ھوے - نورجہان بیگم کو رشک پیدا ھوا - بادشاہ کی طرف دیکھکر کہنے لگیں - آخر کو جودہ بائی زمیندار ھی کی بیٹی ہے - اس وقت کہ ھر طرف فوارۂ نور کشادہ ھیں - اور فرش نسرین و نسترن بچھا ھوا ہے - اور جلوۂ مہتاب ھویدا ہے - لباس سرخ کیا مناسبت رکھتا ہے - جودہ بائی نے

فی الفور جواب دیا۔ کہ سہاگ میرا قائم ہے - اور سہاگ * تیرا اُٹھ گیا - اور یہ دوہا پڑھا —

جارروں نار تاس کا ھیا ایک چھوڑ جن دو جا کیا

نورجہان بیگم یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں - جہانگیر اس لطیفے سے بہت خوش ہوا اور ہنس کر چپ ہوگیا —

قلعہ اکبرآباد (آگرہ) اور فتح پور سیکری میں جودھ بائی کے عالیشان محلات اس وقت تک موجود ہیں قلعہ کے محل میں ایک طرف پر کہہار - دوسری طرف مندر کے آثار اس وقت تک پائے جاتے ہیں۔ جس سے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ محلات شاہی میں راجاؤں کی بیٹیوں کو اپنے مذہب کے رسومات اور عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی —

سہاگ پورہ

جودھ بائی نے اکبرآباد میں ایک محلہ سہاگ پورہ کے نام سے آباد کرکے اُس میں اپنے عالیشان محلات اور باغات تعمیر کرائے تھے - افسوس ہے یہ محلہ اب ویران ہوگیا -- صرف اُن کے عظیم‌الشان مقبرے کے نشانات جو اسی محلے میں واقع تھا -- دو تین برس پہلے تک موجود تھے -- اور اسی وجہ سے یہ مقام اب تک جودھ بائی کے نام سے مشہور

---

* یہ اشارہ نورجہاں بیگم کے پہلے شوہر شیر افگن خاں کی طرف ہے —

اور موضع بھوگی پورہ پرگنہ صدر تحصیل آگرہ میں شہر کے متصل واقع ہے —

' جودہ بائی نے جمعہ کے دن ۳۰ - ربیع الثانی سنہ ۱۰۲۸ ھ کو انتقال کیا - جہانگیر کو بہت رنج ہوا دوسرے دن بیٹے (شہزادہ خورم) کے مکان پر گئے اور تسلی اور تشفی کرکے اپنے ساتھہ لے آئے -

راجہ اُدے سنگھ کے تین بیٹے تھے - ' سورج سنگھہ ' - ' کشن سنگھہ ' - ' دلپت سنگھہ ' - ' سورج سنگھہ ' اور ' کشن سنگھہ ' کے حالات علحدہ علحدہ لکھے گئے ہیں - ' دلپت سنگھہ ' کا بیٹا مہیش داس امارت کے درجے پر پہنچا - اس کا حال بھی علحدہ لکھا گیا ہے —

راجہ آسکرن کچھواھا

راجہ بہارا مل کچھواھہ کا بھائی تھا - راجہ موصوف کے ہمراہ ملازمت اکبری میں داخل ہوا - سنہ ۲۲ جلوس میں ' صادق خان ' کے ساتھہ راجہ مدھکر بندیلے کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۲۴ جلوس میں راجہ تودرمل کے ساتھہ صوبہ بہار میں متعین ہوا - سنہ ۳۰ میں منصب ہزاری پر سرفراز ہوکر اعظم خان کوکہ کے ساتھہ مہم دکن پر روانہ ہوا - سنہ ۳۱ میں صوبہ داری اکبر آباد کے معزز عہدے سے سر بلند ہوا - سنہ ۳۳ میں شہاب الدین احمد خان کے ساتھہ

مکرر راجه مدهکر کی تنبیه کے واسطے روانه هوا - اور اسی سال وفات پائی - راجه راج سنگهه کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

راجه انوپ سنگه بڑگوجر (انی رائے سنگهدلن)

راجپوتوں کی گوت بڑگوجر سے تھا - خاندان میں اگرچه همیشه سے زمینداری کا پیشه چلا آتا تھا لیکن دادا کے وقت سے افلاس و مصیبت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی - اُس کا دادا جنگل جنگل پھر کر - اور هرن کا شکار کرکے اُس کے گوشت سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا - اب اسے اتفاق وقت کہو - یا خوبی قسمت که ایک دن اُس نے ایک جھاڑی میں شیر کا شبه پاکر بندوق چلائی - قریب جاکر دیکھا تو معلوم ہوا که چیتہ ہے اور کام تمام ہو چکا ہے اول تو بہت خوش ہوا لیکن جب اُس کو اٹھانا چاها اور اُس کے گلے کی سونے کی گھنٹیوں اور سونے کے قلادوں کو دیکھا تو ششدر ہوکر سکتے کی سی حالت میں رہ گیا - سمجھا که شہنشاہ اکبر کا چیتہ ہے جو کسی هرن کی تاک میں جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا - غرض که جلدی سے گھنٹیوں اور قلادوں کو نکال کر چیتے کو ایک اندھے کنوے میں ڈال دیا - اور وهاں سے بھاگ کر

اپنے گھر جا پہنچا شاہی شکاری بھی جو چیتے کی تلاش میں سرگرداں تھے ڈھونڈھتے ہوئے اسی کنوے پر پہنچے اور کنوے میں چیتے کی لاش دیکھ کر سخت متعجب اور پریشان ہوے - آخر پتہ لگاتے لگاتے تھاکر صاحب کے گھر جا پہنچے - اور جب تلاشی لینے سے تھاکر صاحب کے گھر میں سے گھنٹیاں اور قلادے برآمد ہو گئے تو اُنھیں باندھکر بادشاہ کے سامنے لے آے اور کل ماجرا بیان کیا بادشاہ نے تھاکر صاحب سے وجہ دریافت کی - اُس نے سچ سچ حال کہہ سنایا - بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر ترس آیا - فوراً بانہ جدا کراکر ملازمت شاہی میں داخل کر لیا -

مصرع :- بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

راجہ بیر نرائن | تھاکر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بیر نرائن منصب دار مقرر ہوا - اور وہ اپنے باپ سے زیادہ ترقی پا گیا - بیر نرائن کا بیٹا انوپ سنگھ بوی سن تمیز پر پہنچ کر باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا - اور ترقی پاتا ہوا آخر عہد اکبری میں خواصوں کا سردار مقرر ہو گیا -

شیر کا شکار اور انوپ سنگھ کی بہادری | سنہ ۵ جلوس جہانگیری میں ۳ - شوال سنہ ۱۰۱۹ ھ کو بادشاہ پرگنہ بارہ میں چیتے کے شکار میں مشغول تھے - انوپ سنگھ معہ خواصوں کے بادشاہ کے ساتھ تھا اثناے راہ میں دور سے ایک

درخت پر بہت سے کوؤں کو بیٹھا دیکھکر اپنی کمان لیکر ادھر روانہ ہوا- جب درخت کے پاس پہونچا - اُس کے نیچے ایک نیم خوردہ گاے پڑی دیکھی اور اُسی وقت ایک قوی ہیکل شیر قریب ہی کی جھاڑی سے نکل کر روانہ ہوا - جہانگیر کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا - انوپ سنگھہ نے اُسی وقت اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ کے پاس دوڑایا اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھہ شیر کے روکنے میں مصروف ہوا - جہانگیر خبر پاتے ہی معہ شاہزادہ خورم اور دو تین اور امیروں کے سوار ہوکر اس طرف روانہ ہوے - جب شیر کے قریب پہنچے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا شیر کی صورت دیکھہ کر شوخی کرنے لگا بادشاہ گھوڑے پر سے اتر پڑے اور پیادہ ہوکر شیر پر متواتر بندوق کے تین وار خیر کئے - شیر زخمی ہوکر بادشاہ کی طرف جھپٹا - اس کی چنگھاڑ سنتے ہی بہت سے خدمت گار اور امیر جو بادشاہ کے ارد گرد کھڑے تھے - بھاگ پڑے - ایک کے اوپر ایک گرنے لگا - اس کشمکش میں بادشاہ خود بھی زمین پر گر دئے - اور بدحواسی کے عالم میں کئی شخص بادشاہ کے سینے پر پانوں رکھتے ہوے بھاگے - لیکن شیر دل انوپ سنگھہ پر شیر نے حملہ کیا - اُس نے دونوں ہاتھوں سے شیر کے سر پر لاٹھی ماری- شیر پھر جھپٹا اور دونوں کی کُشتی ہونے لگی - انوب سنگھہ کے دونوں ہاتھہ اور کچھہ حصہ لاٹھی کا شیر نے اپنے منہ میں دبا

تھا۔ اِسی حالت میں شاہزادہ خورم اور راجہ رام داس همت کر کے پہنچے۔ اور دونوں نے شیر پر تلواروں کے وار کرنا شروع کئے۔ حیات خاں خواص نے بھی پہنچ کر لکڑیاں مارنا شروع کیں۔ مگر چونکہ انوپ سنگھہ اور شیر دونوں غت پت ہو رہے تھے۔ یہ وار نہایت احتیاط سے کئے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر میں انوپ سنگھہ نے بھی زور مار کر اپنے ہاتھہ شیر کے منہ میں سے نکال لئے اور اِس زور سے لاتھیاں رسید کیں کہ شیر کا منہ پھر گیا۔ شیر دوسری طرف بھاگا اور اِس بہادر نے اپنی کمر سے تلوار سونت کر اُس کا تعاقب کیا۔ اور بھاگتے هی میں اِس زور سے کئی تلواریں ماریں کہ شیر کا کئی جگہہ سے گوشت سے پوست جدا ہوگیا۔ چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ اُدھر سے آفت کا مارا صالح نام مشعلچی روشنی کے واسطے آ رہا تھا۔ شیر نے اُس کے ایسا تھپڑ مارا۔ کہ بیچارے کا آناً فاناً میں کام تمام ہوگیا۔ انوپ سنگھہ چونکہ ہاتھوں میں موٹے سوتے چھلے پہنے تھا۔ اُن کے اوز لکڑی کی وجہ سے ہاتھوں کو تو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ لیکن کئی جگہہ شیر کے پنجوں سے زخمی ہوگیا۔ شاہی طبیب اور جراح علاج کے واسطے مامور ہوے۔ تھوڑے دنوں میں اچھا ہو کر دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے ایک مرصع تلوار مرحمت فرمائی۔ اور خطاب

انی رائے سنگھہ دلن * سے موصوف کرکے اُمراے خاص کے سلسلے میں منسلک کیا —

ایک دن جہانگیر نے انوپ سنگھہ کی کسی بات پر اعتراض کیا - اُس نے فوراً جمدھر کمر سے کھول کر اپنے پیٹ پر دے مارا - مگر ھلکا زخم آیا - اور بچ گیا اُس دن سے جہانگیر کے دلمیں اُس کا اعزاز اور اعتبار بہت بڑہ گیا - بڑی ذمہ داری کی خدمتیں اُس کے سپرد ہونے لگیں یہاں تک کہ شاهزادۂ خسرو جو باپ کے پاس قید تھا اُس کے سپرد کر دیا گیا - مہم بنگش اور دیگر مہمات میں بڑے بڑے امیروں کے اوپر وہ سپہ سالار مقرر ھوکے بھیجا گیا شہنشاہ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر پہلے ھی جشن میں منصب سہ هزاری هزار و پانصد سوار سے اُس کو سرفراز فرمایا - اور خلعت و تلوار مرصع عنایت کیا - پہلے سال جلوس میں مہم ججھار سنگھہ بندیلہ اور اُس کے بعد دیگر مہمات دکن وغیرہ میں اُس نے خدمات نمایاں انجام دیں —

۷ - صفر سنہ ۱۰۴۰ ھ کو اپنے باپ کی وفات کے بعد جو خطاب راجہ سے موصوف اور منصب هزاری هشت صد سوار پرسر بلند تھا - خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۰ جلوس

---

* یہ خطاب هندی زبان کا ھے - انی رائے بہ معنی سردار فوج ' سنگھہ بہ معنی شیر - دلن بمعنی مارنے والا یعنی سپہ سالار شیر کا مارنے والا —

میں وفات پائی -

راجہ انوپ سنگھہ خط و انشا میں کافی مہارت رکھتا تھا - اُس کی وفات کے بعد جے رام اُس کا بیٹا جانشین ہوا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے -

اُداجی رام

قوم کا دکھنی برھمن - اور نہایت ھوشیار - ذھین اور صاحب نام و نمود تھا اپنے قوت بازو سے ماھور سے مہکر تک زمینداری پیدا کرکے دکن کے مشہور و معروف ھیرو ملک عنبر کی ملازمت میں داخل ھوا - اور اپنی لیاقت و کارروائی سے بہت جلد صاحب اعتبار ھو کر نہایت جاہ و حشم حاصل کیا - شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں امرائے تیموریہ کے زمرے میں شامل ھو کر منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار پر مفتخر ھوا - چونکہ اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت سے موصوف - اور سرزمین دکن اور وھاں کی رعایا کے رسم و رواج - عادت و اطوار سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا - لہذا جملہ صوبہداران دکن کے عہد میں با وقار رھا - اور کل مالی و ملکی انتظام اُسی کی رائے سے سر انجام پاتے تھے - چونکہ وہ نیک نیتی کے ساتھہ رحم دلی اور رعایا پروری کی صفت سے بھی

موصوف تھا - اس لئے رعایا اُس سے بہت خوش تھی —

سنہ ۱۷ جلوس جہانگیری میں جبکہ شاہزادہ خورم (شاہ جہاں) بادشاہی فوج کے تعاقب کی وجہ سے دکن سے بنگالہ روانہ ہوا - اثنائے راہ میں اپنا تمام وزنی مال و اسباب معہ بہت سے ہاتھیوں کے ماہور میں اُداجی رام کے پاس چھوڑ گیا اگرچہ یہ امر مہابت خان صوبہ‌دار دکن کو جو شاہزادے کے تعاقب میں مامور تھا ناگوار گزرا - لیکن چونکہ وہ خدمات شاہی کو بھی نیک نیتی کے ساتھ انجام دیتا تھا - لہذا اُس سے کچھ پرخاش نہ کی - اور سب سے زیادہ اُس کا اعتبار کر کے عزت افزائی کی -

سنہ ۱۹ جلوس میں جب کہ بادشاہی فوج عادل شاہ والی بیجاپور کی کمک پر ملک عنبر سے موضع بہاتوری میں جو احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے مصروف بہ جنگ تھی - یکایک ملا محمد لاری سپہ سالار لشکر بیجاپور کے مارے جانے سے ابتری پھیل گئی - اُداجی رام اور اُس کے ہمراہیوں کے پانوں بھی اُکھڑ گئے - لڑائی کا قاعدہ ہے کہ ایک کے پاؤں اُکھڑے اور سب کے اُکھڑے - کل فوج ایسی بھاگی کہ گویا اِسی ساعت کی منتظر تھی - بہت سے اُمرائے شاہی قید اور قتل ہوئے اُس دن سے اُداجی رام کی عزت اور اعتبار میں بہت کمی ہو گئی -

جگ جیون پسر اُداجی رام | شہنشاہ شاہ جہاں نے سنہ ۳ جلوس میں اس کو منصب پنجہزاری (۵۰۰۰) ذات —

پنجہزار (۵۰۰۰) سوار پر سرفراز کرکے چالیس (۴۰۰۰۰) ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت کیا - اور مہم خاں جہاں لودی میں متعین کیا - سنہ ۶ جلوس (۱۰۴۲ھ) میں جب کہ خانخانان مہابتخاں کے ساتھہ قلعہ دولت آباد کے محاصرہ میں سرگرم خدمات تھا - انتقال کیا - قدر دان بادشاہ نے جگ جیون اس کے خورد سال بیٹے کو منصب سہ (۳۰۰۰) ہزاری ذات - دو (۲۰۰۰) سوار پر سرفراز فرمایا - وہ سنہ ۹ جلوس کی مہم ساھوجی میں شریک تھا - پھر کچھہ حال اس کا نظر سے نہیں گذرا -

راجہ انرودہ گوڑ

راجہ بیتھلداس گوڑ کا بڑا بیٹا تھا - اول اپنے باپ کی نیابت میں اجمیر کی فوجداری پر مامور ہوا - سنہ ۱۹ جلوس شاہ جہانی میں منصب ہزارو پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۲۴ میں علم اور سنہ ۲۵ میں باپ کے مرنے کے بعد نقارہ - اور اسپ و فیل مرحمت ہوا - اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب سہ (۳۰۰۰) ہزاری ذات - سہ (۳۰۰۰) سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوا - اور مشہور و معروف قلعہ رن تہنبور کی قلعداری کی خدمت سپرد ہوئی - اس کے بعد مہم قندھار

میں اول مرتبہ شاہزادۂ اورنگ زیب اور دوسری مرتبہ شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ شریک ہو کر کار ہاے نمایاں انجام دئے۔ سنہ ۲۸ میں علامی سعداللہ خاں وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چتوڑ کے انہدام اور رانا کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳۰ میں منصب سہ ہزار پانصدی (۳۵۰۰) ذات - سہ (۳۰۰۰) ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہو کر راجہ جے سنگھہ کچھواہا کے ساتھہ شاہزادہ شجاع کی تنبیہ پر متعین ہوا —

شہنشاہ عالمگیر کی تخت نشینی کے بعد سنہ ۱۰۶۹ ھ میں مہم شجاع پر متعین ہوا - اور آگرہ سے روانہ ہوکر راستے میں انتقال کیا —

راجہ امر سنگھہ نروری

راجہ رام داس نروری کا پوتا تھا - دادا کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۳۹ ھ میں دربار شاہ جہانی سے منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف اور قلعداری نرور پر مامور ہوا۔ اور نرور کے قرب و جوار کا علاقہ جاگیر میں مرحمت ہوا - سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش اور سنہ ۲۵ میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں

میں متعین ہوا - سنہ ۲۶ میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ہمراہ مہم قندھار اور اس کے بعد رستم خاں کے ساتھ قلعہ بست کے محاصرے میں شریک ہوا - اور ان خدمات کے صلے میں - سنہ ۳۰ میں منصب ہزارو پانصدی ذات - ہزار سوار پر ترقی حاصل کی - اور اسی سال معظم خاں کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب کی کمک پر صوبہ دکن میں مامور ہوا -

شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں اول مہم آسام اور دوسری مرتبہ سرحدی پٹھانوں کی مہم میں اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے - اور اس کے صلے میں منصب میں ترقی حاصل ہوئی -

راؤ امرسنگھہ راٹھور

راجہ گجے سنگھہ راٹھور جودھپوریہ کا بڑا بیٹا تھا - ابتدا میں معمولی منصب داروں کے زمرہ میں شامل تھا - سنہ ۲ جلوس شاہ جہانی میں منصب دو ہزار و پانصدی - ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر علم و فیل مرحمت ہوا - اور سید خان جہاں بارھہ کے ساتھہ ججھار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا - اور اس مہم کی خدمات کے صلے میں منصب سہ (۳۰۰۰) ہزاری - دو ہزار و پانصد (۲۵۰۰) سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۹ میں مہم

دکن پر مامور ہوا - سنہ ۱۱ میں خلعت و نقارہ اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ہوکر شاہزادہ شجاع کے ساتھہ صوبۂ کابل میں متعین ہوا - اور اسی سال ۲ - محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو جب راجہ گجے سنگھہ اس کے باپ نے انتقال کیا - اور اس کی وصیت کے بموجب اس کا چھوٹا بیٹا جسونت سنگھہ اس کا جانشین مقرر کیا گیا - یہ منصب سہ ہزاری - سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر خطاب راؤ سے ممتاز ہوا —

سنہ ۱۴ میں شاہزادہ مرادبخش کے ساتھہ صوبہ کابل میں تعینات ہوا - اور وہاں سے راجہ جگت سنگھہ ولد راجہ باسو کی سرکوبی پر متعین ہوا - سنہ ۱۵ میں حاضر دربار ہوکر منصب چہار ہزاری - سہ ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اور شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ قلعہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا - سنہ ۱۶ میں وہاں سے طلب ہوکر دربار میں آیا - اور یہاں آکر بیمار ہو گیا - سنہ ۱۷ جلوس میں صحت پاکر ۳۰ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۴ ھ کو جمعرات کے دن شام کے وقت حاضر دربار ہوا - صلابت خان میر بخشی نے خلوت خانہ میں جہاں اس وقت بادشاہ رونق افروز تھے - زمین بوس کرایا اور وہ آداب زمین بوسی کے بعد اُلٹے جانب کی صف میں دست بستہ کھڑا ہوگیا - صلابت خان سیدھے جانب کی صف میں کھڑے تھے - نماز مغرب کے بعد جب

کہ بادشاہ کسی فرمان کے لکھانے میں مصروف تھے کسی کام کے واسطے کٹھہرے دربار سے نیچے اُترے - اور شمع دان کے پاس ایک دوسرے امیر سے باتیں کرنے لگے - اُسی حال میں امر سنگھہ نے دوڑ کر اپنا جمدھر اُن کے سینے پر اُلٹی طرف دے مارا آناً فاناً میں بیچارے کا کام تمام ہو گیا - خلیل اللہ خاں اور ارجن پسر بٹھیلداس گوڑ نے یہ حال دیکھہ کر امر سنگھہ پر حملہ کیا - اُس نے دو تین وار ارجن پر بھی کئے جو اُس نے اپنی ڈھال پر روکے یہ حال دیکھہ کر سید سالار بارھہ - اور چھہ سات اور منصبدار دوڑ پڑے اور امر سنگھہ کا کام تمام کردیا - اور تھوڑی ہی دیر میں قاتل بھی مقتول کے پاس پہنچ گیا - بادشاہ کو دو امیروں کے اس طرح سے مارے جانے کا بہت افسوس ہوا - بہت تحقیقات کی - مگر سوائے اِس کے کہ امر سنگھہ نشۂ شراب میں سرشار تھا اور کوئی وجہ نہ معلوم ہوئی —

جب 'میر خاں' ملبر ترک اور 'ملوک' چند داروغہ دولتخانہ خاص بادشاہ کے حکم کے بموجب ' امر سنگھہ ' کی لاش کو دہلیز خلوت خانے سے باہر لاے - اور امر سنگھہ کے نوکروں کو اُس کی کریا کرم کے واسطے بلایا - پندرہ راجپوت نوکر یہ حال سن کر دیوانہ وار جمدھر اور تلواریں لئے ہوے آموجود ہوئے اور آتے ہی ملوک چند اور میر خاں پر حملہ کیا - ملوک چند بیچارہ تو اسی وقت مارا گیا - اور میرخان ایسا زخمی ہوا کہ دوسرے دن مر گیا - یہ

دل دیکھکر شاهی احدی اور گرز بردار دوڑ پڑے اور آن کی آن میں سب کا خاتمہ کردیا - چھہ گرز بردار قتل اور چھہ سخت زخمی هوئے -

امرسنگھہ کے کچھہ نوکر ارجن کے گھر پہونچے - تاکہ اُس کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کریں مگر وہ نہ ملا جب اِن کی جہالت کا حال بادشاہ کو معلوم هوا - اپنے ایک خاص امیر کو اِن لوگوں کے پاس بھیجا اُس نے بہتیرا سمجھایا - مگر اُن جاهلوں نے ایک نہ سنی - اُس وقت مجبور هوکر بادشاہ نے سید خان جہان بارهہ اور رشید خاں انصاری کو اُن کی تادیب کے واسطے روانہ کیا - اُنھوں نے ان کا بڑی مقابلہ کیا اور تاوقتیکہ سب قتل نہ هوگئے باز نہ آئے - بادشاهی لشکر میں سے سید عبدالرسول بارهہ معہ اپنے بھائی سید غلام محمد اور چار پانچ اور عزیزوں کے شہید هوئے -

نو محلہ امرسنگھہ اورامرسنگھہ دروازہ

راؤ امرسنگھہ نے اکبر آباد کے قلعہ کے دکن کی جانب ایک عظیم الشان محل تعمیر کرا کر اُس کے پاس بہت عمدہ باغ لگوایا تھا - یہ باغ اور نو محلہ امرسنگھہ کے نام سے موسوم تھا - اس میں ۸۹ بیگہ ۳ بسوہ اراضی تھی جس میں سے ۶۳ بیگہ ۱۰ بسوہ ۲ میں عمارت اور ۲۵ بیگہ ۱۳ بسوہ میں باغ واقع تھا - قلعہ اکبر آباد کا جو دروازہ

اس نو محلہ کے طرف ہے وہ اسی لحاظ سے آج تک امر سنگھ دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے - نو محلہ کی عالی شان عمارت کا کچھ حصہ انیسویں صدی تک باقی تھا اور وہ اراضی اس وقت نو محلہ امر سنگھ کے نام سے مشہور چلی آتی ہے --

رائے سنگھ راؤ امر سنگھ کا بیٹا تھا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے --

راؤ امر سنگھ چندراوت

راؤ چاندو کا پوتا - اور رائے درگا داس کا پر پوتا تھا - سنہ ۲۴ جلوس شاہ جہانی میں جب راؤ روپ سنگھ چندراوت نے لاولد انتقال کیا - امر سنگھ مع اپنے بھائیوں کے اپنے وطن چندراوت سے بارگاہ شاہ جہانی میں حاضر ہوا اور خوبی قسمت سے اپنے سب بھائیوں میں سے بادشاہ کا منظور نظر ہوکر راؤ روپ سنگھ کا جانشین قرار پایا - اور منصب ہزاری ذات - نہہ صد سوار پر متمتع ہوکر خطاب راؤ سے موصوف - اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا - اور پرگنہ رام پور اس کے اور اس کے بھائیوں کی جاگیر میں مرحمت ہوا - سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزاری - ہزار سوار سے ممتاز ہوکر شہزادے اورنگ زیب کے ساتھ

مہم قندھار پر مامور ہوا - سنہ ۲٦ میں شہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ دو بارہ قندھار روانہ ہوا - سنہ ۲۷ میں شاہزادہ موصوف کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۲۸ میں صوبہ دکن میں متعین ہوا - سنہ ۳۱ میں حسب الطلب دربار میں واپس آکر مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ صوبہ مالوہ کو روانہ ہوا - اور اُجین کی شکست کے بعد اپنے وطن چلا گیا —

سنہ ۱۰٦۸ ھ میں سموگدھ کی لڑائی کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوا - اور شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھہ شجاع کے تعاقب پر مامور ہوا - لیکن راستے ہی سے مختلف افواہیں سن کر پھر اپنے وطن کو چل دیا جہاں سے تھوڑے دنوں بعد پھر دربار میں آیا - اور اپنے سابقہ قصور کی معافی حاصل کرکے مہم دکن میں متعین ہوا - اور مرزا راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ کار ہائے نمایاں انجام دیتا رہا - سنہ ۱۱ جلوس میں قلعہ سالہیر کی لڑائی میں مارا گیا -

راؤ محکم سنگھہ پسر امر سنگھہ | محکم سنگھہ اُس کا بیٹا قلعہ سالہیر کی لڑائی میں باپ کے ساتھہ تھا - وہ دشمنوں کی قید میں پھنس گیا - اور کسی ترکیب سے تھوڑے دنوں بعد رہائی حاصل کر کے بہادر خاں کوکہ ناظم دکن کے پاس آپہونچا اور دربارشاہی سے اضافہ منصب اور خطاب راؤ سے موصوف ہوکر اپنی اخیر عمر تک بادشاہی خدمات

میں سر گرم رہا - اُس کی وفات کے بعد 'گوپال سنگھ' اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہوا - جس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

راجہ اندر من دھندیرہ

راجہ جگمن دھندیرہ

دھندیرہ راجپوتوں کی ایک گوت ہے - اِن میں اور بندیلوں اور پنواروں میں باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے - اِس گوت کے راجپوتوں کا اصلی وطن قصبہ سہرا سرکار سارنگ پور صوبہ مالوہ میں تھا - کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر میں سہار 'باہادی' کے نام سے لکھا جاتا تھا - شہنشاہ 'اکبر' کے عہد میں راجہ جگمن دھندیرہ دربار شاہی میں حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا تھا - 'شاہجہان' نے اپنی عہد سلطنت میں ولایت دھندیرہ 'سیوا رام گوڑ' کو مرحمت فرمائی اُس نے راجہ اندر من کو جو اُس وقت اُس ملک پر قابض تھا بیدخل کرکے اپنا قبضہ کرلیا - چند روز کے بعد راجہ اندر من نے کچھہ فوج فراہم کرکے اپنے موروثی ملک کو پھر فتح کرلیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں 'معتمد خاں' اور راجہ 'بتھیلداس گوڑ' کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اِن لوگوں نے ولایت دھندیرہ میں پہونچکر جب

قصبه ' سہرا ' فتح کرلیا تو راجه ' اندر من ' بھی اِن کے پاس حاضر ہوگیا - اور حسب الحکم بادشاہ کے قلعه جلیسر میں مقید کیا گیا —

سنه ۱۰۶۸ ھ میں جب ' اورنگ زیب ' دکن سے آگرہ کو روانه ہوا - راجه' اندر من ' کو قید سے رہا کرکے منصب سه ہزاری - دو ہزار سوار پر سرفراز کیا - اس نے اجین کی لڑائی میں اپنی بے لظیر شجاعت کا ثبوت دے کر اورنگ زیب سے علم و نقارہ کا اعزاز حاصل کیا - اس کے بعد جنگ سموگدہ میں بہادری اور جانفشانی کا حق ادا کیا - اور شاہزادۂ شجاع کی پہلی لڑائی کے بعد صوبه بنگاله میں متعین ہوا - اور اسی جگه انتقال کیا —

اندر سال ہاڈہ

راؤ رتن ہاڈہ کا پوتا تھا - سنه ۸ جلوس شاہجہانی میں جہجھار سنگھ بندیله کی سرکوبی پر متعین ہوا - سنه ۹ جلوس میں سید خانجہاں بارھه کے ساتھه عادل شاہ والی بیجاپور کی تنبیه پر مامور ہوا - سنه ۱۰ جلوس تک منصب شش صدی ذات - سه صد سوار پر سرفراز تھا - سنه ۱۲ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھه صوبه کابل میں متعین ہوا - سنه ۱۹ میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک

ہو کر اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے - اور سنہ ۲۰
میں منصب ہشت صدی چار صد سوار پر سر بلند ہوا - اس
کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

راجہ انوپ سنگھہ بھورتیہ

راؤ کرن کا بیٹا - اور راو سورج سنگھ کا پوتا تھا -
مدتوں صوبہ دکن میں متعین رہا - سنہ ۱۷ جلوس عالمگیری
میں بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی میں
خدمات نمایاں انجام دیں - اور اُن کے صلے میں بہادر خان
کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ
۱۹ میں دلیر خان داودزی کی ماتحتی میں دکھنیوں کی
لڑائی میں خاص نام پیدا کیا - سنہ ۲۱ میں اورنگ آباد
کا صوبہ دار مقرر ہوا - اسی عرصے میں سیواجی نے
آکر شورش برپا کی - اس موقع پر اُس نے دلاوران زمانہ
کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا - اور اپنی قلیل فوج کو
لے کر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکل
کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا - لڑائی شروع ہی ہوئی تھی
کہ خان جہان بہادر ناظم دکن آپہونچا - اور مرہٹے اُس
کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے - سنہ ۳۰ جلوس میں
نصرت آباد سکھر کا قلعدار اور فوجدار مقرر ہوا سنہ ۳۲

میں استہار گدہ اودنی کی حکومت پر سرفراز ہوا - سنہ ۳۵ میں اُس جگھہ سے تبدیل ہوا - سنہ ۴۱ میں وفات پائی - منصب دو ہزار و پان صدی - دو ہزار سوار پر سر بلند تھا —

سروپ سنگھ پسر انوپ سنگھ	انوپ سنگھ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے وطن بیکا نیر کی موروثی حکومت

پر سروپ سنگھ اُس کے بیٹے کو جو پہلے سے ملازمت شاہی میں ہزار و پان صدی کا منصبدار تھا سرفراز فرمایا - وہ ذوالفقار خان بہادر کی ماتحتی میں خدمات شاہی انجام دیتا رہا —

سروپ سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا اندر سنگھ اور اُس کے بعد اندر سنگھ کا بیٹا زورآور سنگھ اور اُس کے بعد زورآور سنگھ کا متبنیٰ بیٹا گجے سنگھ وطن کی حکومت پر سرفراز ہوا —

انی رائے

ذات کا برھمن اور شاہجہان کے عہد میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر سرفراز تھا - شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں صدر دفتر کے صیغہ حساب و تنخواہ کا دیوان اعلیٰ (اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوا - اس عہدے پر شاہزادوں اور اُمرائے عالیشان سے لیکر غریب سپاہی تک سب کی

تنخواہ کا حساب و کتاب اُس کے ذمے تھا - وہ حساب و کتاب میں کسی کی رعایت نہیں کرتا تھا - سب لوگ اپنی اپنی کفایت چاہتے تھے - جب حسابی معاملے میں کسی امیر کی اُس کے سامنے پیش نہ جاتی تھی تو جل کر اُس پر طرح طرح کی پھبتیاں اُڑا کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتے تھے - عالمگیر کے مشہور و معروف معتمد علیہ امیر نعمت خان عالی نے بھی کسی مدعا سبپے پر ناراض ہوکر اُس بیچارے کی ہجو لکھ ماری ہے جو کتاب وقائع نعمت خان عالی میں موجود ہے - اُس قطعہ کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں —

اے وائے چوں کنم کہ انی رائے شد سقط
این غم سرا ز وسو مہلہ میخورو خواب کرد
آن صورت مہاوت فیلان ہدیا پول
مارا چہ فیل بند حساب و کتاب کرد
یا رب نصیب ہیچ مسلمان دگر مباد
ظلمیکہ آن برہمی خانہ خراب کرد
تحقیق دان کہ آن خر عیسیٰ نہ مردہ است
در سایہ رسید و علف خورد و خواب کرد

راجہ اندر سنگھہ راتھور

راجہ رائے سنگھہ راتھور کا پوتا - اور راجہ امرسنگھہ

راٹھور کا پوتا تھا - سنہ ۱۸ جلوس عالمگیری میں باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا سنہ ۲۲ میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے مرنے کے بعد چھتیس لاکھ روپیہ دربار عالمگیری میں پیشکش کیا - اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سرداریٔ قوم راٹھور - اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا - اور خلعت خاصہ - اور شمشیر معہ ساز مرصع - اور اسپ معہ ساز طلا - اور فیل و علم - اور نقارہ مرحمت ہوا —

سنہ ۲۴ میں شاہزادۂ محمد معظم کے ساتھہ شاہزادہ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور ہوا اس کے بعد دکن کے مہمات میں متعین رہا - سنہ ۴۸ میں منصب سہ هزاری دوهزار سوار سے سر بلند هوا - شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد اعظم شاہ کی خدمت میں حاضر هو کر منصب پنجہزاری پر ممتاز هوا - اور حسب الحکم ذوالفقار خاں کے ساتھہ شاہزادۂ بیدار بخت (پسر اعظم شاہ) کے پاس اُجین روانہ هوا - لیکن پھر کچھہ سمجھکر راستے هی سے جودھپور چل دیا - اس کے بعد کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

هرناتهہ سنگھہ و مان سنگھہ	راجہ اندر سنگھہ کا پوتا هرناتھہ سنگھہ صوبہ برار میں جاگیردار تھا -

سنہ ۱۱۹۰ ھ میں اُس نے وفات پائی - اس کا بیٹا مان سنگھہ مدتوں دکن میں رہا - اس کے بعد وطن

کو جارہا تھا کہ راستے میں میہلوں کے ہاتھ سے مارا گیا —

راجہ اودت سنگھ بھدوریہ

راجہ مہا سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا - اپنے باپ کی زندگی ھی میں ملازمت شاھی میں داخل ھوا - سنہ ۲۴ جلوس عالمگیری میں ھندوستان کے مشہور قلعۂ چتوڑ کا قلعدار مقرر ھوا - سنہ ۲۹ میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے موصوف ھوکر درجن سنگھ ھاڑہ کی سرکوبی پر مامور ھوا - اور اس خدمت کے صلے میں خلعت اور اضافہ منصب اور نقد انعام سے سرفراز ھوا - سنہ ۳۰ جلوس میں مہم بیجاپور میں شریک ھوکر اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے - سنہ ۴۷ میں منصب سہ ھزاری - دو ھزار سوار پر مفتخر ھوکر قلعدار مظفرنگر مقرر ھوا —

گوپال سنگھ بھدوریہ

اس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اس کا جانشین مقرر ھوا - جو محمد شاہ کے عہد تک خدمات شاھی میں سرگرم تھا - آگرہ کے قریب اُس کا آباد کیا ھوا گوپال پورہ اس وقت تک موجود ہے جس میں اُس کی گڑھی کے نشانات بھی اس وقت تک موجود اور گڑھی بھدوریہ کے نام سے مشہور ھیں —

ریاست بھد اور اگرچہ مرھٹوں کے عروج کے زمانہ میں ختم ھوگئی - لیکن اس خاندان میں ریاست کی صورت کسی قدر اب تک قائم ھے اور گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے کچھہ گاؤں معافی میں ملے ھوے ھیں اور کچھہ روپیہ نقد خزانہ شاھی سے عطا ھوتا ھے جو سب مل ملا کر قریب ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کے ھو جاتا ھے - موضع نوگنواں تحصیل باہ ضلع آگرہ میں ریاست کا صدر مقام ھے - بھنڈ (ریاست گوالیار) پناھٹ (تحصیل باہ) کچورہ (تحصیل باہ) وغیرہ میں راجگان بھداور کے تعمیر کئے ھوئے عالیشان قلعے اس وقت تک موجود ھیں -

مہاراجہ مہندر مہلدر سنگھہ رئیس کو (جن کے انتقال کو دو تین ھی برس ھوئے) گورنمنٹ میں خاص عزت تھی - باوجود اس کے کہ اختیار فرمان روائی حاصل نہ تھا - مگر نومبر سنہ ۱۸۶۶ ع کے دربار لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسراے و گورنر جنرل کشور ھند میں جو بمقام آگرہ منعقد ھوا تھا - اور جس میں مہارجہ گوالیار - و جےپور و جودھپور وغیرہ تمام ھندوستان کے بڑے بڑے والیان ملک شامل ھوے تھے - مہاراجہ بھداور کی کرسی تیتیسویں نمبر پر تھی —

موجودہ رئیس نابالغ ھیں اور ان کا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے انتظام میں ھے —

مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور

مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات کے وقت ماں کے پیٹ میں تھا۔ جب جسونت سنگھ نے کابل میں انتقال کیا۔ اس کے نوکر بلا اجازت بادشاہ کے رانیوں کو لے کر کابل سے چل دیئے۔ جب دریائے اٹک کے گھاٹ پر پہنچے میر بحر نے راہداری کا پروانہ مانگا۔ پروانہ ان کے پاس موجود نہ تھا۔ میر بحر دریا کے اترنے سے مانع ہوا۔ انھوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور اسے اور اُس کے آدمیوں کو زخمی کر کے زبردستی دریا سے پار اُتر آئے۔ لاہور پہنچ کر اجیت سنگھ پیدا ہوا۔ جب عالمگیر کو وقائع نگار کی تحریر سے اس واقع کی اطلاع ہوئی۔ وہ راجپوتوں کی اس حرکت سے سخت ناراض ہوا۔ چنانچہ جب یہ لوگ دہلی پہنچے اس قصور میں ان پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ راجپوتوں نے چند دنوں کا بھلاوا دے کر دھوکے کا جال پھیلایا۔ اجیت سنگھ اور اس کے دوسرے بھائی دل تھمن کے ہم عمر جو دوسری رانی سے تھا دو بچوں کو تلاش کیا دو باندیوں کو رانیوں کا سالباس اور زیور پہنایا۔ اور ان دونوں بچوں کو ان کے پاس چھوڑا۔ اور بادشاہ سے وطن کی رخصت حاصل کر کے اور اصل رانیوں کو مردانہ لباس پہنا کر وطن کو روانہ ہوئے اور دو تین سرداروں اور چند جاں نثاروں کو ان

مصنوعی رانیوں کے پاس چھوڑ کر یہ ھدایت کر گئے - کہ اگر جلد یہ راز افشا ھو جاے تو تھوڑی دیر تک شرط جاں فشانی بجا لا کر بادشاھی سپاھیوں کو روکنا - دو تین گھڑی کے بعد بادشاہ کے پاس بھی خبر پہنچ گئی کہ راجپوت بلا اجازت رانیوں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے - اس نے دریافت حال کے لئے کئی مرتبہ امراے معتبر کو بھیجا - مگر وہ لوگ ھر بار خیمہ کے پاس آکر ان مصنوعی رانیوں اور بچوں کو دیکھہ دیکھہ کر چلے گئے۔ اور اس خبر کو بالکل جھوٹ قرار دیا - لیکن بادشاہ کا شبہہ رفع نہ ھوا - اور اس نے حکم دیا - کہ رانیاں اور بچے معہ جملہ متعلقین کے قلعے میں لائے جائیں - جب بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے بادشاھی سپاھی اور امیر مصنوعی رانیوں کے خیموں پر پہنچے - راجپوتوں اور ان مصنوعی رانیوں نے مقابلہ کیا کچھہ لوگ قتل ھوے - کچھہ بھاگ گئے - غرض وہ دونوں بچوں اور رانیوں کو قلعہ میں لاے - جو لوگ ان خیموں کی حفاظت پر مامور تھے اگرچہ وہ اپنی غفلت کے تدارک کے خوف سے اس بات پر زور دیتے تھے - کہ دراصل جسونت سنگھہ کی رانیاں اور بیٹے یہی ھیں - لیکن بادشاہ کے دل میں شبہہ پڑ گیا - اور اسی وقت راجپوتوں کے تعاقب میں کچھہ سوار روانہ کئے - مگر چونکہ بہت وقت گذر چکا تھا۔ راجپوتوں کا پتہ نہ چلا - اور وہ رانیوں اور بچوں کو

لگے ہوئے جودھپور جا پہونچے - مدتوں تک عام لوگوں اور خود بادشاہ کے دل میں شبہ رہا - دراصل اجیت سنگھ جسونت سنگھ کا بیٹا ہے یا نہیں - جب رانا اُدے پور نے اپنی لڑکی کی شادی اُس کے ساتھ کردی - اُس وقت سب کے دلوں سے یہ شبہ رفع ہوا —

جب ۱۴ - جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۸۹ھ کو یہ لوگ جودھپور پہونچے - وہاں کے تمام راجپوت بگڑ بیٹھے - طاہر خان فوجدار جودھپور اور راجہ اندر سنگھ راتھور حاکم جودھپور نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - اور الگ ہو گئے - طاہر خان اِس قصور میں برخاست ہوا - اور اندر سنگھ دربار میں طلب کرلیا گیا - بادشاہ نے اول سربلند خان کو ان راجپوتوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - اور خود بھی اجمیر پہونچکر شاہزادہ محمد اکبر کو بہت سے امیروں کے ساتھ اس مہم پر متعین کیا - جب راجپوت اس عظیم الشان فوج سے گھبرا گئے - اور مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - درگا داس نامی راجپوت نے جو چرب زبانی اور افسوں سازی میں شہرہ آفاق تھا - شاہزادہ کو جو بالکل ناتجربہ کار تھا - سلطنت کا سبز باغ دکھا کر بادشاہ سے بغاوت پر آمادہ کر دیا - اور بھولا بھالا شاہزادہ راجپوتوں کے اس خوشنما جال میں خود بخود پھنس کر اپنی اور راجپوتوں کی ستر ہزار فوج کے ساتھ باپ کی طرف پھرا - اس وقت

اُمرائے شاہی مختلف مقامات پر بر سر خدمت تھے - اور بادشاہ کے پاس خواجہ سرا - خدمتگار - اور کل عملہ مل ملاکر مع مات سر - آٹھ سو آدمیوں سے زیادہ نہ تھا —

اورنگ زیب کے استقلال اور پولٹیکل جوڑ توڑ کی ایک عجیب وغریب روایت

جب باغی شاہزادہ کا لشکر بادشاہ کے قیام گاہ سے تین کوس کے فاصلے پر آموجود ہوا - تمام شاہی لشکر میں کھلبلی پڑگئی - ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا - اب قدرت آلہی کا تماشا دیکھئے - کہ اس با اقبال بادشاہ نے اپنی حسن تدبیر - پولٹیکل جوڑ توڑ - استقلال طبع کے پرزور منتروں سے اس مخالف موج پر ایسا جادو مارا کہ دیکھنے والے دیکھتے - اور سننے والے حیران رہ گئے - اور بیٹھے بیٹھے بلا ایک تیر و شمشیر چلائے ہوئے ستر ہزار فوج کو بھگا دیا -- صورت یہ ہوئی -- کہ جب بادشاہ نے دیکھا کہ نادان شاہزادہ سر ہی پر آپہونچا -- ایک فرمان عنایت آمیز اُس کے نام لکھا -- کہ این جانب تمھارے اِس حسن تردد سے کہ راجپوتوں کی تالیف قلوب کر کے پہاڑوں اور جنگلوں سے میدان میں لے آئے ہو - بہت خوش ہوے -- اسی طرح اگر تھوڑی دور آگے اور بڑھا لاؤ تو عین مصلحت اور باعث خوشنودی ایجانب کا ہوگا " اور یہ فرمان اس طرح بھجوایا -- کہ راجپوتوں کے پاس پہونچ گیا اس کو دیکھتے ہی تمام راجپوتوں کے ہوش اُڑگئے - اور راتوں رات

سب بھاگ گئے ۔ شاہزادہ کے ساتھ جو مسلمان امیر تھے وہ بھی نہایت ندامت اور شرمندگی کے ساتھ بادشاہی لشکر میں چلے آئے غرض کہ صبح ہوتے ہوتے ستر ہزار فوج میں سے صرف دو تین ہزار سوار ۔ اور دو تین راجپوت جن میں درگاداس بھی تھا ۔ باقی رہ گئے ۔ جب شاہزادہ صاحب صبح کو بستر استراحت سے اٹھے ۔ یہ حال سنا ۔ اور نہایت بدحواسی کے عالم میں بال بچوں تک کو چھوڑ کر آنکھیں ملتے ہوئے خود بھی بھاگ نکلے —

بادشاہ نے اس فتح کے بعد راجپوتوں کو ایسا ٹھیک کیا ۔ کہ پھر اس کی زندگی تک انہیں سر اٹھانے کی ہمت نہ پڑی ۔ جودھپور میں شاہی فوجدار متعین کر دیا گیا ۔ اجیت سنگھ بادشاہ کی وفات تک پہاڑوں اور جنگلوں میں مارا مارا پھرا ۔ جب بادشاہ کی وفات کے بعد شاہزادوں میں لڑائیاں شروع ہو جانے سے تمام ملک میں ابتری پھیلی ہوئی تھی ۔ پھر جودھپور آیا ۔ اور اپنے وطن پر قابض ہو گیا ۔ اور جو دھپور اور اس کے قرب وجوار کے علاقے کی بہت سی مسجدوں کو توڑ کر اذان دینے کی عام ممانعت کر دی اور گاو کشی کو بند کر کے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا ۔ بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر ۷ ۔ شعبان سنہ ۱۱۱۹ ھ کو اس کی سرکوبی کے واسطے جودھپور کی طرف کوچ کیا ۔ اور اجمیر اور چتوڑ کے درمیان

میں پہنچ کر شاہزادہ محمد عظیم الشان اور خانخاناں منعم خاں۔ اور صمصام الدولہ کو فوجیں دے کر جودھپور روانہ کیا۔ جب اجیت سنگھ شاہی فوج کی ٹکر نہ اٹھاسکا۔ پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ جب وہاں بھی فوجیں پہونچیں۔ تو مجبور ہو کر خانخاناں کے توسل سے اپنی تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا۔ خانخاناں نے بادشاہ کی خدمت میں سفارش لکھ بھیجی اور قصور معاف ہو گیا۔ جس قدر مسجدیں توڑی گئی تھیں از سر نو تعمیر کی گئیں۔ جودھپور اور بڑے بڑے قصبات میں قاضی، مفتی۔ اور مسجدوں میں امام مؤذن مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد اجیت سنگھ دربار میں حاضر ہوا۔ اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہو کر خلعت اور فیل و شمشیر سے مفتخر ہوا لیکن جب بادشاہ کام بخش کے مقابلے کے واسطے دکن جا رہے تھے۔ راستے میں راجہ جے سنگھ سوائی کے ساتھ اپنے پورانے ڈیرے۔ خیمے لشکر میں چھوڑ کر شکار کے بہانے سے جودھپور چل دیا۔ بادشاہ دکن سے واپسی پر اس کی تنبیہ کی فکر میں تھے۔ کہ سکھوں کے فساد کی خبر آئی۔ اور بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے خانخاناں کے ذریعے سے راجپوتوں کا قصور اس شرط پر پھر معاف کردیا۔ کہ ملازمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائیں۔ غرض کہ سنہ ۱۱۲۱ھ میں اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تہس

چالیس هزار سواروں کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ رومالوں سے باندھے ہوئے گھوڑوں پر سوار شاہی لشکر میں حاضر ہوئے - اور سب کا قصور معاف ہو کر ہر ایک کو خلعت - اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس گئے —

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد ایسی طوائف الملوکی کا بازار گرم ہوا - کہ کسی کو اتنی فرصت نہ ہوئی کہ راجپوتوں کی طرف متوجہ ہوتا - فرخ سیر کی عہد سلطنت میں سنہ ۲ جلوس میں امیرالامرا حسین علیخاں اور شائستہ خاں اجیت سنگھہ کی سرکوبی کے واسطے فوجیں لے کر جودھپور روانہ ہوئے - اس فوج کے خوف سے اجیت سنگھہ معہ اپنے مال و اسباب کے جودھپور کو چھوڑ کر دشوار گذار پہاڑوں میں جا چھپا - اور اپنے وکیلوں کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے امیرالامرا کی خدمت میں بھیج کر جان کی امان - اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار میں امراء کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا - اور امیرالامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے - کہ حضور میں اور بادشاہ میں روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے - جس قدر جلد ممکن ہو - یہاں پہنچو - ان حالات سے امیرالامرا نے مجبور ہو کر اجیت سنگھہ کو بادشاہ کی تابعداری قبول کرلے اور اپنی لڑکی کو بادشاہ کے عقد

میں ڈیلے - اور پیشکش سالانہ ارسال کرنے پر راضی کر کے اس کا تصور معاف کر دیا - اور خود دہلی روانہ ہوا -

۲۲ ذالحجہ سنہ ۱۱۲۷ ھ کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی اور یہ آخری راجپوت کی لڑکی تھی جو خاندان مغلیہ کے محلسرا میں داخل ہوئی - اس کے بعد خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کے درمیان سلسلہ قرابت منقطع ہو گیا -

شادی کے بعد اجیت سنگھ گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا - جب امیر الامرا سید حسین علیخاں اور قطب الملک سید عبداللہ خاں کا اقتدار حد سے زیادہ گزر گیا - اور سلطنت کا کل نظم و نسق انہیں دونوں بھائیوں کے ہاتھ میں آ گیا - تو بعض ہوا خواہاں سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیر ان کے استیصال کی تدبیریں سوچنے لگے - انہیں تدبیروں میں ایک یہ بھی تھی - کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلا کر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا - اور سیدوں کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا - لیکن وہ بہت سیانا اور زمانہ کا رنگ پہچانے ہوئے تھا - یہاں آ کر اُلٹا سیدوں سے مل گیا - اور اُن کی ہدایت سے خطاب مہاراجہ سے موصوف ہو کر فرخ سیر کی قید اور قتل میں سیدوں کے ساتھ ساتھ شریک رہا - اور اس خدمت کے انجام دینے کے صلے میں زر نقد اور جواہرات سے مالا مال ہوا - فرخ سیر کے قتل ہونے کے بعد جب اجیت سنگھ

دهلی سے گجرات کو روانہ ہوا - بازار کے تمام دکاندار اور عام لوگ آوازے کستے تھے - کہ یہ رو سیاہ سیدوں سے داماد کا خون بہا لے کر بھاگا جاتا ہے - جب وہ اس قسم کی گالیاں اور فقرے سنتے سنتے عاجز آگیا - تو اُس نے حالت سواری ہی میں دو تین آدمیوں کو قتل بھی کر دیا - ۱۱۳۱ ھ میں رفیع الدولہ کے عہد میں اس نے اپنی بیٹی کو بھی محلسرائے شاہی سے معہ تمام جوہرات اور بیش قیمت آلات کے جن کی قیمت ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ تھی بلا لیا —

اسی سال صوبۂ اجمیر کی صوبہ داری بھی اجیت سنگھ کو مرحمت ہوئی —

محمد شاہ کے عہد سلطنت میں امیرالامرا - اور قطب الملک کی بساط الٹ جانے کے بعد اجیت سنگھ نے پھر سر اٹھایا - اپنے تمام علاقے سے گاؤ کشی بند کردی - لیکن دکن سے نواب نظام الملک آصجاہ کی آمد کی خبر سن کر پھر ہوش آیا - غرض کہ نامہ و پیام کے بعد گجرات کی حکومت سے دست برداری اختیار کی - لیکن صوبۂ اجمیر کی حکومت نہ چھوڑی - بادشاہی فوج تنبیہہ کے واسطے مامور ہوئی اور اجمیر کو فتح کر لیا - اجیت سنگھ کی فوج قلعہ گدہ پتلی میں محصور ہوئی - آخر کار صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ راجہ اجیت سنگھ کا بیٹا ابھی سنگھ ہمیشہ دربار شاہی میں حاضر رہے -

اور راجہ ھمیشہ بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری میں ثابت قدم رہے —

ڈونگر سنگھہ پسر اجیت سنگھہ اور بجے سنگھہ ولد ڈونگر سنگھہ	اس صلح ہونے کے بعد ابھی سنگھہ دربار میں حاضر ہوا - جب دھلی کی ہوا کھائی عیش و عشرت میں پڑ گیا - اور حکومت کے پریشان خواب

نظر آنے لگے - یار لوگوں نے اور بھی آسمان پر چڑھا دیا - نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے بھائی بخت سنگھہ (ڈونگر سنگھہ) سے جو باپ کے پاس جودھپور میں تھا خط و کتابت شروع کی - اور نہ معلوم اسے کیا بھرا دیا - کہ اس نا خلف نے سنہ ۱۱۳۵ ھ میں ایک دن حالت خواب میں باپ کا کام تمام کر دیا - اور خود جودھپور کا حاکم بن بیٹھا - اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بجے سنگھہ گدی نشین ہوا - ابھی سنگھہ کا حال علحدہ لکھا گیا ہے —

مہاراجہ ابھی سنگھہ راٹھور

مہاراجہ اجیت سنگھہ کا بیٹا - اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کا پوتا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے خطاب مہاراجہ سے موصوف کیا - سنہ ۱۱۴۰ ھ میں گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا - لیکن سر بلند خاں صوبہ دار

گجرات نے اس کے گماشتوں کو دخل نہ دیا ۔ لہذا سنہ ۱۱ جلوس میں وہ چالیس ہزار فوج لے کر گجرات روانہ ہوا ۔ سر بلند خاں نے اول تو خوب مقابلہ کیا ۔ لیکن بادشاہ اور نواب آصفجاہ کے خوف سے صلح مناسب جان کر ایک دن شام کو چند چوبداروں اور خدمت گاروں کے ساتھ ابھی سنگھ کی ملاقات کے واسطے چلا آیا یہ حال دیکھ کر ابھی سنگھ سخت متعجب ہوا ۔ بہر حال خود استقبال کر کے اپنے تھام گاہ پر لایا ۔ اور نہایت عزت و عظمت سے مسند پر بٹھایا ۔ دونوں میں محبت و الفت کی باتیں ہونے لگیں ۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے کی پگڑی بدل کر اپنے سر پر رکھی ۔ اور پگڑی بدل بھائی بن کر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے ۔ دوسرے دن سر بلند خاں دہلی روانہ ہوا ۔ اور ابھی سنگھ نے گجرات کی صوبہ داری سنبھالی —

سنہ ۱۵ جلوس تک ابھی سنگھ نے گجرات میں حکومت کی ۔ چونکہ اس عرصے میں مرہٹوں کا بہت زور بڑھ گیا تھا ۔ لہذا وہ صوبہ کی آمدنی سے مرہٹوں کو چوتھ یعنی چہارم حصہ کل آمدنی کا دیتا رہا ۔ جب مرہٹوں نے زیادہ لوٹ کھسوٹ شروع کی ۔ اور دربار سے کسی قسم کی امداد نہ ملی تو مجبور ہو کر تمام صوبۂ گجرات مرہٹوں کے حوالے کر کے اپنے وطن جودھپور چلا گیا —

راجہ بہارا مل کچھواہا

عام طور سے ہوتا آیا ہے کہ بیٹے اور پوتے کا نام باپ دادا کے نام سے روشن ہوتا ہے۔ لیکن خوشا نصیب اس باپ یا دادا کے جس کی اولاد ایسی لائق ہو۔ جس کے نام سے اُن کا نام روشن ہو۔ یہ خوش نصیب راجہ نورتن اکبری کے مشہور و معروف امیر۔ مرزا۔ راجہ مان سنگھ کا دادا۔ راجہ بھگوان داس کا باپ۔ خاندان عظیم الشان کچھواہہ کا سردار تھا۔ اس خاندان میں صدہا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ راجپوتوں میں سب سے پہلے اسی فرزانۂ روزگار راجہ نے ملازمت اکبری میں شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ اور یہ اسی کے اوصاف حمیدہ۔ اور مساعی جمیلہ کا سبب تھا کہ نہ صرف تمام خاندان کچھواہا بلکہ راجپوتوں کے اکثر و بیشتر خاندان فرماں روایان چغتائیہ کی جاں نثاری پر کمر بستہ ہوکر ان کی محبت و الفت کا دم بھرنے لگے —

کچھواؤں میں دو گوتیں ہیں ۔ رجاوت ۔ اور شیخاوت ۔ راجہ بہارا مل رجاوت گوت سے ہیں یہ راجہ سرتھی راج کچھواہہ کے بیٹے تھے اس خاندان کی راجدھانی ۔ آنبیر میں تھی ۔ جو جے پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر واقع ہے ۔ سنہ ۹۶۳ ھ یعنی پہلے سال جلوس اکبری میں مجنوں خاں قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا ۔

جب وہاں پہنچا - حاجی خاں - شیر شاہ سور کا غلام اس پر چڑھ دوڑا - اس حملے میں راجہ بہاڑا مل - حاجی خاں کے ساتھ تھے - جب مجنوں خاں کے محاصرہ میں حالت تنگ ہوئی - تو خاندانی کہن سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کرا کر اس کو محاصرہ سے نکلوا دیا - اور نہایت عزت و حرمت کے ساتھ دربار شاہی کو روانہ کر دیا - جب مجنوں خاں دربار میں پہنچا - راجہ کی مروت و محبت عالی خاندانی - اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے بہت تعریف کی - کہاں کے جوہری نے اسی وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھہ روانہ کیا راجہ فرمان کے پہنچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھہ آنبیر سے روانہ ہوئے - اور اس حالت خوشی میں جب کہ اکبر ہیموں کی سہم سے فتح یاب ہو کر جشن منا رہے تھے - دربار میں حاضر ہوے - بادشاہ نے راجہ اور اس کے ساتھیوں کی بہت عزت اور خاطر کی خلعت اور انعام و اکرام سے مالا مال کیا —

رخصت کے وقت جب کہ راجہ اور ان کے بھائی بیٹوں اور ساتھیوں کو خلعت اور انعام و اکرام مل رہے تھے - بادشاہ خود بھی رخصت کرنے کے واسطے ہاتھی پر سوار ہو کر تشریف لائے - ہاتھی مست تھا - اور جوش مستی میں جھوم جھوم کر کبھی اِدھر کبھی اُدھر جاتا تھا - لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے تھے - ایک مرتبہ ان راجپوتوں کی

طرف بھی جھکا - لیکن وہ اپنی جگھہ سے نہ ٹلے اور اُسی طرح کھڑے رہے - بادشاہ کو یہ ادا بہت بھائی - راجہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا - ترا نہال خواہم کرد - عنقریب می بینی کہ اعزاز و افتخارت زیادہ بر زیادہ میشود " —

اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کر کے بیجا تھا - اُس نے وہاں پہونچ کر قرب و جوار کے علاقوں پر بھی ہاتھہ پھیکلنا شروع کیا - اور اَبھیر کو لینا چاہا - راجہ بہاڑامل کا بھتیجا سوجاپسر پورن مل شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھہ ہو کر لشکر لے گیا - چونکہ گھر کی پھوٹ تھی - مرزا غالب آیا اور راجہ پر خراج مقرر کر کے جگناتہ اُس کے چھوٹے بیٹے اور راج سنگہ پسر آسکرن اور کنگا رپسر جگ مل اُس کے بھتیجوں کو بطور یرغمال اپنے ساتھہ لے گیا —

سنہ ۹۶۸ ھ میں بادشاہ حضرت خواجہ غریب نواز " کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جارہے تھے راستے میں چغتی خان نام ایک امیر نے عرض کیا - کہ راجہ بہاڑا مل پر جو دھلی میں حاضر ہوا تھا - مرزا شرف الدین حسن نے بہت زیادتی کی ہے - بیچارہ پہاڑوں میں گھس کر گزارہ کررہا ہے - وہ عالی ہمت - با مروت - اور خاندانی راجہ ہے - اگر حضور کی توجہ شامل حال ہوگی - تو خدمات عظیم بجالائیگا - بادشاہ نے حکم دیا - کہ تم خود جا کر

لے آؤ ۔ چنانچہ وہ لیلے گیا - راجہ ڈر کے مارے خود لے آیا ۔ عرضی اور نند رالہ کے ساتھہ اپنے بھائی روپ سی ۔ اور اُس کے بیٹے جے مل کو روانہ کیا - دیوسہ کی منزل پر یہ دونوں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اکبر نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے - راجہ خود آئے - جب یہ حکم پہونچا - راجہ نے اپنے بیٹے بھگوان داس کو اہل و عیال کے پاس چھوڑا - اور سانگا نیر کے مقام پر خود حاضر ہوا - بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُس کی تشفی کی - اور اُس عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سر فراز کر کے دربار کے امرائے خاص میں داخل کیا ۔ راجہ کے دل میں بادشاہ کے اِس فیاضانہ برتاؤ سے محبت و الفت کا ایسا جوش پیدا ہوا ۔ کہ رفتہ رفتہ اپنے یگانوں اور اس میں کچھہ فرق نہ رہا ۔ چند روز کے بعد راجہ بھگوان داس اور مان سنگھ بھی آگئے - اکبر نے اِن دونوں کو ساتھہ لیا ۔ اور راجہ بہارامل کو رخصت کیا مگر دل مل گئے تھے ۔ چلتے وقت کہہ دیا کہ جلد چلے آنا - اور سامان کر کے آنا - کہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے —

خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کی سب سے پہلی قرابت -	اکبر نے راجہ بہارا مل کے اخلاص و محبت کو دیکھکر سوچا ۔ کہ اگر اس خاندان کے ساتھہ قرابت ہو جائے تو

بہت خوب ہے - اور یہ امر ممکن بھی نظر آیا - چنانچہ

بڑے موقع کے ساتھہ اس معاملے میں سلسلۂ جنبانی کی اور اس میں کامیاب ہوا - * اور ۹۶۹ ھ میں اکبر آباد کو لوٹتے وقت قصبۂ سانبھر میں راجہ بہارامل کی بیٹی - مان سنگھہ کی پھوپھی نے بیگمات اکبری میں شامل ہونے کا فخر حاصل کیا - اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی - جو اکبر کی بیگمات میں شامل ہوئی -

اس قرابت کے بعد بہت سے بھائی بھتیجے - عزیز و قریب - اور خاندان کے لوگ ملازمت اکبری میں داخل ہوے - اور رفتہ رفتہ مدارج اعلیٰ پر پہونچے اُن میں سے جو جو مشہور اور نامور ہوئے اُن سب کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھے جائینگے -

راجہ بہارامل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتوں پر مامور ہوتے رہے - جب اکبر نے ۹۷۹ ھ میں ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا - راجہ کو اپنے بجاے وکیل مطلق بنا کر فتح پور میں چھوڑا - ابراہیم حسین مرزا وہاں سے بھاگ کر آگرہ کی طرف آیا - اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقوں میں فوج لئے پھرتے ہیں -- آگرہ -

---

* اکبرنامہ میں ابوالفضل لکھتے ہیں کہ خود راجہ بہارامل نے یہ خواہش ظاہر کی تھی - اور بادشاہ نے منظور فرما کر اُس کی عزت افزائی کی -

دهلی - لاهور مشهور شهر هیں - سب جگهه میدان خالی هے - دهاوے مارں گا - بادشاهی خزانے هیں - شهر آباد هیں - لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤں گا - جهاں قدم تهم گئے جم جاؤں گا - کچهه نه هوا تو ملتان سے سنده هو کر پهر گجرات میں آ جاؤں گا —

راجه بهارامل مرزا کا رخ دیکهکر فوراً تاڑ گئے - اُسی وقت دهلی وغیره مقامات میں فوجیں بهیج دیں اور اُمرائے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دیئے - اور ایسا انتظام کیا - که مرزا جهاں پهونچا - نامرادی نے سامنے سے نشان هلا دیا - وحشت کے عالم میں پنجاب کا رخ کیا - لیکن راجه بهارامل کا خط حسین خاں ٹکریه کے پاس پهونچ چکا تها - که ابراهیم دو جگهه شکست کها کر دهلی کے اطراف میں پهونچا هے - اور یه پائے تخت کا مقام هے - که خالی پڑا هے - اُس فرزند کو چاهئے که جلد اپنے تئیں وهاں پهونچائے - یه بهادر ایسے معرکوں کا عاشق زار تها - خط دیکهتے هی اُٹهه کهڑا هوا - کانگڑه سے حسین قلی خاں روانه هوا - غرض که کسی جگهه مرزا کو ٹهیرنا نصیب نه هوا - اور لاهور اور ملتان کے راستے میں اُس کا کام تمام هوگیا - بادشاه راجه بهارامل کی اس خوش انتظامی سے بهت خوش هوا - اور روز بروز اعزاز و اکرام زیاده کرنے لگا —

امیرالامرا راجہ بھگوان داس کچھواھا

راجہ بھارامل کے بڑے بیٹے -- اور مرزا راجہ مان سنگھ کے باپ تھے -- تمام تاریخ ان کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفوں سے مرصع ھیں انھیں کی بے تعصبی اور وفادارانہ کوشش سے تھوڑی ھی مدت میں دربار اکبری میں ھزاروں راجہ -- مہاراجہ -- ٹھاکر سردار نظر آنے لگے اور یہ عالیشان دربار ان دراز پگڑیوں سے جگمگا اٹھا - انھوں نے ھندؤں سے زیادہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت و الفت کا سکہ جما دیا تھا ---

راجہ موصوف سنہ ۹۶۸ ھ میں اپنے باپ کے ساتھ دربار اکبری میں حاضر ھوے کمال کے جوھری -- اور لیاقت کے صراف نے اپنے قیافے کی کسوٹی سے ان کی لیاقت اور کمالات کا حال معلوم کرکے اُمرائے خاص کے سلک میں منسلک کیا ---

مہم چتوڑ ' جیمل اور فتا کی بے نظیر بہادری اور شہنشاہ اکبر کا ان کی یادگار قائم کرنا	سنہ ۹۲۸ ھ میں بادشاہ ابراھیم حسین مرزا کی سرکوبی کے واسطے آگرہ سے مالوہ کی طرف روانہ ھوے جب دھول پور پہونچے - امرائے دربار

سے ارشاد فرمایا - کہ تمام ھندوستان کے راجہ مہاراجہ ملازمت میں حاضر ھوے -- مگر رانا میواڑ اس وقت

تک نہیں آیا - مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ پہلے اسی مغرور کا سر توڑا جائے - مالوہ کو پھر دیکھا جائے گا - چنانچہ وہاں سے چلکر قلعہ چتوڑ کا جورانا اُدے سنگھ کی عملداری میں سب سے بڑا اور مشہور قلعہ تھا محاصرہ کیا - یہ عظیم الشان قلعہ اگر چہ پہلے بھی دو دفعہ سلاطین اسلام کے قبضے میں آچکا تھا - مگر میواڑ کے راجپوت اِسے اپنے راج کا مبارک اور مقدس مقام سمجھتے تھے اور غیر کے قبضے میں نہ دیکھہ سکتے تھے - اِس محاصرہ میں باوجود اِس کے کہ رانا کے ساتھہ راجہ بھگوان داس کا خاندانی تعلق تھا مگر اُنہوں نے سب سے زیادہ ہمت دکھائی - اور اکبر کے ساتھہ ساتھہ ہر مورچہ پر سپر کیطرح کبھی آگے - اور کبھی پیچھے پھرتے تھے - آخر کار چار مہینے اور سات دن کے بعد قلعہ چتوڑ فتح ہوگیا - اِس مہم میں رانا اُدے سنگھ کے دو سرداروں جیمل اور فتا نامی نے اپنے ملک کے بچانے میں جو جو نام دکھائے - اُن کے گیت اور کبت ابتک لوگوں کی زبان پر ہیں - اور جب تک کوئی راجپوت کی بڑھیا یا اِن کے گھر کا بچہ زندہ ہے - تب تک قائم رہیں گے - اکبر کے دل پر بھی انکی بے نظیر شجاعت اور بہادری نے ایسا اثر پیدا کیا - کہ اُس نے دو بڑے ہاتھی پتھر کے ترشوائے - اِن پر جیمل اور فتا کی مورتیں سوار کیں - اور قلعہ

آگرہ * کے صدر دروازہ پر اِن کو نصب کرا دیا - دونوں ہاتھیوں کی سونڈیں ملکر محراب بنگئیں - اور لوگ اِس محرب کے نیچے سے آتے جاتے تھے —

سنہ ۹۷۹ ھ میں جب اکبر گجرات پر خرد فوج لے کر گیا - تو راجہ بھگوان داس بھی ساتھہ تھے - اِس مہم میں بھی اِنھوں نے اپنی شجاعت و بہادری کے خوب خوب کار نامے دکھائے - جدھر باد شاہ کا اشارہ پاتے فوج کا دستہ لئے ہوئے دشمنوں پر جاگرتے تھے —

اِس مہم کے چند روز کے بعد خان اعظم احمد آباد (گجرات) میں گھر گئے - اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھہ لے کر اُن کے گرد چھاگئے - اکبر ایک دن فتحپور سیکری میں دربار کر رہے تھے کہ دفعتاً سوانح نگار کا پرچہ آیا - اور یہ حال معلوم کر کے

---

* دربار اکبری میں بحوالہ شاہ صاحب اِن ہاتھیوں اور مورتوں کو قلعہ آگرہ کے دروازے پر نصب کیا جانا تحریر ہے لیکن ڈاکٹر برنیر صاحب اپنے سفرنامے کے خط مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۶۶۳ع میں ان کو قلعہ دہلی کے دروازے پر بتلاتے ہیں اور لکھتے ہیں " کہ یہ ہاتھی جن پر یہ دونوں بہادر سوار ہیں بڑے شان و شکوہ کے ہیں - اور ان کو دیکھکر رعب اور ادب کا ایسا خیال مجھہ پر چھا گیا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا - ۱۲

اُسی وقت کوچ کردیا - اور سہیفون کی راہ سات دن
میں طے کر کے احمد آباد جا پہنچا - راجہ بھگوان داس
معہ راجہ مان سنگھ کے اس یلغار میں بادشاہ کے ساتھہ
تھے - اکبر کے خاصہ کے گھوڑون میں ایک سفید براق باد
رفتار گھوڑا تھا - جس کا نام اُس نے نور بیضا رکھا تھا -
جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اُس پر سوار ہوئے -
گھوڑا بیٹھہ گیا - سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے -
کہ شگون اچھا نہ ہوا - یہ حال دیکھکر راجہ بھگوان داس
آگے بڑھے - اور کہا - حضور فتح مبارک اکبر نے جواب
دیا سلامت باشید - لیکن کیونکر - راجہ نے جواب دیا -
کہ اس راستے میں تین شگون برا بر دیکھتا چلا آیا ہوں —

(۱) ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو
تیار ہو اور سینا پتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھہ
جائے تو فتح اُسی کی ہوگی —

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظ فرمائیں کہ کس طرح بدل
گیا - بزرگوں نے لکھہ دیا ہے - کہ جب ایسی صورت
ہو سمجھہ لیجئے - کہ مہم اپنی ہے —

(۳) راستے میں برابر دیکھتا آیا ہوں کہ گدھ - چیلیں -
کوے برابر لشکر کے ساتھہ چلے آتے ہیں - اسے بھی
بزرگوں نے فتح کی نشانی لکھا ہے —

راجہ بھگوان داس کی اس تقریر سے اکبر اور کل
ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی - آخرکار میدان میں

جاکر پڑے جمائے - اکبر راجہ بھگوان داس کو ساتھ لے کر ایک بلندی پر کھڑے ہو کر میدان جنگ کا اندازہ دیکھہ رہے تھے - تھوڑی دیر بعد راجہ بھگوان داس سے کہا - کہ ہراول پر زور زیادہ ہے - اور طور بے طور ہوا چاہتا ہے - اپنی فوج تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے - چلو ہم تم مل کر جا پڑیں - کہ نیچے سے مدت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے - یہ کہہ کر دونوں نے گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں - اور دھاوا کر دیا —

سنہ ۹۷۹ھ کی جنگ سرنال (گجرات) میں اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا - راجہ بھگوان داس اور مان سنگھہ اکبر کے پہلو میں تھے غنیم کے تین سپاہی انہیں تاڑ کر آئے - ایک کا رخ راجہ بھگوان داس پر - اور دو کا اکبر پر تھا - راجہ بھگوان داس نے گھوڑا بڑھایا - سوار نے نیزہ مارا - راجہ نے وار بچا کر برچھا مارا - وہ گھائل ہو کر بھاگا - جو دو سوار اکبر پر آتے تھے - ان پر مان سنگھہ چلا - اکبر نے للکارا - کہ خبر دار قدم نہ اُٹھانا - اور باڑ پر سے گھوڑا اُڑا کر اُن پر چلا - قرب و جوار میں اور سردار بھی لڑ رہے تھے - کسی کو خیال نہ ہوا - راجہ بھگوان داس چلائے - کہ کنور جی (مان سنگھہ) کیا ہوا دیکھتے ہو - کھڑے ہو - اُس نے کہا - کیا کروں - مہابلی خفا ہوتے ہیں - راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ یہ وقت خفگی دیکھنے کا نہیں ہے - اِس

عرصے میں دونوں سوار جس زور سے آے تھے اسی زور سے بھاگ نکلے —

ایک مقام پر بادشاہ گھر گئے - اُس وقت راجپوتوں کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے - اور اِس طرح سر سر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ھیں اور نہیں ٹلتے - راجہ بھگوان داس کا بھتیجہ راجہ بھونت کہال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا - خاک پر پڑا تھا لیکن جب تک رمق جان باقی رھی تلوار کا ھاتھہ ھلاے جاتا - اور شیر کی طرح ڈکارتا رھا —

اِن واقعات سے اِن بزرگوں کی وفاداری - اور محبت و اخلاص کا حال بخوبی ظاھر ھوتا ھے - کیوں کہ جب تک دل میں وفا نہیں ھوتی - نہ یہ باتیں زبان سے نکلتی ھیں - نہ یہ رفاقتیں ھاتھہ پاؤں سے بن آتی ھیں - غرض کہ اکبر کے اقبال خدا داد اور جان نثاروں کی جان نثاری اور بہادری سے یہ مہم اول سے آخر تک خوشی کے ساتھہ ختم ھوئی —

سنہ ۲۳ جلوس میں راجہ بھگوان داس صوبہ پنجاب کے صوبہ دار اور سپہ سالار مقرر ھوے —

راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاھزادہٴ سلیم کی شادی -

سنہ ۹۹۳ ھ میں اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتوں پر نظر کرکے سوچا - کہ ولی عہد سلطنت (شاہ زادہٴ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواھہ سے زیادہ کیا

جاے - بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شادی قرار پائی —

ملا عبدالقادر بدایونی اپنی تاریخ منتخب التواریخ میں لکھتے ھیں کہ شہزادے سلیم کی عمر سولہ برس کی تھی بادشاہ معہ امرائے دربار کے راجہ بھگوان داس کے گھر گئے قاضی مفتی اور شرفائے اسلام مجلس عقد میں حاضر ھوے قاضی نے حضور میں عقد پڑھایا - دو کروڑ تنگے کا مہر مقرر ھوا - اھل ھنود کی بھی ساری رسمیں مثل پھیرے - ھون وغیرہ کے عمل میں آئیں - بادشاہ دلہن کے گھر سے دولہا کے گھر تک پالکی پر برابر اشرفیاں نچھاور کرتے لائے - راجہ بھگوان داس نے کئی طویلے گھوڑے - سو ھاتھی - ختنی - حبشی - چرکس - ھندی صدھا لونڈی غلام اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواھرات - سونے چاندی کے برتن - اور طرح طرح کے اسباب جو حد شمار سے خارج تھے جہیز میں دئے - سارے امیروں کو بھی حیثیت کے موافق خلعت گھوڑے معہ سنہرے روپہلے زینوں کے عطا کئے —

علامی ابوالفضل لکھتے ھیں

دین و دنیا را مبارک بادکین فرخندہ عقد
از برائے انتظام دنیا و دین بستہ اند
در نگارستان دولت نور چشم شاہ را
حجلۂ چون پردہ ھائے دیدہ رنگین بستہ اند

شیخ ابوالفیض فیضی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے —

زہے عقد در پاش سلطان سلیم
کہ پرتو دہد سال امید را
ز پروردن آفتاب دول
قرانی شدہ ماہ و ناہید را
۹۹۳ھ

شاہ بیگم والدۂ شاہزادہ خسرو کا حال -

شاہزادہ سلیم نے شاہزادہ خسرو کے پیدا ہونے کے بعد اپنی اس بیگم کو شاہ بیگم کے خطاب سے موصوف کیا اس کے بطن سے سنہ ۹۹۴ھ میں شاہزادی سلطان النسا بیگم اور سنہ ۹۹۵ھ میں شاہزادۂ خسرو پیدا ہوئے - یہ نہایت نیک ذات - اور عقلمند بی بی تھی - ان کو اپنے شوہر - اور شوہر کو ان کے ساتھ بہت محبت تھی - انہوں نے ۲۶ ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ کو حالت جنون میں افیون زیادہ کھالی - اور اسی کے زہر سے تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا خسرو باغ الہ آباد میں ایک عظیم‌الشان گنبد کے اندر ان کی قبر واقع ہے دوسرے درجے میں نمونہ تعویذ پر نستعلیق خط میں یہ کتبہ کندہ ہے —

بیگم کہ ز عصمت رخ رحمت آراست
اقلیم عدم ز نور عزت آراست
سبحان اللہ زہے کمال عفت
کز حسن عمل چہرۂ جنت آراست

لوح مزار پریہ کندہ ہے

الله اکبر

چون چرخ فلک ز گردش خود آشفت
در زیر زمین آئینۂ مہ بنہفت
تاریخ وفات شاہ بیگم جستم
از غیب ملک بخلد شد بیگم گفت

کاتبہ عبدالله مشکین قلم جہانگیر شاہی

جہانگیر کو اس بیگم سے جس قدر محبت تھی - اس کا حال ذیل کی عبارت سے جو اس نے اپنے واقعات کے پہلے سال جلوس میں شاہزادۂ خسرو کی بغاوت کے حال میں لکھی ہے - بخوبی ظاہر ہوتا ہے -

" والدۂ اوہم در ایام شاہزادگی از ناخوشی اطوار و اوضاع او - سلوک برادر خوردش مادھو سنگھ تریاک خوردہ خود را کشت - از خوبی ہاے و نیک ذاتی ہاے اوچہ نویسم - عقلی دکھال داشت - و اخلاص او بمن در درجہ بود - کہ ہزار پسر و برادر را قربان یکموے من میکرد - مکرر بہ خسرو مقدمات نوشت - و او را دلالت بہ اخلاص و محبت من میکرد چوں دید - کہ ہیچ فائدہ ندارد - عاقبت نا معلوم است کہ بہ کجا منجر خواہد شد - از غیرتیکہ لازمۂ طبیعت راجپوتانی است خاطر بر مرگ خود قرار دادہ - و چندیں مرتبہ گاہ گاہے مزاج او در شورش می آید - چنانچہ ایں حدیث میراثی بود کہ پدران و برادران اوہمہ یکبار در دیوانگی خود ہارا ظاہر میکردند - و بعد از

مدتے علاج پذیر میشدند - و در ایامیکہ من بشکار متوجہ گشتہ بودم روز بیست و ششم ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۳ ھ افیون بسیار درعین شورش دماغ خوردہ در اندک زمانے درگذشت - گویا کہ ایں احوال پسر بدہ ولت خرد را پیشتر می دیدہ است - اول کد خدائي کہ در آغاز جوانی و خورد سالی مرا دست داد - نسبت او بود - بعد ار تولد خسرو او را شاہ بیگم خطاب دادہ بودم - چوں بدسلوکی ھائے فرزند و برادر را نسبت بمن نتوانست دید - از سر جاں در وقت دماغ پریشان شدن در گذشتہ خود را ازیں کلفت و اندوہ باز رھانید - از فوت او نظر بتعلقے کہ داشتم ایامے بر من گذشت کہ از حیات و زندگاني خود هیچگونہ لذتے نداشتم - چہار شبانہ روز کہ سی و دو پہر باشد از غایت کلفت و اندوہ چیزے از ماکول و مشروب دارد طبیعت نگشت - چوں ایں قصہ بوالد بزرگوارم رسید - دلاسا نامہ در غایت شفقت و مرحمت بدیں مرید فدوی صادر گشت - و خلعت و دستار مبارک کہ از سر برداشتہ بودند هماں طور بستہ بجہت من فرستادند - ایں عنایت آبے بر آتش سوز و گداز من زدہ اضطراب و اضطرار مرا فی الجملہ قراری و آرامی بخشید " —

سنہ ۹۹۴ ھ میں راجہ بھگوان داس صوبۂ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوے - وھاں اُن کو خاندانی مرض نے دیوانہ کر دیا - جب حکیم نے نبض پر ھاتھہ رکھا - راجہ

نے جمدھر کھینچ کر اپنے مار لیا - شاھی طبیبوں کے معالجہ
سے تھوڑے دنوں میں شفا پائی —

سنہ ۹۹۵ ھ میں حرم سرا اور محلوں کا انتظام ان کے
سپرد کیا گیا - اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر ان کے سپرد
ہوا کرتی تھی - سفر میں حرم سرا کی سواریوں کا انتظام
یہ ھی کیا کرتے تھے - اسی سال ان کی اور کل خاندان
کچھواھہ کے امرا کی جاگیریں صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار
میں منتقل کی گئیں —

سنہ ۹۹۷ ھ میں جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے
لگے - انھیں لاھور کا انتظام سپرد کر گئے - راجہ ٹوڈر مل
بھی یہیں رھے - سنہ ۹۹۸ ھ میں ان کا انتقال ھوا - راجہ
بھگوان داس انھیں اول منزل پہنچانے گئے تھے - نہ معلوم
راستے میں کیا خیال آیا - کہ رفاقت پر آمادہ ھوگئے -
لوٹ کر پیٹ میں درد اٹھا - قے کی - اور پیشاب بند
ھوگیا - بہتیرے علاج ھوے - مگر کوئی علاج کارگر
نہ ھوا - پانچ دن اسی حالت میں مبتلا رہ کر سفر آخرت
اختیار کیا - بادشاہ کشمیر سے واپس آرھے تھے راستے
میں یہ حال معلوم ھو کر بہت افسوس کیا - کنور مان سنگھ
کے پاس فرمان تعزیت کا ارسال کر کے منصب پانچھزاری
پر سربلند کیا - اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے
خلعت و اسپ ارسال فرمایا —

راجہ بھگوان داس کی بنائی ہوئی لاہور کی جامع مسجد | راجہ بھگوان داس کی بے تعصبی اور مسلمانوں کے ساتھہ سچی محبت ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دربار اکبری میں لا مذہبی کا دور دورہ تھا - اور اس کی وجہ سے بادشاہ کی کسی قسم کی خوشامد کا خیال بھی نہیں ہو سکتا - انھوں نے اپنے عہد میں بمقام لاہور مسلمانوں کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی - جس میں اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے - اس کے نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتے ہیں " از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ اداے نماز جمعہ قیام داشتند — " *

یہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے آج تک مسلمانوں کے دلوں میں راجہ بھگوان داس - اور راجہ مان سنگہ کی بے انتہا عزت اور عظمت سمائی ہوئی ہے -

راجہ بھگوان داس کا منصب اخیر وقت میں پنجہزار ذات پنجہزار سوار تھا -

راجہ بیربر (بیربل)

مسخروں کے بادشاہ - اور بھانڈوں کے قبلہ گاہ راجہ بیربر

* مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ —

کا اصلی نام مہیش داس تھا - قوم کی نسبت کوئی برھمن کوئی بھاٹ لکھتا ہے - کالپی کے رھنے والے تھے - ابتدائے حال میں معمولی منگتا برھمن اور بھانڈوں کی طرح شہروں شہروں گھروں گھروں پھر کر کبت اور دوھرے پڑھتے - اور بھیک مانگتے پھرتے تھے - اس کے بعد رام چند بھٹہ کی سرکار میں نوکر ھو گئے —

اب قدرت الہی کا تماشا دیکھئے - کہ اوائل جلوس اکبری میں ان کی خوش قسمتی نے ان کو کسی موقع پر بادشاہ کے سامنے پہونچا دیا - خدا کی قدرت اور قسمت کی بات تھی - کہ بادشاہ کو ان کی ادا بھا گئی دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے - اور یہ باتوں ھی باتوں میں کچھہ سے کچھہ ھو گئے - اول کب راے (ملک الشعرا) اور پھر راجہ بیر بر کے خطاب سے موصوف ھوے - رفتہ رفتہ اپنے تقرب اور چرب زبانی کی بدولت بادشاہ کے مزاج میں ایسا رسوخ پیدا کیا - کہ تمام نورتن اکبری میں کوئی عالیجاہ امیر اور جلیل القدر سردار ان کے رتبے کو نہ پہنچ سکا —

مہم کا نگڑہ	سنہ ۹۸۰ ھ میں بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ھو کر کانگڑہ کی فتح کا حکم دیا -

کب راے کو راجہ بیر بر بنا کر یہ ملک ان کی جاگیر میں مرحمت فرمایا - حسین قلی خاں کو اس مہم پر مامور

کر کے راجہ بیربر کو ان کے ساتھہ کیا - حسین قلی خان نے بڑی سختی سے قلعہ کا محاصرہ شروع کیا - اسی عرصے میں پنجاب میں ابراھیم حسین مرزا باغی ھو کر چڑھ آیا - اس مصلحت سے حسین قلی خاں نے صلح کر کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھایا - شرائط صلح میں پانچ من سونا راجہ بیربر کے واسطے بھی قرار پایا - اور یہ اپنی جاگیر سے یہ دکشنا لے کر ھنسی خوشی بادشاہ کی خدمت میں واپس آئے —

کانگڑہ کی اِس مہم میں راجہ جی بہت نادم ھوئے - صورت یہ ھوئی کہ اِس مہم میں ھندو مسلمان دونوں شامل تھے کانگڑے میں دھاوے کے جوش میں مسلمانوں کے ساتھہ ھندؤں کو بھی دین دھرم کا ھوش نہ رھا - مندر کے گُنبد پر جو سونے کا چھتر لگا ھوا تھا - تمام تیروں سے چھلنی کر ڈالا - دوسو کے قریب کالی گائیں تھیں ھندو اُن کی بیحد تعظیم کیا کرتے تھے اور پوجا کرتے تھے اِس وقت حالتِ جنگ میں مندر کو دارالاماں سمجھہ کر اُن سب کو مندر کے اندر لے آئے تھے - ھندو مسلمان سپاھیوں نے اُن کو کاٹ ڈالا - اِن کے خون موزوں میں بھرتے تھے - اور چاروں طرف مارتے تھے - تماشا یہ کہ راجہ بیربر خود موجود تھے - اِن باتوں سے کیا اپنے اور کیا بیگانے جنھیں بیربر کہتے تھے - کہ میں تمھارا گرو ھوں - وھی اُن پر ھزار ھزار لعنت اور ملامت کرتے تھے —

سنہ ۹۹۰ ھ میں راجہ بیربر نے بادشاہ سے خواہش کے لئے عرض کیا ۔ بادشاہ منظور فرما کر اُن کے گھر گئے ۔ وہی چیزیں جو کبھی کبھی عنایت کی تھیں ۔ حاضر کیں ۔ نقد کو نثار کیا ۔ باقی پیشکش کر دیا —

راجہ بیربر بادشاہ کی مصاحبت میں ہر وقت حاضر رہتے ۔ اور اپنی دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے ہر معاملے میں حسب مراد حکم حاصل کرلیتے تھے ۔ اس واسطے راجہ ۔ مہاراجہ ۔ اُمراء ۔ خوانین لاکھوں روپیہ کے تحفے تحائف اِن کے پاس بھیجتے رہتے تھے ۔ بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس ان کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے ۔ یہ جس کے پاس سفیر بنکر جاتے ۔ اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے اُسے رام کرلیتے تھے ۔ اور باتوں باتوں میں وہ کام نکال لاتے تھے ۔ کہ بڑی بڑی فوجوں سے نکلنا مشکل تھا ۔ ڈونگر پور کا راجہ اپنی لڑکی حرم سرائے اکبری میں داخل کرنا چاہتا تھا ۔ مگر بعض باتوں سے رکا ہوا تھا ۔ سنہ ۹۸۴ ھ میں اکبر نے رائے لون کرن کے ساتھ ان کو اُس کے پاس روانہ کیا ۔ انہوں نے جاتے ہی ایسا منتر مارا ۔ کہ لڑکی کا ڈولا لئے ہوئے مبارک سلامت کرتے ہوئے واپس چلے آئے —

سنہ ۹۹۱ ھ میں زین خان کو کہ کے ساتھ راجہ رام چند کے دربار میں سفیر ہو کر گئے ۔ اور منصب سفارت کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا ۔ کہ راجہ رام چند معہ

اپنے بیٹے امیر بہادر کے دربار شاہی میں حاضر ہو گیا -
اسی سال ایک دن جب کہ اکبر کے ساتھ لگر چپن کے
میدان میں چوگان بازی میں مشغول تھے - گھوڑے سے
گر کر بیہوش ہو گئے - اکبر نے بڑی محبت سے سر سہلایا -
اور اُٹھوا کر گھر بھجوا دیا —

مہم سواد باجوڑ

سنہ ۹۹۳ ھ میں اکبر نے زین خان کوکلتاش کو باجوڑ وغیرہ علاقہ کے
سرحدی پٹھانوں کی تادیب کے واسطے فوجیں دیکر روانہ
کیا - یہ لوگ راہزنی اور چوری کو اپنا جوہر قومی
سمجھکر ہمیشہ لوٹ مار سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے -
جب بادشاہی فوجیں مقابلے کو جاتیں - اول مقابلے پر
آمادہ ہوتے - اور جب دبتے تو پہاڑوں میں گھس جاتے
تھے - اِدھر فوج واپس ہوئی - اُدھر اُنھوں نے پیچھا
مار کر فتح کو شکست سے بدل دیا - زین خان کوکلتاش نے
پہلے باجوڑ پر ہاتھ ڈالا - اور آگے بڑھکر بادشاہ کو
مدد کے واسطے لکھا - جب دربار میں یہ معاملہ پیش
ہوا - کہ کون امیر امداد کے واسطے روانہ کیا جائے -
تو سب سے پہلے ابوالفضل نے اپنے واسطے درخواست کی -
یہ دیکھ کر بیربرجی سے نہ رہا گیا - فوراً بول
اُٹھے - کہ غلام کو اجازت ہو بادشاہ نے قرعہ ڈالا - موت
کے فرشتے نے بیربر کا نام سامنے کر دیا - اگرچہ بادشاہ
کو ان کی ایک دم کی جدائی بھی سخت ناگوار تھی

مگر نہ معلوم کیا خیال آگیا ۔ کہ اجازت دیدی ۔ اور نہایت شفقت سے فرمایا ۔ کہ خاصہ کا توپ خانہ بھی ساتھ لئے جاؤ ۔ رخصت کے وقت دریائے رحمت جوش میں آیا ۔ اور ان کے بازو پر ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا ۔ کہ بیربر جلدی آنا —

راجہ بیربر کے روانہ ہونے کے بعد بادشاہ نے حکیم ابوالفتح کو بھی فوج دیکر روانہ کیا ۔ راجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح زین خان سے جاملے ۔ اگر چہ راجہ اور زین خان میں پہلے سے چشمک چلی آتی تھی ۔ لیکن جب زین خان کو ان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی ۔ حوصلہ سپہ سالاری کو کام میں لایا ۔ ان کا استقبال کیا ۔ اور صفائی اور گرمجوشی سے باتیں کیں ۔ چکدرہ کے مقام پر زین خان نے جشن ملایا ۔ اور سب کو اپنا مہمان قرار دے کر ۔ بہت سیر چشمی سے مہمانداری کے سامان مہیا کئے ۔ اور سب کو بلایا ۔ اور یہ بھی مصلحت سوچی کہ اسی مقام پر سب کی رائے سے اتفاق کر کے آئندہ جنگ کی تجویزوں پر عملدرآمد کیا جائے ۔ لیکن چونکہ اکبر کی ناز برداری نے راجہ کا مزاج عرش معلی پر پہونچا رکھا تھا ۔ وہ بپھر گئے اور بہت سے شکوے شکایتیں کر کے کہنے لگے ۔ کہ بادشاہی توپ خانہ ہمارے ساتھ ہے ۔ بندگان شاہی کو لازم تھا ۔ کہ اس کے گرد آکر جمع ہوتے ۔ اور ہمارے یہاں صلاح و مشورہ کی گفتگو ہوتی ۔ اگر چہ راجہ جی کی یہ

تقریر زین خاں کو نا گوار گزری لیکن اس پر بھی وہ بے تکلف ان کے پاس چلا آیا - حکیم ابو الفتح اور راجہ جی میں بھی صفائی نہ تھی - باتوں باتوں میں گالیوں تک نوبت پہو نچگئی - اگر چہ زین خاں نے اپنے آب تدبیر سے اس بھڑکتی ہوئی آگ کو دبایا - لیکن تینوں سرداروں میں اختلاف ہو گیا - اور روز بروز عداوت اور نفاق بڑھتا گیا - اس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ لاڈلے راجہ نے اپنے گھمنڈ میں زین خاں کی رائے کے خلاف ایک طرف کوچ کر دیا - مجبور ہو کر زین خاں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا - پہاڑی ملک - اُس پر طرہ یہ کہ راجہ محلوں کے ہیر تھے - مرد شمشیر نہ تھے - اور اُنھیں اس قسم کے معرکوں سے اپنی زندگی بھر کبھی اتفاق نہ پڑا تھا - ایک دن جب کہ ایک ایسی پہاڑی پر سے لشکر گزر رہا تھا - کہ جس کے تلگ راستے کے نیچے بڑی بڑی گھاٹیاں اور کھڈ واقع تھے - افغان آپڑے - بادشاہی لشکر میں کہرام مچ گیا - راستا ایسا تنگ تھا کہ دو سوار بھی برابر نہ چل سکتے تھے - اندھیرا ہونے پر افغانوں نے اور بھی موقع پایا - آگے - پیچھے - اوپر - نیچے - سے گولیاں - اور پتھر برسانے شروع کئے ہاتھی - گھوڑے - آدمی - اونٹ - گائے - بیل - ایک پر ایک گرتا تھا - ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی - زین خاں نے غیرت کے مارے چاہا - کہ ایک جگہ اڑ کر راہ اخلاص میں جان قربان کر دے - ایک سردار دوڑا ہوا آیا - اور زبردستی

اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس انبوہ سے نکال لے گیا۔ گھاٹیوں میں اتنے آدمی - گھوڑے - ھاتھی پڑے تھے - کہ راستہ بند ھوگیا تھا - ناچار گھوڑا چھوڑ کر پیادہ ھوا - اور بے راہ ایک پہاڑی پر چڑھکر بھاگا - اور امیر بھی گھبراھٹ میں کہیں کے کہیں جا پڑے - بہت کم بھاگ کر نکل آئے بہت سے قید ھوئے - اور مارے گئے - حکیم ابوالفتح بھی کسی حکمت سے بچ آئے - مگر بیربرجی کا پتہ نہ لگا - یہ شکست ایسی ھوئی کہ تمام اکبری عہد میں کبھی اس خرابی کے ساتھہ شکست نہیں ھوئی چالیس پچاس ھزار فوج تھی جس میں بڑے بڑے روشناس اور درباری منصبدار شامل تھے - کچھہ بھی باقی نہ رھی - زین خاں اور حکیم ابوالفتح نے کہاں بد حالی کے ساتھہ اٹک میں آکر دم لیا - افغانوں کے اتنی لوٹ ھاتھہ آئی - کہ سات پشت تک نصیب نہ ھوئی ھوگی —

جب اس شکست اور راجہ بیربر کے مارے جانے کا حال اکبر کو معلوم ھوا - خاطر قدسی پر اس قدر بار غم ھوا کہ ابتدائے جلوس سے آج تک نہ ھوا تھا - دو رات دن کھانا نہیں کھایا - جب مریم مکانی (والدۂ اکبر) نے سمجھایا اور بندگان عقیدت کیش نے نالہ و زاری کی تو مجبور ھوکر کچھہ کھایا - زین خاں اور حکیم ابوالفتح مورد عتاب ھوکر مدتوں سلام سے محروم رھے - لاش کی بڑی بڑی تلاش رھی - مگر دستیاب نہ ھوئی - اس

موقع پر جو طولانی فرمان مرزا عبدالرحیم خانخاناں کے نام بادشاہ نے لکھوایا تھا - وہ ابو الفضل کے پہلے دفتر میں موجود ہے - اس سے بادشاہ کے رنج و الم کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے - اس کے چند فقرے یہ ہیں —

افسوس هزار افسوس که بادۂ این خمخانۂ دردآلود است و نبات این شکرستان هلاهل آلود - عالم سرائیست تشنه فریب - و منزلیست پر فراز نشیب - مستی این بزم را درپی خماری ست وعاقبت این سودا را در سر سلجاری بواسطۂ بعضی مواقع که آمدن ایلچی و مردم بیگانه باشد نگذاشت . که خود متوجه شده - نعش او رابچشم صورت هم میدیدیم - و آن عطوفت و مهربانیها که مارا با او بود ظاهر می فرمودیم - تا ارباب ظاهر را حالت و عنایت والتفات ظاهر میشد که تاکسی که در راه ما باخلاص و عقیدت رفته - ما او را چه قدر میخواهیم - اگرچه بدیدۂ بصیرت این منظور شده خاطر نشان ارباب معنی شده است - اما چون بعوام کار داریم - این گره در دل ماند - شعر —

کدام دل که ازان واقعه جگر خون نیست
کدام دیده کزین حادثه دگر گون نیست

راجہ بیربر کے فراق میں جب لوگوں نے بادشاہ کی بیتابی اور بے قراری کا یہ حال دیکھا - تو رنگا رنگ کی خبریں لانے لگے - کوئی جاتری آکر کہتا - کہ میں

ہوا لا جی سے آیا ہوں ۔ دو اہیوں کے فول میں پھر رہ چلا جا تا تھا ۔ کوئی آکر یہ کہتا کہ سنا سہو لکے فول میں بیٹھا کتھا بانچتا تھا ۔ بادشاہ کے دل کی بے قراری ہر بات کی تصدیق کرتی تھی ۔ خود کہتے تھے کہ وہ علائق دنیا سے الگ تھا ۔ اور فقیرت والا تھا ۔ تعجب کیا ہے ۔ کہ شکست کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا ہو —

مدتوں تک اسی قسم کی نئی نئی خبریں اڑتی رہیں ۔ اور بادشاہ کا رنج والم تازہ ہوتا رہا ۔ بہت سے لوگوں نے جھوٹی خبریں اڑانے کی پاداش میں سزا پائی غرض کہ راجہ بیربر کی موت بھی ایک لطیفہ بن گئی —

راجہ بیربر کا منصب کا غذی حساب سے تو دو ہزاری تھا ۔ لیکن عنایت اسقدر تھی کہ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے جواہر برس بارکہ مہینوں میں عطا ہو جاتے تھے ۔ صاحب السیف والقلم کے خطاب میں داخل تھا ۔ مراسلوں اور فرمانوں میں آٹھ آٹھ نو نو سطریں خطاب سے بھر جاتی تھیں اکبر انھیں ایسا محرم راز سمجھتے تھے ۔ کہ ان سے کسی طرح کا پردہ نہ تھا ۔ یہاں تک نوبت پہونچی تھی کہ آرام کے وقت حرم سرا کے اندر بھی بلالئے جاتے تھے —

بیربر جی دین الٰہی اکبر شاہی کے مریدان باخلاص سے تھے ۔ اور مراتب چہار گانہ یعنی ترک مال ۔ ترک جان ۔ ترک ناموس ۔ ترک دین سب میں بڑھے ہوئے تھے ۔ جب اکبر کے

دربار میں بے دینی نے زور پکڑا اور اهل اسلام پر طرح طرح کے اعتراض هونے لگے تو اِس بیهودہ گوئی میں اِنکا نمبر سب سے بڑھا هوا تھا - اور کیوں نہ هوتا - آخیر کو کم علم بهات تھے - بادشاہ کی ناز برداری نے حیثیت سے بہت بڑھا رکھا تھا - جو کچھہ منہ میں آتا تھا - بکتے تھے - تمام مسلمان امیر اِن کی بیهودہ گوئی سے تنگ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بادشاہ کو هنود کے عقائد کی طرف کھینچتا هے مگر بادشاہ کے خوف کے مارے کوئی کچھہ نہ بول سکتا تھا - ایک دن دربار میں یہ اسی قسم کی گفتگو کر رهے تھے - نواب شہباز خاں کنبوہ (چار هزاری منصبدار تھا) سے نہ رها گیا - اور سر دربار اِن کو صاف صاف مغلظ گالیاں دیکر کہا کہ اے ملعون کافر اب تو ایسی باتیں کرتا هے - هم تیرا کام تمام کر سکتے هیں - یہ گفتگو سن کر بادشاہ کی طبیعت مکدر هو گئی - شہباز خاں سے بولے - کہ کیا بکتے هو تمهارے منہ پر کو میں جوتیاں بھر کر لگواؤنگا —

شیطان پورہ | اکبر نے دارالخلافت اکبرآباد سے تمام رنڈیوں کو باهر نکال کر ایک علحدہ جگہ میں آباد کرایا - اور اُس کا نام شیطان پورہ رکھا - اُس کے واسطے آئین مقرر کیا گیا - کہ جو کوئی شخص کسی رنڈی کے پاس آکر رهے - یا گھر لے جائے - تو اُسکا نام داروغہ کے رجسٹر میں لکھا جائے بے اطلاع داروغہ کے کوئی کارروائی نہونے پائے - رنڈیاں نئی نوچی کو نہ بٹھا نے

پاتیں - اگر کوئی امیر کسی رنڈی کو لیجانا چاہے -
تو اول حضور میں اطلاع ہو - پھر لیجاوے - داروغہ -
ماشی - چوکیدار - غرضکہ کل عملہ مقرر کیا گیا - باوجود
اس انتظام کے بھی اندر ہی اندر کام ہو جاتے تھے - اگر
پتہ لگ جاتا - تو رنڈی دربار میں طلب ہوتی - بادشاہ
خود اس سے دریافت کرتے تھے - اگر امیر اس چوری میں
پکڑے جاتے - بادشاہ خلوت میں بلا کر خوب لعنت ملامت
کرتے بلکہ بعضوں کو قید بھی کر دیتے تھے ایک دن بیربرجی
کا دامن بھی وہاں سے ناپاک ہوا - خبر دینے والے نے بھی
بادشاہ کو فوراً خبردی انہیں معلوم ہو گیا - جانتے تھے بادشاہ
اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں ڈر کے مارے اسی وقت
گوڑہ گھاتم پور اپنی جاگیر میں چلے گئے - اور مشہور کیا
کہ اب جوگی ہو کر نکل جاؤنگا جب بادشاہ کو خبر ہوئی
تو دلجوئی اور خاطرداری کے فرمان لکھے اور بلا لیا —

بیربرجی اور ملا دو پیازہ کے لطیفے اور باہمی نوک
جھونک کے حالات ہندوستان میں بہت مشہور اور آج تک
زبان پر چلے آتے ہیں - اگرچہ ان لطیفوں سے ملا دوپیازہ
بھی بیربر کے مقابل ہوتے ہیں - لیکن بیربر نے مر کر
ایسا میدان مارا - کہ ملا کا دل ہی جانتا ہوگا یعنی وہ تو
سواد باجوڑ کے پہاڑوں کے کھڈ میں گر کر تاریخی دنیا میں
ایسے چمکے کہ تمام نور تن اکبری کو چمکا دیا - جس تاریخ

کو دیکھئے اُن کا حال آب تاب سے نظر آگیا - لیکن ملا عبدالقادر بدایونی ایسے جا چھپے - کہ آج مستند تاریخوں میں اُن کا نام بھی نظر نہیں آتا —

بیربر بخشش و سخاوت میں شہرۂ آفاق اور فن موسیقی میں بےنظیر تھے - برھمہ تخلص کرتے تھے مگر تعجب ہے - کہ سوائے لطیفوں کے انہوں نے اپنی کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی - اِن کی یہ پہیلی مشہور چلی آتی ہے -

مال پوا

کہی میں غرق سواہ میں بیٹھا - بن بیاہ وہ بیلا ہے
کہیں بیربل سنیں اکبر - یہ بھی ایک پہیلا ہے

ھرم رائے و لالہ پسران راجہ بیربر	راجہ بیربر کی عالیشان حویلیوں کے نشانات آگرہ اور فتحپور سیکری

میں کچھہ عرصہ پہلے تک موجود تھے - ان کے ایک بھتیجے کا نام ھرم رائے تھا - دربار داری اور راجاؤں کی ملاقات وغیرہ میں خدمات بادشاھی بجا لاتا تھا - بڑے بھتیجے کا نام لالہ تھا - وہ بھی حاضر دربار رھتا تھا - ۱۰۱۰ ھ میں استعفا دیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اب بھگوان کی یاد کروں گا - بادشاہ نے خوش ہو کر عرضی منظور کی - وہ حقیقت میں ترقی نہ ہونے سے ناراض تھا - اور بادشاہ اُس کی عیاشی کی وجہ سے ترقی نہ دیتے تھے - غرض یہاں سے

رخصت ہو کر گیا۔ اور الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کی سرکار میں نوکری کر لی۔ لالہ کا منصب سنہ ۴۰ جلوس تک دو صدی تھا۔

رائے بھوج ہاڈا

رائے سرجن ہاڈا کا بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں داخل ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس میں قلعہ اوندی کی حکومت پر بجائے اپنے بھائی دودا کے سرفراز ہوا۔ مدتوں کنور مان سنگھ کے ساتھ متعین رہا۔ اور معرکۂ اڈیسہ میں خاص نام پیدا کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم دکن میں مامور ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ہزاری سے سر بلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو رائے بھوج کی نواسی تھی شادی کرنا چاہا۔ رائے بھوج نے اس قرابت کی مخالفت کی۔ بادشاہ کو اس کی جانب سے ملال پیدا ہوا۔ ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائے گا۔ لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سنہ ۱۰۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کے بیٹے راؤ رتن کا حال علحدہ لکھا جائے گا۔

راجہ باسو

راجہ نجت مل

پنجاب کے شمالی پہاڑوں میں دو آبہ باری سے مالی ہرتی مئو اور پٹھان کے نام سے ایک ریاست واقع تھی - ہمایوں کے عہد میں اُس پہاڑی ملک پر راجہ نجت مل حکمران تھا جب ہمایوں کا انتقال ہوا اور سکندر سور نے جو شوالک کے پہاڑوں میں موقع و وقت کا متلاشی تھا فتنہ و فساد برپا کیا۔ یہ راجہ نجت مل بھی اُس سے مل گیا - سنہ ۲ جلوس میں جب اکبری اقبال نے سلطان سکندر کو کوہستان جالندھر میں محصور کیا - اور اکبری لشکر قلعہ مان کوٹ کو گھیرے پڑا تھا - نجت مل سلطان سکندر کی تباہی دیکھ کر اُس کے ساتھ علاحدہ ہوا - اور بادشاہی لشکر سے آ ملا - خانخانان بیرم خاں نے اُس کی شورہ پشتی کے خیال سے اُس کا کام تمام کردیا - اور بجائے اُس کے

تخت مل

تخت مل اُس کے بھائی کو جانشین مقرر کیا - اُس کے بعد راجہ باسو گدی پر بیٹھا - یہ اول تو مدت تک اکبر کی اطاعت اور فرمان برداری کرتا رہا جس زمانے میں کہ بادشاہ پنجاب میں مقیم تھے - نہ معلوم کیا سمجھ کر بگڑ بیٹھا - بادشاہ نے سنہ ۳۱ جلوس میں حسن بیگ کو اُس کی تنبیہ پر مامور کیا - راجہ

ٹوڈرمل نے بھی خط لکھہ کر سمجھایا - اس پر یہ حسن بیگ کے ساتھہ دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ لےکر پھر وطن کو رخصت کیا - لیکن چونکہ وحشی مزاج تھا - اور تہذیب و شائستگی سے بالکل بے بہرہ تھا - خود بخود کبھی اطاعت کرنے لگتا - اور کبھی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا تھا - آخر کار جہانگیر کے عہد میں حاضر دربار ہوا - اور منصب سہ ہزار و پانصدی پر سر بلند ہوکر مہم دکن میں متعین ہوا - اور وہیں پر سنہ ۸ جلوس مطابق ۱۰۲۳ ھ میں وفات پائی - سورج مل اور جگت سنگھہ دو بیٹے تھے - دونوں کا حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

نور پورہ — راجہ باسو نے کانگڑہ کے قریب موضع دھمری میں ایک عالی شان قلعہ - اور دیگر عمارتیں تعمیر کراکر جہانگیر کے نام نورالدین پر اُس کو نور پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا - سنہ ۱۶ جلوس میں جب بادشاہ قلعہ کانگڑہ کی سیر کو تشریف لے گئے تھے - واپسی کے وقت اِس موضع میں بھی مقام ہوا - اور ان عمارتوں کا ملاحظہ کیا - لیکن پسند نہ آئیں - چونکہ منظر بہت بھلا معلوم ہوا - حکم دیا کہ ایک لاکھہ روپیہ کے صرف سے اِس جگہہ پر عالی شان عمارت تعمیر کی جاوے —

میرزا - راجہ بھاؤ سنگھہ کچھواہا

راجہ مان سنگھہ کے چھوٹے بیٹے - اور اُمرائے عہد اکبری میں

صاحب ہزاری پر سر فراز تھے - جہانگیر نے تخت نشین ہو کر پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی اور اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سر بلند کیا —

سنہ ۱۰۲۳ھ میں راجہ مان سنگھ کے انتقال کے بعد بادشاہ نے ان کو راجہ کا جانشین مقرر فرمایا - اور منصب چار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سر بلند کر کے خطاب میرزا - راجہ سے موصوف کیا - اس موقع پر جہانگیر نے اپنی تزوک میں لکھا ہے - " میرزا بھاؤسنگھ اس کا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام میں میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا ہندوؤں کے رسم و رواج کے بموجب مہاں سنگھ پسر جگت سنگھ (راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا) کو ریاست پہونچتی تھی - کہ سب بھائیوں میں بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی میں مرگیا میں نے اس بات کی رعایت نہ کی - بھاؤ سنگھ کو میرزا - راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات - تین ہزار کے منصب پر ممتاز کیا - اور آنبیر کا علاقہ کہ اس کے باپ دادا کا وطن تھا - مرحمت دیا اور اس خیال سے کہ مہاں سنگھ بھی راضی رہے - اس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے گڈھ کا ملک اسے انعام میں عطا کیا - "

۲۲ محرم ۱۰۲۴ ھ کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوئے چلتے وقت بادشاہ نے بھوپ کشمیری کا خلعت مرحمت فرمایا -

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب پنجہزاری سے سر فراز ہوئے اور جہانگیر سے اجازت لے کر ملک گیری کے میدان میں کار نمایاں دکھانے کے واسطے دکن پہونچے - لیکن موت نے زیادہ موقع نہ دیا - اور اُسی جگہ ۱۰۳۰ ھ میں نوجوانی کے عالم میں شراب خانہ خراب کے شکار ہوئے —

جہانگیر نے ۷ صفر ۱۰۳۱ ھ کو اپنی توزک میں لکھا ہے " اس وقت معلوم ہوا کہ راجہ بھاؤ سنگھ نے صوبہ دکن میں سفر آخرت اختیار کیا - کثرت شراب نوشی سے نہایت ضعیف اور نا تواں ہو گیا تھا - اسی حالت میں غش آ گیا - ہر چند طبیبوں نے کوشش کی مگر ہوش نہ آیا - ایک رات دن بیہوش ہو کر دوسرے دن گزر گیا - دو رانیاں اور آٹھ لونڈیاں اُس کی آتش وفا میں ستی ہوئیں - اُس کے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجہ مہان سنگھ نے بھی کثرت شراب نوشی ہی میں اپنی عزیز جانیں ضائع کی تھیں - افسوس کہ اُس نے اُن سے بھی عبرت حاصل نہ کی - اور اپنی جان شیریں کو آب تلخ (شراب) پر نثار کیا - نہایت خوبصورت - عقلمند - اور نیک ذات تھا - ایام شاہزادگی سے میری خدمت میں تھا - اور میری تربیت سے منصب عالی

پنجم هزاری پر پہونچ گیا تھا چونکہ اس لے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا اس واسطے میں نے اس کے بڑے بھائی کے پوتے (جے سنگھ) کو باوجود صغیر سن ہونے کے خطاب راجگی سے سرفراز کیا - اور منصب دوھزاری - ھزار سوار پر سر بلند کرکے پرگنہ آنبیر جو ان کا وطن ہے بدستور سابق جاگیر میں مقرر کیا تاکہ جمیعت اس کی متفرق نہ ھو جائے " -

یسونت راؤ (کار طلب خاں)

مرھٹوں میں سے تھا - عہد جہانگیری میں امرائے تیموریا کے سلک میں منسلک ھوکر منصب دو ھزاری ھزار سوار سے سرفراز ھوا - اور تھوڑے دنوں کے بعد اپنے آبائی مذھب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف اور خطاب کار طلب خاں سے موصوف ھوا —

شاھجہاں کے عہد میں سنہ ۳ جلوس میں منصب سہ ھزاری ۔ دو ھزار سے ممتاز ھوا - اور تمام عمر دکن میں فوجی خدمات انجام دیتا رہا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں اورنگ زیب اور جسونت سنگھہ کی لڑائی اجین میں اورنگ زیب کے ساتھہ تھا - اور اس لڑائی کے تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کیا —

رائے بہاری داس بخشی

قوم کے برہمن تھے - جہانگیر کے عہد میں بزمرۂ اہل قلم ملازم ہوئے رفتہ رفتہ ترقی کرکے احدیوں کے بخشی ہوگئے - اس کے بعد صوبہ برہان پور کے واقع نویس مقرر ہوے - اور اس عہدہ کا کام اس عمدگی سے انجام دیا - کہ بادشاہ نے خوش ہوکر خطاب رائے سے موصوف کیا اور کل صوبہ دکن کا دیوان مقرر کردیا سنہ ۱۷ جلوس میں رانا کرن کے پاس بادشاہی سفیر مقرر ہوکر روانہ کئے گئے - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

رائے بنوالی داس

جہانگیر کے عہد میں فیل خانہ شاہی کے داروغہ تھے - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب شش صدی ذات یکصد و بست سوار پر ممتاز ہوکر خطاب رائے سے موصوف ہوئے - اور اپنی لیاقت و کاروانی سے ترقی پاتے ہوئے شاہجہاں کے عہد میں منصب ہزاری پر سر بلند ہوئے سنہ ۴ جلوس میں وفات پائی —

راجہ بھارت بندیلہ

رام چند بندیلہ

رام چند پسر راجہ مدھکر بند یلہ کا پوتا تھا - رام چند اپنے وطن اونڈچھہ (اورچھا) میں بادشاہ کی نافرمانی اور طرح طرح کی فتنہ انگیزیوں میں اوقات بسر کرتا تھا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری میں جب کہ اونڈچھہ کے دربار میں دسہرہ کا جشن اور کوچہ وبازار میں تیوہار کی خوشیاں اور رسوم منائے جارہے تھے - عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اپنی جاگیر کالپی سے چل کر اونڈچھہ پر باز کی طرح جھپٹا - اور رام چند کو اپنے چلگل میں لے کر دربار شاہی میں لا کھڑا کیا - بادشاہ نے بند حراست سے رہا کرا کر خلعت مرحمت فرمایا اور راجہ باسو کے سپرد کیا کہ ضامن لے کر چھوڑدے - اِس کے بعد اونڈچھہ کی حکومت راجہ نرسنگھدیو کو مرحمت ہوئی - رام مذکور اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سرفراز تھا —

سنہ ۴ جلوس میں رام چند نے اپنی بیٹی کو پرستاران خاص میں داخل کیا - اور مورد نوازش ہوا - سنہ ۸ جلوس میں اُس کے انتقال کے بعد اُس کا پوتا راؤ بھارت منصب عمدہ اور خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۳ میں منصب شش صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز ہو کر ذیل مرحمت ہوا اور صوبہ دکن میں متعین کیا گیا - سنہ ۱۷

میں دربار میں طلب ہوکر منصب ہزار پانصدی ذات ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اخیر عہد جہانگیری تک منصب دو ہزار و پانصد ذات - دو ہزار سوار تک ترقی پائی پہلے سال جلوس شاھجہانی میں خلعت و جمدھر مرصع - اور اسپ و علم مرحمت ہوکر منصب سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار پر سر بلند ہوا - اور خدمت فوجداری اٹاوہ پر مامور ہوا - اسی سال نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا - سنہ ۲ جلوس میں خواجہ ابوالحسن کے ساتھہ خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں راؤ رتن کے ساتھہ مہم تلنگانہ میں کارھائے نمایاں انجام دیئے - جس کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد نصیر خان کے ساتھہ قلعہ قندھار (دکن) کے محاصرے میں متعین ہوا - سنہ ۴ جلوس میں وہاں سے دربار میں آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار سوار سے ممتاز ہوا - اور تلنگانہ کی سرحد پر متعین ہوا - سنہ ۶ جلوس میں قصبہ وکلور کو فتح کیا - اور اس حسن خدمت کے صلے میں منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا - سنہ ۷ جلوس مطابق ۱۰۴۳ ھ میں اُسی جگہہ فوت ہوا -

راجہ دیبی سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - جس کا حال علیحدہ لکھا جائے گا —

بھرجی

دکن اور گجرات کے درمیان بگلانہ کی زمینداری چودہ سو برس سے بھرجی کے خاندان میں چلی آتی تھی یہ لوگ اپنے آپ کو راجہ جے چندراٹھور (والی قنوج) کی نسل سے شمار کرتے تھے۔ ان لوگوں میں جو گدی نشین ہوتا وہ بھرجی کے خطاب سے موصوف ہوتا تھا۔ کسی وقت میں یہ سردار صاحب سکہ تھے - شاہان اسلام کے عہد میں یہ سردار کبھی شاہان گجرات اور کبھی شاہان دکن کی خدمت میں پیشکش پیش کیا کرتے تھے -

سنہ ۹۸۰ ھ میں جب صوبہ گجرات اکبر کے قبضے میں آیا - یہ لوگ اپنے آپ کو فرماں روایان تیموریہ کا باجگزار سمجھنے لگے - جس زمانے میں کہ اکبر بندر سورت میں رونق افروز تھا - بھرجی زمین دار نے مرزا شرف الدین حسین کو جو اُس کی حدود زمین داری سے گذرنا چاہتا تھا - گرفتار کر کے حضور شاہی میں پیش کیا - اور انعام سے سرفراز ہوا - اُس وقت سے سرداران بگلانہ ہمیشہ پیشکش پیش کرتے رہے - اور ضرورت کے وقت حسب الطلب صوبہ داران دکن کی خدمت میں حاضر ہو کر فوجی خدمات بھی انجام دیتے تھے —

شاہ جہان کے عہد سلطنت میں شاہزادہ اورنگ زیب

لے جب کہ وہ دکن کا صوبہ دار تھا کسی بات پر بھرجی سے خفا ہو کر محمد طاہر (وزیر خان) اور سافو جی ۔ اور زاہد خان کوکہ ۔ اور سید عبدالوہاب خاندیسی کو بگلانہ کی تسخیر پر مامور کیا ۔ جب ان لوگوں نے جاکر قلعہ مولہیسر فتح کر لیا ۔ بھر جی شاہزادے کی ملازمت میں حاضر ہوا ۔ اور سنہ ۱۲ جلوس میں دربار شاہ جہانی سے منصب سہ ہزاری ذات ۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا ۔ اور پرگنہ سلطان پور بہ طریق وطن جاگیر میں مرحمت کیا گیا ۔ بقیہ زمین داری بگلانہ صوبہ خاندیس میں شامل کرلی گئی ۔ اسی سال بھرجی نے انتقال کیا —

پرم جی دولت مند خاں | بھرجی کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا پرم جی شرف اسلام سے مشرف ہو کر دولت مند کے خطاب سے موصوف ہوا ۔ اور منصب ہزاری ذات ۔ پان صد سوار پر مفتخر ہو کر بجائے پرگنہ سلطان پور کے پرگنہ پونار خاندیس جاگیر میں مرحمت ہوا ۔ پونار میں اُس کی عالیشان عمارتوں کے آثار صاحب ماثرالامرا کے عہد (سنہ ۱۱۷۲ ھ) تک موجود تھے —

جگ راج بکرما جیت بندیلہ

راجہ ججھار سنگھ بندیلہ کا بیٹا تھا ۔ پہلے سال جلوس شاہ جہانی میں منصب ہزاری ذات ۔ ہزار سوار پر مفتخر

هوکر خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - اس مہم میں نہایت شجاعت و بہادری دکھائی جس کے انعام میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خلعت اور مرصع تلوار اور علم و نقارہ مرحمت ہوا اور خطاب جگ راج سے موصوف ہوا - اِس کے بعد مہمات دکن خصوصاً محاصرہ قلعہ دولت آباد میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا —

سنہ ۸ مطابق ۱۰۴۴ ھ جلوس شاہ جہانی میں جب اِس کا باپ آگرہ سے بھاگا - یہ بھی باپ کے ساتھ ہو لیا - راستے میں شاہی لشکر کے سپاہیوں کے ہاتھہ سے جو ان کے تعاقب میں تھے مارا گیا - اور دوسرے سال اُس کا بیٹا قید ہوا —

راجہ بدن سنگھ بھدوریہ

راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ کا بھتیجہ تھا - اُس کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۵۳ ھ میں اُس کا جانشین مقرر کیا گیا - اور خطاب راجگی اور خلعت - اور اسپ باد رفتار مرحمت ہوکر منصب ہزاری ذات - ہزار سوار سے سرفراز ہوا - اِسی سال جشن شمسی کے موقع پر فیل خانہ خاص سے ہاتھی مرحمت ہوا —

سنہ ۲ جلوس شاہ جہانی میں ایک دن معہ چلہ

ساتھیوں کے کورنش شاہی کے واسطے جھروکہ درشن *
کی طرف جا رہا تھا - راستے میں اُس کے ساتھیوں میں
سے ایک کو ایک مست ہاتھی نے آ پچھاڑا - راجہ بدن
سنگھ جمدھر کھینچ کر اُس پر جھپٹا - اور متواتر ایسے
جمدھر ہاتھی پر مارے کہ اُس کا منہ پھر گیا - اور وہ
بھاگ گیا - بادشاہ جھروکہ درشن میں بیٹھے ہوے یہ
حال دیکھ رہے تھے - راجہ کی اس تہور ' ہمت ' جرات
دیکھ کر ایسے خوش ہوے کہ فوراً دربار میں بلایا اور
خلعت عطا فرما کر ملک بھداور کی پیش کش سالانہ
مبلغ دو لاکھ روپیہ میں سے پچاس ہزار روپیہ سال

---

* ہندوستان کے لوگ صبح کو بادشاہ کے دیدار کو بہت
مبارک سمجھتے تھے - شاہان مغلیہ نے ہندوں کے تالیف
قلوب کے واسطے جہاں بہت سے اور رسوم اختیار کر رکھے تھے *
یہ بھی رسم جاری کر رکھی تھی - کہ بادشاہ ہر روز صبح
کو قلعۂ آگرہ میں جمنا کے کنارے شرق رویہ کھڑکیوں میں
جلمیں جھروکہ درشن کے نام سے موسوم کر رکھا تھا آکر بیٹھتے
تھے - جو لوگ دریا پر اشنان کو آتے - مرد عورتیں - بچے
امیر غریب سب ڈنڈوت کرتے - مہابلی بادشاہ سلامت کہتے
اور خوش ہوتے تھے - بادشاہ بھی اپنے بچوں سے زیادہ انہیں دیکھ کر
خوش ہوتے تھے - بہت سے لوگ جو درشنی کے نام سے موسوم
ہوتے تھے - وہ جب تک بادشاہ کا درشن نہ کر لیتے کھانا
تک نہ کھاتے تھے —

ہمیشہ کے واسطے معاف کر دیا —

سنہ ۲۲ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار و پانصد سوار پر سرفراز فرما کر شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر مامور کیا - سنہ ۲۵ میں دوسری مرتبہ اور سنہ ۲۶ میں تیسری مرتبہ مہم قندھار میں متعین ہوا - اُسی جگہ انتقال کیا - بادشاہ نے مہا سنگھ اس کے بیٹے کو جس کا حال علحدہ لکھا جاے گا - اُس کا جانشین مقرر کیا —

موضع بٹ ایشر اور جمنا کا خوشنما منظر

موضع بٹ ایشر جو تحصیل باہ ضلع آگرہ میں دریاے جمنا کے کنارے پر واقع ہے اور جو اپنے مشہور میلے کی وجہ سے دور دور تک مشہور ہے - ہندؤں کے متبرک مقامات میں شمار ہوتا ہے اس جگہ جمنا کے کنارے کنارے برابر ایک میل تک خوشنما بسراتیں بنی ہوئی ہیں اور اُن کے اوپر راجگان بہداور کے بناے ہوے عظیم الشان مندر و دھرم شالے و محلات واقع ہیں جو زبان حال سے راجگان موصوف کی گذشتہ عظمت کو بیان کرتے ہیں - اس موقع پر ایک عجیب اور دلچسپ منظر یہ بھی ہے کہ راجگان موصوف کی عظمت کے سامنے دریاے جمنا نے بھی اپنا عجز تسلیم کر کے سر تسلیم کو خم کیا ہے - اور ان بسراتوں اور مندروں کی پابوسی کرتی ہوئی تین چار میل تک اُلٹی پورب سے پچھم کی طرف بہہ کر پھر

اپنے اصلی بہاؤ یعنی پچھم سے پورب کی طرف مڑی ہے۔
جس سے یہ مقام ایک عجیب دوشنما منظر بن گیا ہے۔
اس کی نسبت اس جگہ طرح طرح کی افوا ہیں مشہور
ہیں۔ جن میں سے لکھنے کے قابل صرف یہ ہے کہ با شاہی
عہد میں کسی بادشاہ نے اُس عہد کے رجہ بھداور سے
دریافت کیا۔ کہ بھداور سے بٹ ایشر دریائے جمن کے
کس جانب ہے۔ اُس کے منہ سے نکل گیا۔ کہ موضع بٹ
ایشر بھداور میں داخل ہے حالانکہ اُس وقت دریا جو
بھداور اور ملحقہ علاقہ میں حد فاصل تھا۔ سیدھا بہتا
تھا۔ اور بھداور سے بٹ ایشر کو دریا عبور کر کے
جا نا پڑتا تھا۔ غرضکہ رجہ جی کہنے کو تو کہہ گئے۔ مگر
فوراً خیال آیا۔ کہ اگر بادشاہ نے تحقیقات کی۔ یا کسی
چغلخور نے چغلی کھائی۔ اور جھوٹے پڑے تو خیر نہیں
ہے۔ اسی وقت آدمیوں کو دوڑایا۔ اور ہزاروں لاکھوں
آدمی کام پر لگا کرتین چار میل دریا کو اُلٹا بہا کر بٹ
ایشر کو بھداور میں داخل کرا لیا۔ اور جس جگہ سے
دریا کو موڑا تھا اُس جگہہ بہت مضبوط پشتے بنا کر یہ
بسرا تین بنادی ہیں۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط مگر
یہ ضرور ہے کہ برسات کے دنوں میں دریا ان بسراتوں
سے خوب ٹکر کھاتا ہے۔ اور جس سال پانی کا بہت
زور ہوتا ہے تو سیڑ ھیوں اور بلند چبوترے پر ہو تا
ہوا۔ سیدھے بہاؤ پر چلنے لگتا ہے —

راجہ بیتھل داس گوڑ

سر زمین میوڑا اور ماڑواڑ راجگان راٹھور اور سیسودیہ سے پہلے گوڑ گوت کے راجپوتوں کے قبضے میں تھی۔ جب راٹھوروں اور سیسودیوں کا زور ہوا - ان کے قبضے سے نکل کر اُن کے پاس پہونچ گئی - لیکن چھوٹے چھوٹے مقامات پر اکثر گوڑ گوت کے راجہ بدستور قابض رہے —

راجہ گوپال داس گوڑ	راجہ گوپال داس گوڑ شاہ جہان کے ایام شاہزادگی کا وفادار اور جان نثار غلام

اور اُن کی طرف سے آسیر کا قلعدار تھا - جس زمانہ میں کہ شاہ مزاج بیگم نورجہان نے کہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دل و جان پر حکمران تھیں - بادشاہ کو اپنے پیارے بیٹے سے برافروختہ کر رکھا تھا - اور شاہ جہان باپ کی فوج کے تعاقب سے ادھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا - راجہ گوپال داس معہ اپنے بڑے بیٹے بلرام کے اُس کی رفاقت میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھا - اور ٹھٹھہ کے محاصرے میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر معہ اپنے بیٹے بلرام کے اپنی عزیز جان کو حق نمک پر فدا کر گیا —

اس کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا بیتھلداس اپنے وطن جلیر سے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا - شاہزادے نے بہت تسلی و تشفی کر کے انعام و اکرام سے

مالا مال کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد تیس ہزار روپیہ نقد۔ اور خلعت۔ علم اسپ فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف کیا اور منصب سہ ہزاری ذات ہزارو پانصد سوار پر سر فراز فرمایا۔

پہلے سال جلوس میں ججہار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ۔ اور دوسرے سال خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور کیا راجہ موصوف نے دوسرے ساتھیوں کا انتظار نہ کیا۔ اور گھوڑا سر پٹ اُڑائے ہوے دھولپور کے قریب خانجہان کو جا پکڑا۔ اور بہادر راجپوتوں کی طرح پیادہ ہو کر اُس سے بر سر پیکار ہوا۔ اور کلگو نہ زخم سے سرخروی حاصل کرکے عنایت نقارہ اور اضافہ پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ سنہ ۳ جلوس میں راجہ گج سنگھ کے ساتھہ دو بارہ خانجہان لودی کی سرکوبی کے واسطے متعین ہوا۔ اور خدمات شائستہ بجا لایا۔

چونکہ خطاب راجگی بغیر خدمت کسی قلعداری کے معزز نہ سمجھا جاتا تھا لہذا سنہ جلوس میں حسب خواہش اپنے عظیم الشان شاہی قلعہ رن تھنبور کی حکومت پر سر بلند ہوا۔ سنہ ۶ میں مرزا مظفر کرمانی کی جگہ اجمیر کا فوجدار بھی مقرر ہوا۔ اس کے بعد شاہزادہ شجاع کے ساتھہ محاصرہ قلعہ پریندہ (دکن) میں اپنی دلاوری کے جوہر دکھائے سنہ ۸ جلوس میں صوبہ داری اجمیر پر سر فراز ہوا۔ سنہ ۹ میں ولایت دھندیرہ فتح

کی - اور اس کے صلے میں - منصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار پر سربلند ہوکر ولایت مذکور کی حکومت پر به طریق وطن یعنی به طور استحقاق حکومت موروثی پر مفتخر ہوا —

سنه ۱۱ جلوس میں جب کہ بادشاہ دارالخلافت اکبرآباد سے لاہور کو روانہ ہوئے - راجہ سوجرت کو قلعداری اکبرآباد کی خدمت پر متعین کیا - سنه ۱۲ جلوس میں بادشاہی حکم کے بموجب اکبرآباد سے کل خزانہ دہلی پہنچایا - سنه ۱۴ جلوس میں وزیر خان صوبہ دار اکبرآباد کے انتقال کے بعد منصب پنجہزاری ذات سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر قلعداری کے ساتھہ دارالخلافت کی صوبہ داری کی معزز خدمت بھی سپرد ہوئی سنه ۱۹ میں منصب پنجہزاری - چہار ہزار سوار پر ممتاز ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - سنه ۲۰ میں وہاں سے طلب ہوکر حاضر دربار ہوا - سنه ۲۱ جلوس میں دہلی کے جشن میں منصب پنجہزاری - پنجہزار سوار دو اسپه سه اسپه پر ترقی ہوئی - اور صوبۂ کابل میں متعین ہوا - سنه ۲۲ میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا - اور ایک ہزار سوار منصب کے دو اسپه سه اسپه اور قرار پائے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر روانہ ہوا سنه ۲۳ میں وہاں سے واپس آکر رخصت حاصل

کی ۔ اور وطن روانہ ہوا ۔ سنہ ۲۵ جلوس مطابق ۱۰۶۱ ھ
میں اس دار نا پائدار سے کوچ کیا —

حویلی و آہو خانہ راجہ بیتھلداس

راجہ بیتھلداس نے اپنی ایام صوبہ داری اکبر آباد میں ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی ۔ اُس کے قریب چالیس بیگہ آراضی میں ایک پر فضا باغ لگا یا تھا ۔ جس میں نہریں ۔ اور چشمے جاری تھے ۔ کنارے پر تالاب تھا اُس میں سے نہروں ۔ اور چشموں اور فواروں میں پانی جاتا تھا ۔ باغ کے ایک گوشہ میں آہو خانہ بنا تھا ۔ جس میں بہت خوش رنگ ہرن پلے ہوئے تھے اور اِسی لحاظ سے یہ باغ آہو خانہ راجہ بیتھلداس کے نام سے موسوم تھا ۔ اُنیسویں صدی عیسوی کے مورخ ملنشی سہل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں اِس کا ذکر کیا ہے —

راجہ بیتھلداس کے چار بیٹے تھے ۔ انروده ۔ ارجن ۔ بھیم ۔ هرجس ۔ مرنے کے بعد دس لاکھ اُس کے خزانہ سے نقد برآمد ہوا ۔ بادشاہ نے چھہ لاکھ روپیہ نقد اور کل جلس انروده کو ۔ اور تین لاکھ روپیہ ارجن کو ۔ اور ساٹھہ ہزار روپیہ بھیم کو ۔ اور چالیس ہزار روپیہ ہرجس کو عنایت کئے ۔ انروده بڑے بیٹے کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے —

ارجن پسر بیتھلداس

دوسرا بیٹا ارجن باپ کی زندگی میں شاہی منصبدار تھا ۔ جب

راؤ امر سنگھہ راتھور نے صلابت خاں میر بخشی کو سر دربار قتل کر ڈالا - یہ نہایت بہادری سے اپنی تلوار کھینچ کر اُس پر دوڑا اور کئی وار کئے - سنہ ۱۹ جلوس شاہجہانی میں شہزادہ مرادبخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - سنہ ۲۱ میں منصب ہزاری ذات ہفت صد سوار - اور سنہ ۲۲ میں منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار - اور سنہ ۲۵ میں باپ کے مرنے کے بعد ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا - اس کے بعد مہم قندھار پر متعین ہوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا - حالت لڑائی میں رام رام کا نعرہ مارتا ہوا - اورنگ زیب کے لشکر میں جا گھسا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا —

بھیم پسر بیٹھلداس

تیسرا بیٹا بھیم باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں شامل ہوا سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سموگڈھ کی لڑائی میں داراشکوہ کے ساتھہ تھا - یہ بھی حالت جنگ میں نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے لشکر میں جا گھسا - اور مارا گیا —

ہرجس پسر بیٹھلداس

چوتھا بیٹا ہرجس باپ کی وفات کے بعد شاہی منصبداروں میں شامل ہوا اور عہد عالمگیری میں بھی ملازمت شاہی میں

داخل - اور شاہی خدمتیں بجا لاتا تھا —

بلبھدر شیخاوت

کچھواہہ راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تھا۔ شاہجہان کے عہد میں منصب ہزاری ذات۔ ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔ پہلے سال جلوس میں ججھار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہہ پر مامور ہوا۔ سنہ ۳ جلوس میں نظام شاہ کی مہم میں اپنی شمشیر آبدار کے جوہر دکھاے اس کے بعد خانجہاں اور اسی مہم میں ابلی‌جان کو حق نمک پورا کرکے سرخرو دنیا سے سدھارا —

کھنگی پسر بلبھدر | کھنگی اس کا بیٹا پانصدی ذات دو صد سوار کا منصبدار مقرر ہوا —

بہاری داس کچھواہا

امراے عہد شاہجہانی سے تھا۔ پہلے سال جلوس میں خلعت مرحمت ہو کر اور اول منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر ترقی پائی۔ اور صوبہ کابل میں متعین ہوا۔ سنہ ۴ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات ہزار و دو صد سوار سے سربلند ہوا۔ اور

اِس سال وفات پائی —

راجہ بھیم راٹھور

امرائے عہد شاہ جہانی سے تھا۔ سنہ ۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصد ذات ہشت صد سوار پر سر بلند ہوکر مہم ساہو جی بھونسلا پر متعین ہوا۔ اور برہانپور سے زمینداران گوندوانہ سے پیشکش وصول کرنے پر مامور ہوا۔ ۵۰ لاکھ روپیہ نقد ساٹھ ہاتھی۔ زمیندار چاندہ سے اور لاکھ روپیہ نقد اور تیس ہاتھی زمیندار جاپنا سے وصول کرکے داخل خزانہ شاہی کئے۔ اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر ممتاز ہوا۔ اور متفرق معرکوں میں خدمات انجام دے کر۔ سنہ ۸ جلوس میں انتقال کیا —

رائے بلوی چوہان

ابتدا میں رانا راج کنور پسر رانا جگت سنگھ کی ملازمت میں تھا۔ ۱۵ رجب سنہ ۱۰۴۶ ھ کو رانا موصوف کے ساتھ دربار شاہ جہانی میں حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت۔ اور اسپ مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد رانا مذکور کی ملازمت ترک کرکے

بہ اُمید ملازمت دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے منصب عہدہ پر سرفراز فرمایا - سنہ ١٩ جلوس میں راجہ بیٹھلداس گوڑ کی ماتحتی میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - اس مہم کے معرکوں میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر اپنی شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھائے اس کے صلے میں بادشاہ نے منصب میں ترقی کرکے خلعت و اسپ سے ممتاز کیا - سنہ ١٠٦٨ ھ میں مہا راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنگ اُجین میں شریک تھا - اس کے بعد اسی کے ساتھ بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا کھجوہ کی لڑائی سے اُس کے ساتھ بھاگ گیا - پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا -

رائے بہاری مل دیوان

شاہ جہاں کے عہد میں اول معمولی متصدیوں کے زمرے میں بھرتی ہوئے اور اپنی لیاقت و کاردانی سے ترقی کرتے ہوئے دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہوگئے سنہ ١٢ جلوس میں صوبہ ملتان کی دیوانی پر تبدیل ہوئے - اس کے بعد خالصہ شاہی کے دیوان (نائب دوم وزیر اعظم) مقرر ہوئے سنہ ١٥ جلوس میں کل صوبہ پنجاب کی دیوانی پر تبادلہ ہوا - اس کے بعد ان کی ملازمت شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار میں منتقل ہوگئی - اور شہزادے

کی سرکار کے دیوان کل مقرر ہوئے - سنہ ۲۰ جلوس میں پھر شاہی ملازمت پر واپس ہوکر منصب ہزاری ذات - صد و پنجاہ سوار سے ممتاز ہوئے —

راؤ بہاؤسنگھہ ہاڈا

راؤ ستر سال ہاڈا کا بیٹا تھا - جو جنگ سموگڑہ میں مارا گیا - یہ پہلے سال جلوس عالمگیری میں وطن سے دربار میں حاضر ہوا - بادشاہ نے علم و نقارہ - اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا - اور اس کا وطن بوندہ وغیرہ جاگیر میں عطا کیا —

شاہزادہ شجاع کی لڑائی میں توپ خانہ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس کی شکست کے بعد شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر صوبۂ دکن میں متعین ہوا - سنہ ۳ جلوس میں امیرالامرا شایستہ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ میں جانفشانی کا حق ادا کیا اس کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھ سیواجی کی تنبیہہ پر مامور ہوا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھہ کی جگہہ مرزا راجہ جے سنگھہ اس مہم پر مامور ہوئے اس کی ماتحتی میں نہایت عقیدت و اخلاص سے

خصلتیں بجالایا -

سنہ ۹ جلوس میں 'دلیر خان' کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - اس کے بعد اورنگ آباد میں متعین ہوا - اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۸۸ھ میں وفات پائی -

راؤ 'بھاؤ سنگھہ' کی بہن کی شادی مہاراجہ 'جسونت سنگھہ' سے ہوئی تھی - جب مہاراجہ 'جسونت سنگھہ' نے اورنگزیب سے بغاوت کرنا چاہی - اپنی اس رانی کو بلا کر اس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے میں اس کا ساتھہ دے - لیکن راؤ 'بھاؤ سنگھہ' نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کرکے کہدیا - کہ میں بادشاہ کا نمک حلال جان نثار هوں - نمک حرامی کا داغ لے کر دنیا سے نہیں جانا چاهتا -

انرودھ سنگھہ هاڈا

راؤ 'بھاؤ سنگھہ' نے لاولد انتقال کیا - بادشاہ نے اُس کے بھائی 'بھگونت سنگھہ' کے پوتے 'انرودھ سنگھہ' پسر 'کشن سنگھہ' کو اُس کا جانشین مقرر کرکے وطن کی حکومت پر سر فراز فرمایا - سنہ ۲۶ جلوس میں 'دلیپ سنگھہ' هاڈہ نے بوندی کا محاصرہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا - اُس وقت 'انرودھ سنگھہ' بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا - بادشاہ نے یہ خبر سن کر خلعت رخصت - اور اسپ و فیل اور نقارہ اس کو مرحمت

فرمایا - اور 'مغل خان' کو معہ فوج کے اُس کی امداد کے واسطے ساتھہ کیا - درجن سنگھہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا - لیکن شکست کھا کر پہاڑوں میں جا گھسا - اور بوندی پر انرودھ سنگھہ کا قبضہ ہو گیا —

بدھ سنگھہ پسر انرودھ سنگھہ ہاڑا رام راجہ	انرودھ سنگھہ کی وفات کے بعد بدھ سنگھہ اُس کے بیٹے کو بادشاہ نے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا - اور 'بہادر شاہ' کے

ساتھہ صوبہ کابل میں متعین کیا - 'شہنشاہ' عالمگیر کی وفات کے بعد بہادر شاہ نے اُس کو منصب سہ ہزاری و پانصدی ذات - و سوار پر ممتاز کرکے خطاب 'رام راجہ' سے موصوف کیا - اور کوٹہ اور موسیدانہ کی زمینداری جو 'رام سنگھہ' 'مادھوسنگھہ' کے پوتے کے متعلق تھی اور جو شاہزادہ 'اعظم شاہ' کی رفاقت میں داد شجاعت دے کر مارا گیا تھا انعام میں مرحمت کی -

امید سنگھہ ہاڑا	بدھ سنگھہ کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا امید سنگھہ ہاڑا جانشین مقرر ہوا۔

اور اس کے بعد کشن سنگھہ اس کا پوتا مسند نشین ہوا۔

راجہ بیر بہادر

بھرجی سرکر	بھرجی سرکو کا بیٹا تھا - بھرجی کے بزرگ قدیم سے قوام الملک کولتی میں جو دریائے

تلنگ بھدرا کے کنارے پر واقع ہے سکونت پذیر تھے ۔
پھرجو نے وہاں کی سکونت ترک کرکے بیجاپور کے قریب سکونت
اختیار کی - اورنیبا سندیہ ھیا کی سفارش سے نواب نظام الملک
آصف جاہ کے عہد میں ملازمت شاھی اختیار کی - اس کے مرنے کے
بعد اکاجی اس کا بیٹا بادشاھی ملازمت میں داخل ھوا ۔
اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے منصب ھفت ھزاری سے ممتاز ۔
اور خطاب راجہ بیر بہادر سے موصوف ھوا —

اکاجی جو عام طور سے اپنے خطاب راجہ بیر بہادر کے
نام سے مشہور تھا ۔ صوبہ دکن میں خدمات شاھی بجالاکر
سنہ ۱۱۹۰ ھ میں مرگیا - اس کے مرنے کے بعد سدھ رام
اُس کے بیٹے نے ملازمت شاھی ترک کر کے اپنی موروثی
جاگیر پر قناعت اختیار کی -

راجہ بیر بہادر زبان فارسی میں بہت اچھی لیاقت
رکھتا تھا - بھاشا زبان میں بھی اس نے بہت سے کبت
اور دوھرے موزوں کئے تھے -

راے رایان راجہ بکرماجیت پتر داس

(پیتمبرداس)

اصلی نام (پیتمبر) پتر داس تھا - قوم کے کھتری -

اور داروغہ فیل خانہ کے عہدے پر سرفراز تھے - اکبر کو ہاتھیوں کا بڑا شوق تھا - یہ شوق معمولی شوق نہ تھا بلکہ عشق کے درجے تک پہونچا ہوا تھا - اس شوق کے بدولت اکثر مہمیں قائم ہوگئیں - جن میں نہ صرف لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف ہوا - بلکہ ہزاروں عزیز جانیں بھی ضائع ہوگئیں - بادشاہ اور راجہ تو ہمیشہ سے ہاتھیوں کو لڑاتے آئے ہیں - عہد اکبری میں ہاتھیوں نے بادشاہوں اور امیروں کو لڑا دیا —

اکبر کے اس شوق کی وجہ سے پتر داس بہت جلد روشناس ہوکر اپنی کارکردگی کے صلے میں معزز خطاب رائے رایان سے موصوف ہوئے —

سنہ ۱۲ جلوس میں قلعہ چتوڑ کے محاصرے میں حسین خاں ٹکریہ کے ساتھ خاص بادشاہی مورچہ کے اہتمام پر مامور تھے - سنہ ۲۴ جلوس میں کل صوبہ بنگال کے دیوان مقرر ہوئے - سنہ ۲۵ جلوس کی بغاوت بنگالہ میں باغیوں نے قلعہ میں گھس کر مظفرخاں کو قتل کرڈالا - یہ بھیس بدل کر رعایا میں مل گئے - اور فصیل کود کر باہر نکل آئے - اور بھاگ کر دربار میں آ موجود ہوئے - اس کے بعد پھر مہم بنگالہ میں متعین ہوئے سنہ ۳۱ میں صوبہ بہار کے دیوان مقرر ہوئے - سنہ ۳۸ جلوس میں قلعہ باندھو کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے - سنہ ۴۳ جلوس میں دیوان کل کے معزز عہدے پر

سرفراز ہوے - سنہ ۴۴ جلوس میں قلعہ باندھو کے انتظام کے واسطے روانہ کئے گئے - سنہ ۴۶ جلوس میں منصب سہ ہزاری پر ترقی پاکر نواح گوالیار کے فوجدار مقرر ہوے - سنہ ۴۷ میں بادشاہ نے شیخ ابوالفضل کے بھتیجے عبدالرحمان کے ساتھہ نرسنگدیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - دونوں مدت تک جنگلوں اور پہاڑوں میں اُس کے پیچھے مارے مارے پھرے مگر وہ کہیں نہ ٹھیرا - لڑتا رہا بھاگتا رہا - آخر کار بادشاہ نے مجبور ہو کر سنہ ۴۸ جلوس میں واپس بلا لیا —

سنہ ۴۹ جلوس میں منصب اعلی پنج ہزاری پر جس سے بڑھ کر اُس عہد میں کوئی منصب نہ تھا سرفراز ہوے شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر اپنے توپ خانہ کا مہتمم مقرر کرکے راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت فرمایا اور حکم دیا - کہ توپ خانہ رکاب میں پچاس ہزار توپچی (گولہ انداز) اور تین ہزار گاڑیاں ہمیشہ رہا کریں - اور پندرہ زرخیز پرگنے جاگیر میں مرحمت فرمائے - اس کے بعد گجرات کی مہم پر مامور ہوے ان کی وفات کا حال کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا —

شہنشاہ جہانگیر نے توزک جہانگیری میں ان کی نسبت ایک مقام پر حسب ذیل راے ظاہر

فرمائی ہے —

بکرماجیت مذکور از طائفہ کہتریان ست - در خدمت پدر من از مشرقی فیل خانہ بہ دیوانی و مرتبۂ امراے رسید - خالی از توشہ سپاہ گری و مدبری نیست —

موہن داس پسر بکرداس	موہن داس راجہ بکرماجیت کا بیٹا مناصب ہشت صدی پانصد سوار پر سرفراز تھا —

راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ

راجہ نرسنگھدیو بندیلہ کا بیٹا تھا - شاہجہان نے تخت نشین ہو کر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و دویست سوار پر سرفراز فرمایا - اور پہلے ہی جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر ترقی پا کر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھہ ججہار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر مہم دکن میں متعین ہوا - اور ہنگام محاصرہ قلعہ دولت آباد اور قلعہ پرلیندہ کے دادمردانگی دے کر خاص نام پیدا کیا - اور حسن خدمت کے انعام میں برہان پور کا ناظم مقرر ہوا - سنہ ۹ جلوس میں ساہو جی بہونسلا کی تادیب پر مامور ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب سہ ہزار سوار دواسپہ

سہ اسپہ قرار پایا - اور چنپت بندیلہ کی سر کوبی کے واسطے روانہ ہوا - سنہ ۱۸ جلوس میں امیرالامرا علی مردان خان کے ساتھہ - اور سنہ ۱۹ جلوس میں بہ اضافہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ اور اِس کے بعد شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان میں شریک ہوکر جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا —

سنہ ۲۴ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوکر سردار خان کی جگھہ چورا گڈہ کی حکومت پر تعینات ہوا —

سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ - اور سنہ جلوس میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر متعین ہوا - سنہ ۲۷ جلوس میں رخصت حاصل کر کے وطن روانہ ہوا - اور اُسی جگہ سنہ ۲۸ جلوس مطابق ۱۰۶۴ ھ میں نتقال کیا - سبھاں سنگہ اور اندر من دو بیٹے تھے سبھان سنگہ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا —

راجہ اندر من بندیلہ	اندر من کو بادشاہ نے منصب پان صدی ذات - چہار صد سوار پر سرفراز کیا -

عالمگیر کے عہد میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر امارت کے درجے پر پہونچا - سنہ ۲۰ جلوس ۱۰۸۷ ھ میں مر گیا —

صاحب ماثرالامرا تحریر فرماتے ہیں کہ اورنگ آباد کے احاطہ کے باہر پچھم اور اُتر کے کونے پر راجہ پہاڑ سنگھہ

کا اباد کیا ہوا پورہ اب تک آباد ہے —

پرتھی راج راتھور

شاہ جہان کے ایام شاہزادگی کے ملازمون میں سے تھا - سنہ ۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - شش صد سوار پر سر فراز ہوا - سنہ ۲ جلوس میں خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - اور اپنے ساتھیون کے ساتھہ گھوڑے اُڑائے ہوئے دھولپور کے قریب اُس کو جا پکڑا - اور بہادر راجپوتون کے طریق پر گھوڑے سے کود کر خان‌جہان پر برچھے کا وار کیا - دونون میں ترکی بہ ترکی خوب مقابلہ ہوا - اور رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے - آخر کار دونون سخت زخمی ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے - قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا - طویلۂ خاص سے گھوڑا - اور فیل خانے سے ہاتھی مرحمت فرماکر عزت افزائی کی اور منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ممتاز کیا —

سنہ ۳ جلوس میں ملصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوکر خواجہ ابوالحسن کے ساتھہ قلعہ ناسک کی تسخیر کے واسطے مامور ہوا - اس کے بعد خانخاناں مہابت خاں کے ہمراہ منصب دو ہزاری ذات -

هزار پانصد سوار پر سر بلند ہوکر دکن میں متعین ہوا - ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے جن کے انعام میں منصب سو سواروں کا اضافہ ہوا —

سنہ ۱۸ میں منصب دو ہزاری ذات ، دو ہزار سوار پر سر فراز ہوا - سنہ ۱۹ میں اکبر آباد کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۲۰ میں جب بادشاہ لاہور میں مقیم تھے ایک کروڑ روپیہ اکبر آباد کے خزانہ سے حضور شاہی میں پہونچایا - اور اُس میں سے پچاس لاکھ روپیہ مہم بلخ و بدخشاں کے خرچ کے واسطے لے کر بلخ و بدخشاں روانہ ہوا - رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا معہ روپہلی زین کے مرحمت فرمایا - سنہ ۲۱ جلوس میں راجہ بیٹھلداس کے ساتھ علی مردان خاں کی امداد کے واسطے کابل روانہ ہوا - اور اسی طرح دیگر خدمات بجا لاکر سنہ ۱۰۶۶ ھ میں انتقال کیا - بادشاہ نے اُس کے بھائی رام سنگھ اور اُس کے لڑکے کیسری سنگھ کو منصب مناسب پر سر فراز کیا —

پرسوجی بھونسلا

کھیلوجی بھونسلا	قوم کا مرہٹہ اور کھیلوجی بھونسلا کا چھوٹا بھائی تھا - کھیلوجی ،

مالوجی - پرسوجی دونوں بھائی شجاعت و بہادری میں شہرۂ زماں اور ارکان سلطنت نظام شاہیہ سے تھے - کھیلوجی پہلے سال جلوس شاھجہانی میں مہابت خاں کے وسیلے سے ملازمت شاھی میں داخل ہوا - اور منصب پنجہزاری ذات - پنجہزاری سوار سے ممتاز ہوکر خلعت - جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ مع زین طلا - اور فیل خاص سے سر فراز ہوا - ۲۰ - رجب سنہ ۱۰۳۹ ھ سنہ ۳ جلوس میں بادشاہ نے اُس کے حسن خدمات کے صلے میں پچاس ہزار روپیہ انعام مرحمت فرمایا - سنہ ۴ جلوس میں جب کہ قلعہ دولت آباد کے محاصرہ میں مصروف تھا - پورا نے نمک نے پھر زور مارا - خیال آیا کہ اگر قلعہ فتح ہوگیا تو دولت نظام شاھیہ برباد ہو جائیگی یہ خیال کرکے لشکر شاھی سے بھاگ گیا اور پھر نظام شاھی ملازمت اختیار کرلی —

پرسوجی — کھیلوجی کے بھاگنے کے بعد اُس کے دونوں بھائی مالوجی اور پرسوجی خانخاناں مہابت خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جاں نثاری اور وفاداری کا عہد و پیمان کرکے ملازمت شاھی میں داخل ہونے کے امیدوار ہوئے - غرض کہ مہابت خاں کی سفارش سے پرسوجی منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا - اور ہمیشہ صوبہ داران اور سپہ سالاران متعینہ دکن کے ساتھ عقیدت و

اخلاص سے خدمتیں بجا لاتا رہا ۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ میں شاہ جہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے اورنگ زیب کی قوت کم کرنے کے واسطے جملہ امراے متعینہ دکن کو جو شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی میں متعین تھے دربار میں طلب کیا ۔ ان میں پرسوجی بھی شامل تھا ۔ یہ بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے اکبر آباد روانہ ہو گیا ۔ جب اکبر آباد پہنچا ۔ شاہزادۂ دارا شکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اورنگ زیب کے روکنے کے واسطے صوبۂ مالوہ کو روانہ کیا ۔

پرسوجی جنگ اجین میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے همراه تھا ۔ اس کی شکست کے بعد بھاگ کر دارا شکوہ کے پاس اکبر آباد پہنچا ۔ اس کے بعد سموگڑہ کی لڑائی میں سپہر شکوہ کے ساتھ دارا شکوہ کی میسرہ فوج میں شامل ہوا ۔ اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا ۔ اور سنہ ۳ جلوس تک اپنے منصب موجودہ پر قائم رہکر خدمات شاہی میں سرگرم رہا ۔

عالمگیر کا دو هندو ملازموں کو برخاست کرکے ان کی پنشن قرار مقرر کرنا

شہنشاہ عالمگیر کو پہلے ھی سے کسی بات پر دونوں بھائیوں سے ملال تھا ۔ لہذا سنہ ۳ جلوس میں دونوں کو ملازمت سے برخاست کیا ۔ لیکن خدمات

سابقه کا لحاظ فرماکر بڑے بھائی سالوجی کی تیس هزار روپیه سالانه اور چھوٹے بھائی پرسوجی کی بیس هزار روپیه سالانه پنشن مقرر کر دی —

بادشاہ عالمگیر نے سترھویں صدی میں جو فیاضانه برتاؤ اپنے ان هندو ملازموں سے کیا اس کی نظیر اس زمانه میں تو کیا آج بیسویں صدی میں بھی ملنا مشکل هے مگر اس پر بھی بہت سے متعصب مورخوں نے اس کی سلطنت پر جا و بیجا الزام لگانا اپنا فرض سمجھ رکھا هے - پرسوجی نے بالکل مغلیه طرز معاشرت اختیار کرلی تھی - جب وہ بیش قرار پنشن پر ملازمت سے علحدہ هوا - اسی هزار روپیه میں جل گاؤں مضافات صوبه برار کی زمینداری خرید لی - اور اس کے منافع اور پنشن سے بقیه عمر نہایت آرام اور آسائش سے بسر کی —

پرسوجی نے اورنگ آباد میں ایک پورہ آباد کیا تھا جو حصار شہر کے اندر پورہ پرسوجی کے نام سے مشہور هے —

راجه پرتاب چند اجینیه

بھوجپور صوبه بہار کا رهنے والا تھا - پہلے سال جلوس شاہ جہانی میں منصب هزار و پانصدی ذات هزار سوار پر سربلند هو کر خطاب راجگی - اور عنایت فیل سے مفتخر

ہوا۔ کئی مرتبہ بادشاہ سے وطن کی حکومت کی آرزو کر کے وہاں کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ جب کئی برس تک اہل وطن پر حکومت کی خود مختاری کا شوق چرایا۔ یہاں تک کہ سنہ ۹ جلوس میں قلعہ کو مستحکم کر کے خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا۔ بادشاہ نے اس نمک حرامی کا حال سن کر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو جو اس زمانے میں صوبۂ بہار کے صوبہ دار تھے سرکوبی کے واسطے بھیجا۔ منگیر سے مختار خان۔ اور کور کوہور سے فدائی خاں یہ حال سن کر عبداللہ خاں سے آملے۔ اور تینوں نے مل کر قلعہ بھوجپور کا محاصرہ کیا۔ چونکہ قلعہ بہت مضبوط اور جنگل میں واقع تھا۔ چھ مہینے تک محاصرہ رہا۔ روزانہ توپ و تفنگ سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد بھی پرتاب سنگھ خرب جم کر لڑا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور خود کشی کرنا چاہا جب یہ نہ ہو سکا تو تمام ہتیار اور کپڑے اُتار کر صرف لنگی پہنے ہوے رومال سے ہاتھ باندھ کر عبداللہ خاں کے پاس چلا آیا۔ اُس نے اول قید میں رکھا۔ اور بادشاہ کے حکم پہنچنے پر عدم آباد کو رخصت کیا —

راجہ پرتھی چند

چنبہ کے راجہ کا بیٹا تھا۔ جب سنہ ۵ جلوس

شاہجہانی میں جگت سنگھہ راجہ جمون نے باغی ہوکر چنبہ کے راجہ کو قتل کرڈالا ۔ اور خود اس کے ملک پر قابض ہوگیا ۔ تو شاہجہاں نے اس کی سرکوبی کے واسطے فوج روانہ کی ۔ پرتھی چند امراے متعینہ مہم مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ انھوں نے بادشاہ کے پاس بہ جدیا بادشاہ نے خلعت اور جدہر رصع اور گھوڑا مرحمت فرماکر منصب ہزاری ذات ۔ چہار صد سوار پر سر فراز فرمایا ۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کیا ۔ اس کے بعد مہم مذکور پر مامور کیا اس مہم سے فارغ ہوکر بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا بادشاہ نے ۲۰ ۔ صفر سنہ ۱۰۵۲ ھ کو ایک ہاتھی مرحمت فرماکر عزت افزائی کی ۔ اس کے بعد مدتوں تک دربار میں حاضر رہا ۔ ۲۷ ۔ محرم سنہ ۱۰۵۷ ھ کو بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت فرماکر وطن کو رخصت کیا ۔ اس کے بعد اس کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

پرم دیو سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا ۔ اور رانا امر سنگھہ کا پوتا تھا ۔ ابتدا میں رانا کی سرکار میں ملازم تھا ۔ سنہ ۲۱ جلوس شاہجہانی میں رانا کی ملازمت چھوڑ کر دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا ۔ بادشاہ نے منصب هشت

صدی ذات - چہار صد سوار پر سر فراز فرمایا - سنہ ۲۲ھ جلوس میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر مفتخر ہوکر مہم قندھار پر متعین ہوا - ۲۳ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات پانصد سوار اور سنہ ۲۵ میں منصب ہزار و پانصدی ہفتصد سوار سے ممتاز ہوا - اسی سال دوبارہ مہم قندھار پر مامور ہوا - سنہ ۲۶ میں منصب دو ہزاری - ہشت صد سوار - اور سنہ ۲۷ ھ میں منصب دو ہزاری - ہزار سوار - اور سنہ ۲۸ میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار سے سر بلند ہوا - اسی سال بادشاہ نے کسی بات پر خوش ہوکر دس ہزار روپئے کے جواہرات انعام میں مرحمت فرمائے —

سنہ ۲۹ جلوس میں اس کی لڑکی کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھہ راٹھور سے قرار پائی اور وہ سر انجام شادی کے واسطے رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا —

سنہ ۳۱ جلوس میں منصب سہ ہزاری - ہزار سوار سے ممتاز ہوکر شہزادے اورنگ زیب کے ساتھہ صوبہ دکن میں متعین ہوا - اور جب سنہ ۱۰۶۸ ھ میں شاھجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے امرائے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کرا لیا - یہ بھی دربار میں حاضر ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ سموگدہ میں دارا شکوہ کی فوج ہراول کا سردار تھا اور اُس کی شکست کے بعد

بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ جنگ شاہزادہ شجاع اور محاربہ دوم دارا شکوہ میں عالمگیر کے لشکر کے ساتھ خدمات شاہی میں سرگرم تھا۔ اس کے بعد دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں خلعت مرحمت ہوکر راجہ رام سنگھ کچھواہہ کے ساتھ مہم آسام میں مامور ہوا۔ اور وہاں سے واپس ہوکر سنہ ۱۲ جلوس میں صف شکن خاں فوجدار متھرا کے ساتھ متھرا میں تعینات ہوا۔ اور اسی سال انتقال کیا —

رائے تلوک چند شیخاوت

رائے ملوھر کا پوتا۔ اور شاہ جہاں کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۶ جلوس میں مہم دولت آباد میں متعین ہوکر اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ سنہ ۹ میں مہم ساھوجی بھونسلا پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہشت صدی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز تھا — سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا اور میدان جنگ میں شجاعت و بہادری کے خوب خوب کارنامے دکھائے۔ اور فتح بلخ کے بعد نواب سعداللہ خاں کی سفارش سے منصب ہزاری ذات۔ و پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد دیگر مہمات میں شریک ہوکر شاہی

خدمتیں بجا لاتا رہا —

مؤتمن الدولہ - عمدۃالملک راجہ تودرمل

شہنشاہ اکبر کے مشہور و معروف وزیر راجہ تودرمل ذات کے تنڈن گوت کے کھتری - اور لاہور کے رہنے والے تھے - بعض کہتے ہیں کہ چونیاں ضلع لاہور کے رہنے والے تھے - اور وہاں اُن کے بڑے بڑے عالی شان مکانات موجود ہیں کلکتہ کی مشہور علمی مجلس ایشیاٹک سوسائٹی نے اُن کے وطن کی تحقیقات کرکے موضع لاہرپور علاقہ اودھ کا رہنے والا قرار دیا ہے —

اُن کے خاندان اور عہد طفلی کا حال صرف اِس قدر معلوم ہوا ہے - کہ حالت صغیر سنی ہی میں اِن کے باپ نے انتقال کیا - اور بیوہ ماں نے اِن کو بڑی تنگی اور افلاس کی حالت میں پالا تھا - خواجہ مظفر خاں کی دیوانی کے عہد میں (سنہ ۹۷۱ ھ میں مظفر خاں کے دیوان اور وکیل مطلق مقرر ہوے) اول عام متصدیوں کے زمرے میں ملازمت شاہی میں بھرتی ہوے - اور مدتوں اُن کی ماتحتی میں کام کرتے رہے طبیعت میں ابتدا ہی سے غور و خوض کا مادہ موجود تھا - قواعد کی پابندی اور کام کی صفائی کی عادت تھی شب و روز محنت کرکے اپنے اور دوسرے متصدیوں کا

کام انجام دیتے تھے۔ کام کا قاعدہ ہے کہ جو اسے سنبھالتا ہے۔ چاروں طرف سے سمٹ کر اُسی کی طرف ڈھلکتا ہے۔ چنانچہ اِسی طریقے سے رفتہ رفتہ بہت سے کارخانے اور خدمتیں اِن کے متعلق ہوتی گئیں۔ اور یہ اکثر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوکر خود کاغذات پیش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہر کام میں انہیں کا نام زبان پر آنے لگا۔ یہاں تک کہ خواجہ مظفر خاں ہی کے عہد میں یہ بادشاہ کے ایسے منظور نظر ہو گئے۔ کہ دونوں میں رقابت پیدا ہوگئی۔ اور دونوں بالیاقت اہلکار ایک دوسرے پر وار کرنے لگے ایک دوسرے سے نہ دبتا تھا۔ اکبر کی نظر دونوں پر برابر تھی۔ دونوں کارگذاروں کو دونوں ہاتھوں پر برابر لئے چلتا تھا۔ آخر کو تو تو میں میں ہونے لگی۔ راجہ نے ایک دن سر دربار خواجہ سے کہا کہ تم مسلمان بہت نوکر رکھتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا۔ کہ تم کون ہوتے ہو۔ تم ہندو نوکر رکھو اور اپنا کام چلاؤ—

جب راجہ تودرمل پر بادشاہ کی اِس قدر نظر عنایت ہوئی۔ اِنھیں اپنی لیاقت دکھانے کا بڑا موقع ملا علاوہ دفتر کے انتظام کے انہوں نے پیادہ - سوار - توپ خانہ - بہیر - رسد وغیرہ کے پرانے طریقوں میں اصلاحیں کرنا شروع کیں۔ بادشاہ ان کے

انتظامات کو دیکھکر سمجھہ گئے کہ ٹوڈرمل قلم ہی کا دھنی نہیں بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے - اُسوقت سے مہمات ملکی میں بھی مامور ہونے لگے - چنانچہ چتوڑ - رنتھنبور - سورت کی مہموں میں جو جو خدمتیں اِنہوں نے عقیدت و اخلاص سے کیں - اُن کے نقش اکبر کے دل میں بیٹھہ گئے - اور اُن کی شجاعت دلاوری اور قلعہ گیری کی تدبیروں کا عالم میں ڈنکا بج گیا

سنہ ۹۷۴ ھ میں اکبر نے میر معزالملک کو بہادر خاں کے مقابلے پر قنوج روانہ کیا - اُس کے بعد راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا کہ تم جا کر سر شور نمک حراموں کو سمجھاؤ - اگر راہ پر آجائیں تو بہتر ہے - ورنہ سزا کو پہنچاو - بہادر خاں لڑنا نہ چاہتا تھا - جب بادشاہی لشکر پاس پہنچا - جہاں تھا - وہیں تھم گیا معزالملک کے پاس وکیل بھیجا اور پیغام دیا کہ خانزماں کی منعم خاں کے ذریعے سے عرض معروض ہو رہی ہے - ہمارے لئے تم بارگاہ شاہی میں سفارش کرو - کہ خطائیں معاف ہوجائیں - معزالملک اپنی بہادری کے سامنے کسی کو نہ سمجھتا تھا - وہ کہتا تھا - جو میں ہوں سو کون - ایک نہ سنی - یہ پیغام سلام ہو ہی رہے تھے کہ راجہ جا پہنچے - اِن کا بھی دنیا جوش تھا - اور ملک گیری اور شمشیر زنی کے جوہر دکھانا چاہتے تھے - اِنہوں نے بھی صلح پر لڑنے کو ترجیح دی - اور لڑپڑے - بہادرخاں نام ہی کا بہادر نہ تھا بلکہ شجاعت و

بہادری میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا - جب مجبور ہوگیا - اوّل شخص مرتا کیا نہ کرتا - مارنے مرنے پر آمادہ ہوگیا - اور بادشاہی فوج پر باز کی طرح آکر گرا - معزالملک زبان کے بہادر تھے - نہ کہ میدان جنگ کے - ٹوڈرمل بہادر تھے مگر اپنی سخت گیری کی وجہہ سے امیروں اور سپاہیوں کو خوش نہ رکھہ سکتے تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر خاں نے معزالملک کو تو پہلے ہی حملہ میں اُلٹ کر پھینکدیا - ٹوڈرمل شام تک تو الگ الگ لڑتے رہے - رات کو کھسک گئے - امرائے ہمراہی جان بوجھکر پہلو دے گئے - اُدھر دربار میں خانزماں کے ساتھہ بہادر خاں کا بھی قصور معاف ہو چکا تھا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا فرمایا - خیر - اب ہم تو خانزماں کے ساتھہ سب کا قصور معاف کر چکے - تھوڑے دنوں میں ٹوڈرمل چپ چپاتے دربار میں آموجود ہوئے —

سنہ ۹۸۰ ھ میں صوبہ گجرات کے مہتمم بندوبست مقرر ہوکر بھیجے گئے - اور چند روز میں جملہ کاغذات مرتب کرکے حاضر دربار ہوئے —

مہم بہار

سنہ ۹۸۱ ھ میں خانخاناں منعم خاں کی امداد کے واسطے صوبہ بہار روانہ کئے گئے اور ان کے لشکر میں شامل ہوکر خوب مقابلہ کیا - اور پٹنہ کے فتح ہونے پر علم اور نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوئے —

مہم بنگالہ

اس مہم کے بعد جب بنگالے کی مہم کے واسطے اُمرا منتخب ہوئے - ان میں پھر ان کا نام لکھا گیا - چنانچہ انہوں نے اُس مہم کے ہر معرکہ خصوصاً معرکہ ٹانڈہ میں شجاعت و بہادری - اور حسن تدبیر کا پورا حق ادا کیا - اور نازک نازک موقعوں پر اپنی جان کو جان نہیں سمجھا —

سنہ ۹۸۳ ھ میں داؤد خاں کا حال بہت تنگ ہوا - صلح کی التجا کی خانخاناں منعم خاں کا آئین سپہدارو ہمیشہ صلح پر تھا - اُمرائے شاہی بھی روز روز کی لڑائیوں اور ملک کی آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے تنگ ہو رہے تھے - جلسۂ مشورت میں سب صلح پر راضی ہو گئے - لیکن ٹوڈرمل راضی نہ ہوئے - اور یہی کہتے رہے کہ دشمن کی جڑ اُکھڑ چکی ہے - اور تھوڑی سی ہمت میں سب افغان نیست و نابود ہو جائیں گے - اُن کی التجاؤں اور اپنے آراموں پر نظر نہ کرو - اور برابر دھاوے کئے جاؤ اور ان کا پیچھا نہ چھوڑو - خانخاناں اور اُمرائے لشکر نے انہیں بہت سمجھایا - مگر یہ کسی طرح راضی نہ ہوئے - اگرچہ صلح ہو گئی - اور اس کا جشن بڑی شان و شوکت سے منایا گیا - مگر ٹوڈرمل اس جشن میں نہ شریک ہوئے نہ صلح نامہ پر اپنی مہر کی —

جب اِس صلح ہوجانے پر بنگالہ کی طرف سے بادشاہ کا اطمینان ہوگیا - تو اِنہیں دربار میں بلا بھیجا - جب

یہ دربار میں حاضر ہوے چوں ہاتھی کہ نہایت عمدہ اور تمام بنگالہ میں نامی تھے - اور بہت نادر و نایاب تحفہ حضور میں لا کر پیش کئے - اور جملہ معرکوں کی تفصیل بیان کی - اکبر بہت خوش ہوے - اور عالی منصب دیوانی عطا فرمایا - چند ہی دن میں تمام ملکی اور مالی خدمتیں سپرد ہو کر وزارت کل اور وکالت مستقل کے معزز عہدے پر سرفراز ہوے - جب منعم‌خاں کا انتقال ہو گیا - داؤد خاں پھر باغی ہو گیا - اور تمام بنگالہ میں بغاوت پھیل گئی بادشاہ نے خانجہاں کو ممالک مذکورہ کا انتظام سپرد کیا - اور ٹوڈرمل کو ساتھ کیا - اِنھوں نے اپنی لیاقت و کاردانی سے بگڑے ہوے کام کو جلد بنا لیا - اخیر معرکہ میں دونوں طرف کے بہادر اِس ہمت سے لڑے کہ دلوں کے ارمان نکل گئے - اس معرکہ میں خانجہاں قلب میں اور ٹوڈرمل بائیں پرے پر تھے - اکبری اقبال کے ساتھ خانجہاں اور ٹوڈرمل کی بہادری کام کر گئی داؤد خاں گرفتار ہوکر قتل ہوا - اور اُس کے خاتمے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا - ٹوڈرمل موچھوں پر تاؤ دیتے ہوے ہنسی خوشی دربار میں حاضر ہوے - ۳۰۴ ہاتھی نذر گذرانے کہ یہی بنگالہ کا بڑا تحفہ تھا —

راجہ ٹوڈرمل کے بنگالہ سے واپسی کے تھوڑے دنوں بعد دربار میں خبر آئی - کہ وزیر خاں کی بے تدبیری سے گجرات اور سرحد دکن کا حال تباہ ہے - راجہ کو

حکم ملا کہ جلد وہاں پہنچ کر انتظام مناسب عمل میں
لائیں - یہ حسب الحکم دربار سے روانہ ہوے - اور
سلطان پور ملک ندربار - بندر سورت - بھڑوچ - بڑودہ -
جانپور - گجرات کا دورہ کرتے ہوے - دفتر وغیرہ کا
معائنہ کرتے ہوے پٹن میں پہنچے - اور وہاں کے دفتر
کے ملاحظہ میں مصروف تھے کہ وزیر خاں کا قاصد دوڑا
ہوا آیا - اور معلوم ہوا کہ گلرخ بیگم نے جو شاہزادہ
کامران کی بیٹی اور ابراہیم حسین مرزا کی بیوی ہے
اپنے نوجوان بیٹے مظفر کو ساتھ لے کر گجرات پر حملہ
کیا ہے - اور اُمراے شاہی اُس کے مقابلے کی تاب نہ لاکر
قلعہ میں محصور ہیں - راجہ جس ہاتھ میں قلم لئے
ہوے دفتر کا ملاحظہ کر رہے تھے - اُسی ہاتھ میں
تلوار لے کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے - اور یلغار کرکے
گجرات جا پہنچے - وزیر خاں کو مرد بنا کر قلعہ سے باہر
نکالا - اور باغیوں کی طرف روانہ ہوے - باغی بڑودہ میں
پڑے ہوے تھے - راجہ کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے -
راجہ نے تعاقب کیا اور دب پیچھا نہ چھوڑا تو دولقہ
کے تنگ میدان میں جاکر رکے - اور لاچار ہوکر مقابلہ کیا -
اس لڑائی میں گلرخ بیگم نے عجیب مردانہ کام کیا تھا -
عورتوں کو مردانہ کپڑے پہنا کر گھوڑوں پر سوار کیا
تھا جو بجاے چشم و ابرو کے تیر و تلوار سے بڑے بڑے
بہادر مردوں کو گھائل کرتی تھیں - آخرکار بڑے کشت و خون

کے بعد غنیم بہت سی غنیمت چھوڑ کر بھاگے۔ بہت سے باغی گرفتار ہوے۔ تودرمل نے لوٹ کے اسباب اور ہاتھیوں کے ساتھہ اِن قیدیوں کو بھی اصلی ہیئیت میں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہ زنانی مردانگی کا نمونہ بھی بادشاہ دیکھہ لیں۔ راجہ کے بیٹے دھار نے ان قیدیوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا —

بغاوت بنگالہ

سنہ ۹۸۷ ھ میں صوبہ بنگالہ میں فساد اُٹھا۔ اس مرتبہ اُمراے شاہی میں بگاڑ تھا۔ اور اُمرا اور سپاہی سپہ سالار سے ناراض ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے۔ اکبر نے راجہ تودرمل کو روانہ کیا۔ انہوں نے اس نازک موقع پر شمشیر سے زیادہ تدبیر سے کام لیا۔ بہتوں کو حکمت عملی سے کھینچ لیا۔ جنہوں نے نمک حرامی پر کمر باندھی۔ اُنہیں تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ غرضکہ نہایت جانکاہی اور جانفشانی سے خدمتیں بجا لاکر اس فساد کو فرو کیا۔ اسی مہم میں بعض نمک حراموں نے سازش کی تھی۔ کہ لشکر کی موجودات لیتے وقت راجہ کا کام تمام کردیں۔ بلوہ کا خون ہوگا۔ جس کا کسی خاص شخص پر ثبوت پہنچنا نا ممکن ہوگا۔ لیکن راجہ کو بھی وقت پر خبر مل گئی — اور وہ نہایت ہوشیاری سے اس موقع سے صاف الگ ہو گئے۔ سنہ ۹۸۹ ھ میں بنگالے کے انتظام سے فارغ ہو کر دربار میں واپس آے۔ اور اپنے اصلی عہدے وزارت پر دربار میں مصروف ہوے —

سنہ ۹۹۰ ھ میں راجہ ٹوڈر مل نے بادشاہ کی دعوت کی - نہایت دھوم دھام سے جشن منعقد کیا - بادشاہ جشن میں راجہ کے گھر تشریف لے گئے - اور ان کی عزت افزائی فرمائی —

سنہ ۹۹۳ ھ میں منصب عالی چہار ہزاری (۴۰۰۰) سے مفتخر ہوئے —

مہم یوسف زئی

اسی سال راجہ بیربر کوھستان یوسف زئی و سواد وغیرہ کی مہم پر مارے گئے۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی بہت رنج ہوا۔ دوسرے دن انہیں روانہ کیا - مان سنگھہ جمرود کے مقام پر تھے - انہیں حکم پہنچا کہ راجہ ٹوڈر مل سے جا کر ملو - اور ان کی صلاح سے کام کرو - راجہ ٹوڈر مل نے وہاں پہنچ کر کوہ لنگر کے پاس سواد کے قریب اپنی چھاؤنی ڈالی - فوجوں کو اِدھر اُدھر پھیلا دیا - بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھہ بھاگ گئے کچھہ پہاڑوں میں جا چھپے - اس خدمت کو انجام دے کر یہ سر خرو دربار میں واپس آئے -

سنہ ۹۹۶ ھ میں ایک کھتری نے رات کے وقت ان پر تلوار کا وار کیا - اور بھاگ گیا - بادشاہ کو مسلمان امیروں کی طرف سے بد گمانی پیدا ہوئی کہ عداوت مذہب سے کسی نے یہ حرکت کی ہے - جب تحقیقات ہوئی تو اصل حال کھلا کہ راجہ نے ایک کھتری کو بد اعمالی کی سزا دی تھی وہ غصے کے مارے اندھا ہو رہا تھا - اس نے

موقع پاکر وار کیا - آخر کار وہ اور اس کے ساتھی سب پکڑے گئے - اور سزا یاب ہوے —

سنہ ۹۹۷ ھ میں اکبر کشمیر جنت نظیر کی سیر کو تشریف لے چلے - راجہ تودرمل کو راجہ بھگوان داس کے ساتھہ لاہور میں چھوڑا - یہ یہاں کچھہ بیمار ہوے - بادشاہ کو عرضی لکھی - جس کا خلاصہ یہ تھا - بیماری نے بڑھاپے سے سازش کر کے زندگی پر حملہ کیا ہے - اور غالب آ گئی - موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے - اجازت ہو تو سب سے ہاتھہ اُٹھا کر گنگا جی کے کنارے جا بیٹھوں - اور خدا کی یاد میں آخری سانس نکالوں —

بادشاہ نے اول تو ان کی خوشی کے لئے فرمان اجازت بھیج دیا تھا - کہ وہاں افسردہ طبیعت شگفتگی پر آ جاے گی - مگر دوسرا فرمان پھر پہنچا کہ کوئی خدا پرستی عاجز بندوں کی غمخواری کو نہیں پہنچتی - بہت بہتر ہے کہ اس ارادہ سے رک جاؤ - اور آخیر دم تک انہیں کے کام میں رہو - اور اسی کو آخرت کا سفر خرچ سمجھو - پہلے فرمان کی اجازت پر تن بیمار اور جان تندرست کو لے کر ہردوار چلے تھے - لاہور کے پاس اپنے ہی بنواے ہوے تالاب پر ڈیرا تھا - جو دوسرا فرمان پہنچا - کہ چلے آؤ —

راجہ تودرمل اس فرمان کے پہنچتے ہی جہاں تھے - وہیں رک گئے - بیمار تو پہلے ہی سے تھے - گیارھویں

ہن اس دارنا پائدار سے رخصت ہوئے —

مذہب اخلاق و عادات

راجہ تودرمل اپنے مذہب کے پکے - اور ہمیشہ گیان دھیان میں مصروف رہتے تھے - پوجا پاٹ اور دیگر فرائض مذہبی کو کمال سرگرمی سے انجام دیتے تھے - وہ جب تک پوجا سے فارغ ہو لیتے کوئی دنیوی کام نہ کرتے - یہاں تک کہ کھانا تک نہ کھاتے تھے - ایک مرتبہ جب کہ بادشاہ کے ساتھ اجمیر سے پنجاب جا رہے تھے - ایک دن کوچ کی گھبراہٹ میں ٹھاکروں کا آسن کہیں رہ گیا یا وزیر سلطنت کا تھیلا سمجھکر کسی نے چرا لیا - اس کی تلاش میں کئی وقت کا فاقہ ہو گیا - تمام لشکر میں اسی کا چرچہ ہونے لگا - دربار میں بیربر جیسے کئی مقدس پنڈت - اور بدھیاوان موجود تھے خدا جانے بادشاہ کے سامنے کیا کیا مذاق اُڑائے ہوں گے - بادشاہ نے راجہ کو بلایا - اور فرمایا کہ ٹھاکر چوری گئے تو جانے دو - اَن داتا تمہارا ایشور ہے - وہ تو چوری نہیں گیا - اشنان کرکے اُسے یاد کرو - اور کھانا کھاؤ - خود کشی کسی مذہب میں ثواب نہیں ہے - راجہ نے بادشاہ کی اِس تقریر کو سن کر نصیحت پر عمل کیا - اور اشنان کرکے ٹھاکروں کا دھیان کیا - اور فارغ ہو کر کھانا کھایا - راجہ کے اخلاق وعادات کی نسبت شیخ ابوالفضل تحریر کرتے ہیں کہ اگر تعصب کی پرستاری - تقلید کی محبت اور کینہ کشی نہ ہوتی اور اپنی بات پر مغرور ہو کر نہ اَڑ تا - تو بزرگان معنوی

سے ہوتا - جب راجہ دیوان کل کے عہدے پر سرفراز ہوئے
اُس مقام پر لکھتے ہیں بادشاہ نے مقدمات ملکی اور مالی
اسکے فہم وفراست پر حوالہ کر کے دیوانِکل ہندوستان کا
مقرر فرمایا وہ راستی اور کم طمعی میں عہدہ خدمت
گذارتھا - بے لالچ کاروبار کرتا تھا - کاش کینہ کش اور
انتقامی نہ ہوتا کہ طبیعت کے کھیت میں ذرا ملائمت
پھوٹ نکلتی - یہ بڑی سہی تعصب مذہبی چہرہ پر
رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا - باوجود
اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھکر کہنا چاہئے - کہ سیر دلی
اور بے طمعی کے ساتھہ عرق ریز - کارداں - قدرداں خدمت
گذار تھا اور کم نظیر نہیں بےنظیر تھا -

راجہ ٹوڈرمل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور
کے قتل کی سازش کا بدنما دھبہ خیال کیا جاتا ہے -
خواجہ موصوف حساب کتاب معاملہ فہمی - اور تحریر و
تقریر میں کارگذار اہلکار تھے - ترقی کرتے کرتے سنہ ۹۸۳ - ۸۴ ھ
میں بادشاہ کی جوہر شناسی سے دیوان کل ہو گئے - اور
اُمور ملکی میں راجہ ٹوڈرمل کے شریک غالب ہو کر
کام کرنے لگے - دو کارگذار اہلکاروں کا ایک کام پر رہنا
غضب ہے - دونوں میں چشمک پیدا ہوگئی - اور ایک
دوسرے پر وار کرنے لگا - مرزا حکیم اکبر کا سوتیلا بھائی

کابل کا حاکم تھا - وہ بغاوت کر کے لاھور تک بڑھ آیا -
اکبر نے اگرہ سے فوج روانہ کی - اور پھر خود بھی روانہ
ھوا - مرزا حکیم بھاگ گیا - اکبر سرھند پر پہنچا - خواجہ
اُس وقت سر ھند کے صوبہ دار تھے - یار لوگوں نے مرزا
حکیم کے فرمان اور اُس کے اُمرا کی طرف سے جعلی خطوط
خواجہ کے نام - کچھہ خواجہ کے خط اُس کے نام بنا کر پیش
کئے - موقع ایسا تھا - کہ اکبر کو بھی یقین آگیا - قید
کرکے ضامن مانگا - برے وقت میں کون کس کا ساتھی
ھوتا ھے - اِن بیچارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ھوا -
اور انبالہ کے قریب کچھہ کوٹ کی منزل پر بیچارے کو
بے جرم وبے خطا پھانسی پر لٹکا دیا - ثانی منصور
حلاج ۹۸۹ تاریخ ھوئی - جب مرزا حکیم کی مہم کا خاتمہ
ھوا - تو کابل میں پہونچکر اکبر نے بہت تحقیقات کی -
لیکن سازش کی بو بھی کہیں سے نہ نکلی - یہ پتہ چلا
کہ راجہ ٹوڈرمل کی اشتعالک سے کرم اللہ - شہبازخاں کنبوہ
کے بھائی اور بعض دیگر اُمرا نے یہ فتیلے لگائے تھے - اکبر نے
اِس کے خون ناحق سے اور اِس نظر سے کہ ایسا کاردان
اھلکار ھاتھہ سے گیا - بہت افسوس کیا اور کہا کرتے تھے
کہ جس دن سے خواجہ مرا - تمام حساب درھم برھم ھورھے
ھیں اور محاسبہ کا سر رشتہ ٹوٹ گیا —

ٹوڈرمل پابندی آئین - تعمیل احکام اور محاسبات عمل
درآمد میں کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتے تھے -

سے ہوتا۔ جب راجہ دیوان کل کے عہدے پر سرفراز ہوئے
اُس مقام پر لکھتے ہیں بادشاہ نے مقدمات ملکی اور مالی
اسکے فہم و فراست پر حوالہ کر کے دیوان کل ہندوستان کا
مقرر فرمایا وہ راستی اور کم طمعی میں عہدہ خدمت
گذار تھا ـ بے لالچ کاروبار کرتا تھا۔ کاش کینہ کش اور
انتقامی نہ ہوتا کہ طبیعت کے کھیت میں ذرا ملائمت
پھوٹ نکلتی۔ یہ بڑی سہی تعصب مذہبی چہرہ پر
رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا۔ باوجود
اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھکر کہنا چاہئے۔ کہ سیر دلی
اور بے طمعی کے ساتھہ عرق ریز۔ کاردان۔ قدرداں خدمت
گذار تھا اور کم نظیر نہیں بے نظیر تھا ـ

راجہ ٹوڈرمل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور
کے قتل کی سازش کا بدنما دھبہ خیال کیا جاتا ہے۔
خواجہ موصوف حساب کتاب معاملہ فہمی۔ اور تحریر و
تقریر میں کارگذار اہلکار تھے۔ ترقی کرتے کرتے سنہ ۹۸۳-۸۴ھ
میں بادشاہ کی جوہر شناسی سے دیوان کل ہو گئے۔ اور
اُمور ملکی میں راجہ ٹوڈرمل کے شریک غالب ہو کر
کام کرنے لگے۔ دو کارگذار اہلکاروں کا ایک کام پر رہنا
غضب ہے۔ دونوں میں چشمک پیدا ہو گئی۔ اور ایک
دوسرے پر وار کرنے لگا۔ مرزا حکیم اکبر کا سوتیلا بھائی

کابل کا حاکم تھا - وہ بغاوت کر کے لاھور تک بڑھ آیا ۔ اکبر نے آگرہ سے فوج روانہ کی - اور پھر خود بھی روانہ ھوا - مرزا حکیم بھاگ گیا - اکبر سرھند پر پہنچا - خواجہ اُس وقت سر ھند کے صوبہ دار تھے - یار لوگوں نے مرزا حکیم کے فرمان اور اُس کے اُمرا کی طرف سے جعلی خطوط خواجہ کے نام - کچھہ خواجہ کے خط اُس کے نام بنا کر پیش کئے - - موقع ایسا تھا - کہ اکبر کو بھی یقین آگیا - قید کرکے ضامن مانگا - برے وقت میں کون کس کا ساتھی ھوتا ھے - اِن بیچارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ھوا - اور انبالہ کے قریب کچھہ کوٹ کی منزل پر بیچارے کو بے جرم وبے خطا پھانسی پر لٹکا دیا - ثانی منصور حلاج ۹۸۹ تاریخ ھوئی - جب مرزا حکیم کی مہم کا خاتمہ ھوا - تو کابل میں پہنچکر اکبر نے بہت تحقیقات کی - لیکن سازش کی بو بھی کہیں سے نہ نکلی - یہ پتہ چلا کہ راجہ ٹوڈرمل کی اشتعالک سے کرم اللہ - شہبازخان کنبوہ کے بھائی اور بعض دیگر اُمرا نے یہ فتیلے بنائے تھے - اکبر نے اِس کے خون ناحق سے اور اِس نظر سے کہ ایسا کاردان اھلکار ھاتھہ سے گیا - بہت افسوس کیا اور کہا کرتے تھے کہ جس دن سے خواجہ مرا - تمام حساب درھم برھم ھورھے ھیں اور محاسبہ کا سر رشتہ ٹوٹ گیا —

ٹوڈرمل پابندی آئین - تعمیل احکام اور محاسبات عمل درآمد میں کسی کی حال پھر بھی رعایت نہ کرتے تھے ۔

اور امرائے عالی شان سے لیکر غریب سپاهی تک
اور صاحب ملک سے لے کر ادنی معافیدار تک سب کا
حساب و کتاب انهیں کے ذمه تها۔ حساب کتاب میں
لوگ دهجتیں کرتے۔ اور جب ان کے سامنے کسی
کی کچهه پیش نه جاتی۔ طرح طرح کے الزام لگاتے اور
پهبتیاں اڑا کر اپنے دل کے بخار نکالتے تهے۔ کسی نے
سجع لکها هے :—

آنکه شد کار هند از و مختل راجهٔ راجهاست تودرمل

تصنیف و تالیف اور علمی لیاقت

راجه تودرمل نے حساب کتاب میں ایک رساله لکها هے۔ اس کے گر یاد کرکے
منیم اور مهاجن طلسمات کا عالم دکهاتے هیں۔ اور ان
کے سامنے بڑے بڑے کالجوں کے بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔
منه تکتے رہ جاتے هیں —

کتاب خزن اسرار بهی انهیں کے نام سے مشہور هے۔
جو دو حصوں پر مشتمل هے۔ ایک حصه میں دهرم
گیان۔ اشنان۔ پوجا پاٹ وغیره کا بیان هے۔ دوسرے
میں کاروبار دنیوی کا ذکر هے۔ اور دونوں میں بہت
سے چهوٹے چهوٹے باب هیں۔ هر چیز کا تهوڑا تهوڑا
بیان هے مگر سب کچهه هے۔ دوسرے حصے میں علم الاخلاق
کے علاوه اختیار ساعات۔ موسیقی' شگون' آواز طیور۔
پرواز طیور وغیره تک کے حالات لکهے هیں —

اُن کی علمی لیاقت کا حال صرف اِس قدر معلوم

ہوتا ہے۔ کہ اپنے دفتر کی تحریروں کو بخوبی لکھہ پڑہ لیتے تھے —

دفتر انتظام اور نئے قواعد

راجہ ٹوڈر مل اول درجہ کے محاسب تھے۔ ہر معاملہ میں اصول و قواعد کی پابندی کو ضروری سمجھتے تھے اُنہوں نے کاغذات دفتر کو از سر نو مرتب کیا۔ نئی نئی اصلاحیں نکالیں۔ اگرچہ ان کے ساتھہ فیضی۔ میر فتح اللہ شیرازی۔ حکیم ابوالفتح۔ حکیم ہمام۔ نظام الدین احمد بخشی وغیرہ نے بیٹھہ کر قواعد بنائے۔ اور سب دفتروں میں انہیں کے بموجب کام جاری ہوا۔ خواجہ شاہ منصور اور مظفرخاں نے دفتر کے انتظام میں بڑے بڑے کام کئے۔ مگر ان کی شہرت نے سب کے کاموں پر پانی پھیر دیا۔ اور جملہ نئی اصلاحیں اور الفاظ۔ اور دفتر کے آئین و قوانین انہیں کے نام سے مشہور ہوگئے۔ جن میں سے بہت سی اصلاحیں اور الفاظ آج تک مالگذاری اور حساب کے سرکار کاغذات میں چلی آتی ہیں —

صاحب دربار اکبری بحوالۂ خلاصۃ التواریخ تحریر فرماتے ہیں۔ " کہ وہ راز دان سلطنت تھا۔ دقائق سیاق اور حقائق حساب میں بے نظیر تھا۔ محاسبوں کے کاروبار میں باریکیاں نکالتا تھا۔ ضوابط و قوانین وزارت۔ آئین سلطنت۔ ملک کی معموری۔ رعیت کی آبادی۔ دفتر دیوان کے دستور العمل۔ حقوق بادشاہی کے اصول۔ افزونی خزانہ۔

رستوں کی امنیت - مواجب سپاہ - شرح دامی
پرگنات - تنخواہ جاگیر - مناصب اُمرا کے قواعد - سب
کچھ اِس کی یادگار ہیں - اور سب جگہہ اِنوہیں قواعد
اور ضوابط پر عمل درآمد ہے —

(۱) جمع و بندھی پرگنہ وار اس نے باندھی -
(۲) طنابی جریب خشکی اور تری میں گھٹ بڑھ جاتی
ہے اور ۵۵ گز تھی - اس نے ۶۰ گز کی جریب بانس یا
نرسل کی قرار دی - اور لوہے کی کڑیاں بیچ میں ڈالیں
کہ کبھی فرق نہ پڑے - (۳) اس کی تجویز سے
سنہ ۹۸۲ھ میں کل ممالک محروسہ بارہ صوبوں میں
منقسم ہوا - اور دہ سالہ بندوبست ہو گیا - چند گاؤں کا
پرگنہ - چند پرگنوں کی سرکار - چند سرکاروں کا ایک
صوبہ قرار پایا (۴) روپیہ کے چالیس *دام ٹھہرائے -
پرگنہ کی شرح دامی دفتر میں مندرج ہوئی (۵) کروڑ
دام کی تحصیل پر ایک عامل مقرر کرکے کروڑی (تحصیلدار)
اس کا نام رکھا (۶) امرا کے ماتحت نوکر ہوتے تھے -
ان کے گھوڑوں کے لئے داغ کا آئین مقرر کیا - کہ ایک
جگہہ کا گھوڑا دو دو تین تین جگہہ دکھا دیتے تھے -

---

* دام وزن میں ایک تولہ کا ہوتا تھا - دلی کے پیسے
کی طرح مربع تھا - ایک طرف اکبر کا نام معمولی طور
پر - اور دوسری طرف دام نہایت خوش خط خط ثلث میں
لکھا ہوتا تھا —

عین وقت پر کہیں سے دڑا ھرج پڑتا تھا - اس میں کبھی تو سواروں کی دغا بازی ھوتی تھی - کبھی اُمرا خود بھی دغا دیتے تھے کہ جب موجودات ھوتی تو فوراً سوار سپاھی نوکر رکھہ لئے اور لفافہ چڑھاکر موجودات دلوادی ادھر سے رخصت ھوئے - ادھر جاکر سپاھیوں کو موقوف کردیا - (۷) بندوبست بادشاھی کی سات ٹولیاں باندھیں ھفتے کے سات دن کے بموجب ھر ٹولی سے باری باری سے آدمی لئے جاتے تھے - اور چوکی میں حاضر ھوتے تھے (۸) ھر روز کے واسطے ایک چوکی نویس مقرر ھوا - کہ ھراھل خدمت کی حاضری لے لے - اور جو عرض معروض حکم احکام ھوں - جاری کرے اور جابجا پہونچائے (۹) ھفتے کے لئے سات واقعہ نویس مقرر ھوئے - کہ تمام دن کا حال (روز نامچہ ڈیوڑھی پر بیٹھے لکھا کریں - (۱۰) امرا اور خوانین کے علاوہ چار ھزار یکہ سوار خاص رکاب شاھی کے لئے قرار پائے - انہیں کو احدی کہتے تھے کہ یکہ کا ترجمہ ھے - ان کا داروغہ بھی الگ مقرر ھوا - (۱۱) کئی ھزار غلام - کئی لڑائیوں کے گرفتار غلامی سے آزاد ھوئے - اور چیلہ ان کا خطاب ھوا - کیونکہ خدا کے بندے آزاد ھیں انہیں غلام یا بندہ کہنا روا نہیں ھے - غرض سیکڑوں جزئیات آئین و قواعد کے ایسے باندھے - کہ بعد اس کے امرا اور وزرا نے کوشش کی اور کرتے ھیں مگر آگے نہیں نکل

سکتے ۔ اس کے بعد منصب وکالت مرزا عبدالرحیم خانخاناں
کو مرحمت ہوا ۔ اس نے بھی منصب مذکور اور امورات
وزارت کو باحسن وجوہ رونق دی ۔ کہ موردتحسین ہوا ۔
(۱۲) ہندوستان میں خرید و فروخت دیہات کی جمع
بندی ۔ تحصیل مال ۔ نوکروں کی تنخواہوں کا حساب
کیا راجاؤں اور کیا بادشاہوں میں تنکوں پر تھا ۔
مگر پیسہ دیا کرتے تھے ۔ چاندی پر ضرب لگتی تھی ۔
تو چاندی کے تنکے کہلاتے تھے ۔ اور ایلچیوں اور قوموں
کو انعام میں دیا کرتے تھے عام رواج نہ تھا ۔ چاندی
نے مول بازار میں بک جاتے تھے ۔ ٹوڈرمل نے منصبداروں
اور ملازموں کی تنخواہ میں انھیں کو جاری کیا اور
آئین باندھا ۔ کہ تنکہ کے جگہہ دیہات سے روپیہ وصول
ہوا کرے ۔ اس کا ۱۱ ماشہ وزن رکھا ۔ روپیہ کے
چالیس درم قرار دئے ۔ اس کا آئین یہ کہ تانبے پر
ٹکسال کا خرچ لگائیں ۔ نو روپیہ کے پورے پورے ۴۰
دام پڑتے ہیں ۔ وہی نوکروں کو تنخواہ میں ملتے تھے
اسی کے بموجب جمع کل دیہات و قصبات پرگنات
کے دفتر میں لکھی جاتی تھی ۔ اس کا نام عمل نقد
جمع بندی رکھا ۔ محصول کا یہ آئین باندھا ۔ کہ غلہ
زمین بارانی میں ۔ نصف کاشتکار تھا ۔ نصف بادشاہ کا
غیر بارانی میں ہر قطعہ پر — اخراجات اور اس کی
خرید و فروخت کی لاگت لگا کر غلہ میں $\frac{1}{3}$ بادشاہی

لیھکر وغیرہ میں کہ جلس اعلی کہلاتی تھی - اور باقی لگھہالی اور کتائی وغیرہ کی محنت غلہ سے زیادہ کھاتی ہے

| | | | حسب سراتب حق بادشاہی - باقی
۷ ۶ ۵ ۴

حق کا شتکار اگر محصول لیں - تو جلس میں مربع بیگہ پر زر نقدی اہی - اس کا دستور العمل بھی جلس وار لکھا ہوا ہے —

ہندوںکا فارسی پڑھنا اور دفاتر شاھی میں زبان کا عام طور پر ہونا

سنہ ۹۹۰ ھ میں سونے سے تالبی تک کل سکوں میں راجہ کی تجویز سے اصلاحیں ہوئیں - سکندر لودی کے زمانے تک عام طور سے ہندو فارسی یا عربی نہ پڑھتے تھے - ان کا نام ملکش بدھیا رکھہ چھوڑا تھا - جب سکندر لودی کو فارسی خواں ہندؤں کی ضرورت ہوئی - تو اس نے ایک دن دربار میں کہا "- کہ کدام ہندو بچہ است کہ فارسی می دالد "- جواب ملا - کہ کوئی نہیں - اس پر بادشاہ نے اول برھملوں کو طلب کرکے فارسی پڑھنے کے واسطے کہا - انہوں نے جواب دیا - کہ مہاراجہ ھمکو اپنے دھرم کرم و دیا سے کہاں فرصت ہے - جو فارسی پڑھیں - پھر چھتریوں کو بلا کر کہا - وہ بولے - کہ ہم اہل سیف ہیں اہل قلم بننا نہیں چاھتے اسی طرح ویشوں نے عذر کیا - کہ ہم تجارت پیشہ ہیں - ہمیں - اس قدر فرصت نہیں کہ فارسی پڑھیں - جب شودروں میں کایتوں کی باری آئی جو پہلے سنسکرت کی کتابت سے اوقات

بسری کرتے تھے - انھوں نے خوشی سے قبول کرلیا - اور تھوڑے ھی دنوں میں فارسی پڑھ کر ملکی عہدوں پر مامور ھونے لگے - ان کی دیکھا دیکھی اور هندو بھی فارسی پڑھنے لگے - اور سکندر لودی ھی کے زمانہ میں اکثر هندو فارسی دری میں کامل ھو کر ان علوم کا درس دینے لگے - پنڈت دونگرمل شاعر بن گئے - جن کا یہ مطلع مشہور ھے —

دل خوں نشدے چشم تو خنجر نشدے گر
رہ گم نشدے زلف تو ابتر نشدے گر

لیکن چونکہ هندی ملکی زبان تھی - اور هزاروں ایسے هندو جو فارسی نہیں جانتے تھے مختلف محکموں خصوصاً محکمہ مال میں ملازم چلے آتے تھے - اس کے علاوہ سکندر لودی کے بعد سے اکبر کے عہد تک ملکی انقلاب بھی حالت جلد ھوتا رھا - اور کسی بادشاہ کو اتنی فرصت نہ ملی کہ ادھر توجہ کرتا لہذا راجہ ٹوڈرمل کے عہد تک دفتروں کا انتظام کچھ تیتر کچھ بٹیر رھا - جہاں ایسے هندو تھے جو فارسی نہیں جانتے تھے - وھاں هندی کاغذوں میں کام چلتا تھا - جہاں مسلمان اور فارسی خواں هندو تھے - وہ فارسی میں کاغذ رکھتے تھے - جب راجہ ٹوڈرمل نے دیکھا کہ اس دو عملی سے کام میں بہت هرج ھوتا ھے - اور هندو بادشاہ وقت کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی ترقی پانے سے محروم رھتے ھیں - تو اس نے کل قلمرو هندوستان کے دفاتر میں ایک قلم فارسی زبان کو رائج

کر دیا - اگرچہ راجہ کے اس حکم سے اس وقت ھندوؤں میں ایک عام اضطراب پیدا ھو گیا - اور چند روز تک طرح طرح کی مشکلیں بھی پیش آئیں لیکن عام طور سے ھندو فارسی پڑھنے لگے اور چند ھی مدت کے عرصے میں بہت سے ھندو فارسی خوان ھو کر نہ صرف دفتروں بلکہ امراے دربار کے زمرے میں نظر آنے لگے - اور چونکہ بہ نسبت مسلمان اھلکاروں کے یہ اپنے افسروں کی اطاعت و فرمان برداری زیادہ کرتے تھے اس وجہ سے ان سے ترقی بھی زیادہ پاتے تھے - رفتہ رفتہ دفتروں میں ان کی تعداد بڑھتی گئی - اور اکبر ھی کے عہد میں سب امیروں کی سرکاروں میں بھی ھندو ھی منشی اور دیوان نظر آنے لگے - چنانچہ جب کسی موقع پر مسلمان اُمرا نے اکبر سے راجہ تودرمل کے اختیارات اور ترقیات متواتر کو دیکھ کر بعض امورات میں اس کی شکایت کی - اور یہ بھی کہا کہ حضور نے ایک ھندو کو مسلمانوں پر اس قدر اختیار اور اقتدار دیدیا ھے - ایسا مناسب نہیں - تو بادشاہ نے بے ساختہ جواب دیا - ھر کدام شما در سرکار خود ھندوے دارد - اگر ماھم ھندوے داشتہ باشیم چرا از و بد باید بود - یعنی تم سب کی سرکاروں میں ھندو منشی ھیں - ھم نے ایک ھندو رکھا تو تم کیوں برا مانتے ھو —

جہانگیر - شاہ جہاں - بلکہ اورنگ زیب کے عہد تک ھندو اھل قلم مسلمان اھلکاروں کا پہلو دباتے ھوئے

برابر ترقی کرتے گئے - اورنگ زیب کے عہد میں دیوانی پیشکاری - کڑوڑی (تحصیل داری) وغیرہ عہدوں پر تمام ہندو ہی ہندو سرفراز تھے - اب یا تو بادشاہ کے سامنے مسلمان امیروں نے شکایت کی ہو - یا ست نرائنی فرقے اور دیگر ہندو رعایا کی بغاوت - اور ان ہندو اہلکاروں اور عہدے داروں کے ان کے ساتھ شامل ہو جانے یا دانستہ اپنے فرائض منصبی سے غفلت کرنے کی وجہ سے جس کا ثبوت پورے طور سے تاریخ سے چلتا ہے - بادشاہ کو خود خیال پیدا ہوا ہو - سنہ ۱۰۸۲ ھ میں پہلا فرمان جاری ہوا - کہ محالات خالصہ کے کڑوڑی مسلمان مقرر کئے جایا کریں - اور دیوانی اور پیشکاری کے عہدوں پر بھی مسلمانوں کا تقرر کیا جائے - لیکن اسی سال پھر دوسرا فرمان صادر ہوا - کہ تمام دفاتر دیوانی اور بخشیان سرکار کے محکموں میں ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر کیا جایا کرے - اگرچہ بادشاہ نے اس فرمان کی تعمیل پر بھی زیادہ زور دیا اور بقول صاحب منتخب اللباب اس حکم کی پوری کیا بالکل بھی تعمیل نہ ہوئی لیکن اس زمانہ میں متعصب مورخوں نے اتنی ہی سی بات پر پرکا کوا بنا کر اورنگ زیب پر یہ الزام گڑھ لیا ہے کہ اس نے ہندؤں کو تعصب مذہبی کی وجہ سے ملازمت شاہی سے خارج کیا - حالانکہ تاریخ سے سوائے امر مندرجہ بالا کے ان کے اس الزام دہی کی کوئی اصلیت

نہیں معلوم ہوتی - بلکہ برعکس اس کے مسلمانوں کے آخری عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے - اور ٹوڈرمل کا یہ فیض نہ صرف مسلمانوں کے آخری عہد تک جاری رہا بلکہ پرانے مسلمان رئیسوں کی سرکار میں اب تک ہندو متصدی نظر آتے ہیں اور اسی نظیر سے برٹش گورنمنٹ کے عہد میں ہندوؤں نے فائدہ اٹھا کر بادشاہ وقت کی زبان سیکھنے میں پیش قدمی کی اور ترقی کی گوور دوڑ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے بہت آگے نکل گئے —

دفاتر میں فارسی زبان رائج ہونے سے دوسرا فائدہ جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو ہوا وہ یہ ہے - کہ فارسی اور عربی الفاظ عام طور سے ہندوؤں کی زبان پر آنے لگے - اور ہندو مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد کی مبارک یادگار زبان اردو کی بنیاد پڑی —

یادگاریں راجہ ٹوڈرمل نے لاہور اور پنجاب کے اکثر مقامات پر عالیشان پختہ تالاب - اور دیگر عمارتیں تعمیر کرائی تھیں - اکبر آباد (آگرہ) اور فتحپور سیکری میں ان کی عالیشان حویلیوں کے نشانات اب تک موجود ہیں - اکبر آباد کی حویلی دریائے جمنا کے کنارے روضۂ تاج باغ کے قریب واقع - اور حویلی دیوان جی کے نام سے موسوم تھی —

اولاد (دهارا) | راجہ ٹوڈرمل کے بیٹے راجہ کلیان کا حال علحدہ لکھا جائے گا - بڑا بیٹا دهارا باپ کی زندگی میں ملازمت شاہی میں داخل تھا مہم ٹھٹھہ میں خانخاناں مرزا عبدالرحیم خاں کے ساتھہ ہوکر خوب بڑھ بڑھ کر لڑا - اور پیشانی پر نیزے کا زخم کھا کر گھوڑے سے گرا - خوشا نصیب سرخرو دنیا سے گیا - منصب هفت صدی پر سرفراز تھا —

راجہ - رائے ٹوڈرمل افضل خانی

ابتدا میں علامی افضل خاں وزیر اعظم شاہجہانی کی سرکار میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم ہوئے - اور اپنی لیاقت و کاردانی - اور سلامت روی سے بہت جلد منظور نظر ہوکر ترقی پاتے رہے - علامی موصوف کی وفات کے بعد جوہر کاردانی سے منتخب ہوکر بادشاہی ملازمت میں منسلک ہوے - ۸ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۰ھ سنہ ۱۳ جلوس کو خدمت دیوانی اور امینی اور فوجداری سرکار سہرند سے مفتخر ہو کر خطاب رائے سے موصوف ہوے سنہ ۱۴ جلوس میں فوجداری لکھی جنگل کی خدمت بھی انھیں مرحمت ہوی —

رائے ٹوڈرمل راجہ ٹوڈرمل کے صرف ہمنام ہی نہ تھے بلکہ انتظامی قابلیت اور حسن تدبیر کے ساتھہ رعایا

پروری میں اُن کے نقش قدم پر چلتے تھے سنہ ۱۵ جلوس میں ان کی رعایا پروری اور انتظامات سے بادشاہ نے خوش ہوکر منصب ہزاری ذات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز فرمایا —

سنہ ۲۰ جلوس میں اول میں سو سو سوار دو اسپہ سہ اسپہ منصب میں اضافہ ہوکر اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و پنصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سر بلند ہوے۔ اور سرکار دیبالپور۔ اور پرگنہ جالندھر۔ اور پرگنہ سلطان پور کی دیوانی بھی انہیں کو مرحمت ہوئی۔ جب ان کی خوش لیاقتی اور حسن کارگذاری سے ان پرگنات کی مالگذاری پچاس لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی تو بادشاہ نے خوش ہوکر سنہ ۲۱ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے ممتاز کرکے خطاب راجگی سے موصوف کیا —

سنہ ۲۳ جلوس میں علم مرحمت ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں جب شاہزادہ دارا شکوہ سموگڈہ کی شکست کے بعد اکبر آباد سے پنجاب کی طرت بھاگا اور راستے میں سہرند کی طرت سے ہوکر گذرا۔ تو لکھی جنگل کے نام سے راجہ تودر مل کا جمع کیا ہوا بیس لاکھ روپیہ جو اس نواح میں مدفون تھا تلاش سے اس کے ہاتھ لگا شہنشاہ عالمگیر نے تخت نشین ہوکر راجہ تودر مل کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور اسی

جگہہ انھوں نے سنہ ۱۰۷۶ ھ میں انتقال کیا —

راجہ جگناتھہ کچھواھا

راجہ ٹوڈر مل کے چھوٹے بیٹے - اور راجہ مان سنگھہ کے چچا تھے - اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا حاکم کرکے روانہ کیا تھا - اس نے قرب و جوار کے علاقوں پر بھی دست اندازی شروع کی اور آنبیر کو جو کچھواھا خاندان کا دارالحکومت تھا اپنا چاھا - راجہ بہاڑا مل کا ایک بھتیجہ شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے آن ملا - اور ساتھہ ھوکر لشکر لے گیا - مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے مرزا غالب آیا - اور راجہ بہاڑامل پر کچھہ خراج مقرر کرکے ان کے دو بھتیجوں اور ایک بیٹے یعنی انہیں جگناتھہ کو بطور یرغمال اپنے ساتھہ لے گیا —

سنہ ۹۶۸ ھ میں راجہ بہاڑا مل امراے اکبری میں داخل ھوے - ان کے بیٹے پوتے عزیز و قریب سب کے علحدہ علحدہ منصب مقرر ھوے - راجہ جگناتھہ بھی مرزا کے پاس سے طلب ھوکر امراے شاھی میں داخل ھوے - اور شرافت اطوار اور جوھر اعتبار سے منتخب ھو کر حضوری رکاب میں عزت پائی —

سنہ ۲۱ جلوس میں رانا پرتاب کی لڑائی میں غنیم کی صفوں کو تہہ و بالا کردیا - رام داس جیمل کا بیٹا کہ ناموران

لشکر رانا سے تھا۔ مقابلے پر آیا اور مارا گیا۔ اکبر ان کی اس بہادری کا حال سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور انعام و اکرام سے مالا مال کیا —

سنہ ۲۳ جلوس میں پنجاب کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ اس کے بعد کابل وغیرہ کی مہمات میں کارہائے نمایاں انجام دے کر سنہ ۳۶ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوئے۔ اکبر کے آخیر عہد میں راجہ جگناتھ منصب اعلیٰ پنجم ہزاری سے سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشیں ہوکر خلعت کے ساتھ ایک نہایت اعلیٰ درجے کی جڑاؤ تلوار مرحمت فرمائی —

رام چند کچھواہا

رام چند (کرم چند) راجہ جگناتھ کا بیٹا جہانگیر کے عہد میں منصب دوہزار ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز خدمات شاہی میں سرگرم تھا —

راجہ منروپ کچھواہا

دوسرا بیٹا منروپ شاہ جہاں کے وقت میں خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سنہ ۱ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات۔ یک ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ یہ شاہ جہاں کے ایام شاہزادگی کے وفادار ملازموں میں سے تھا۔ شاہ جہاں نے تخت نشین ہوکر خلعت جہد ہر مرصع، علم، اسپ مع زین نقرہ کے علاوہ پچیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت فرمایا۔ سنہ ۳ جلوس میں مرگیا —

تیسرا بیٹا بالا شاہجہاں کے عہد میں منصب ہفت صدی ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز تھا - وہ بھی سنہ ۳ جلوس میں مر گیا —

راجہ مدروپ کا بیٹا گوپال سنگھہ سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات - شش صد سوار پر سرفراز تھا -

جگمل کچھواہا

گوپال سنگھہ کچھواہا | راجہ بہارا مل کچھواہا کا چھوٹا بھائی تھا - راجہ موصوف کے ساتھہ ملازمت اکبری میں داخل ہوا - سنہ ۸ جلوس میں میرٹھہ (ماوراء) کا قلعہدار مقرر ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں جب اکبر یلغار کر کے گجرات روانہ ہوا - جگمل کو اردوے شاہی کی حفاظت پر متعین کیا -

جگمل منصب ہزاری ہی پر پہنچنے پایا تھا - کہ اس کا انتقال ہو گیا —

کھنگار کچھواہا | جگمل کا بیٹا کھنگار اپنے چچا راجہ بہارا مل کے ساتھہ اکبر آباد میں رہتا تھا ابراہیم حسین مرزا کی بغاوت کے ایام میں راجہ نے اس کو فوج دے کر دہلی کی حفاظت کے واسطے روانہ کیا - سنہ ۲۱ جلوس میں کنور مان سنگھہ کے ساتھہ رانا پرتاب کی سہم پر

مامور ہوا - اس کے بعد شہباز خاں کلبوہ کی ماتحتی میں صوبۂ بنگالہ میں متعین ہوا —

راجہ جے مل کچھواہا

راجہ روپ سی کچھواہا کا بیٹا - اور راجہ بہاڑا مل کا بھتیجہ تھا - راجپوتوں میں سب سے پہلے اُمرائے تیموریہ کے زمرے میں شامل ہونے کا فخر اسی کو حاصل تھا - ابتدا میں مرزا اشرف الدین حسین حاکم میوات کی ملازمت میں منسلک ہو کر میرتھہ (مارواڑ) کا تھانہ دار مقرر ہوا - جب مرزا کا کار و بار برہم ہوا - دربار اکبری میں حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا —

سنہ ۱۷ جلوس میں خان اعظم کے ساتھہ گجرات روانہ ہوا - اور اکبر کی مشہور یلغار گجرات میں ۲۷ یا ۳۰ منزلوں کو جنہیں شاہان سلف نے مہینوں میں طے کیا تھا - اس نے آٹھہ نو دن میں طے کیا تھا - بادشاہ کے ساتھہ تھا —

اس مہم میں جب اکبر لڑائی کے واسطے میدان جنگ میں صفوں کو درست کر رہا تھا - اس نے دیکھا کہ راجہ جے مل بہت بھاری بکتر پہنے ہوئے ہے - اکبر نے سبب دریافت کیا - اس نے جواب دیا - کہ اس وقت یہی ہے - زرہ جلدی کی وجہ سے وہیں رہ گئی - اکبر نے اسی

وقت وہ بھاری بکتر اُتروایا - اور اپنے خاصہ کی زرہ پہلوادی -
راجہ جے مل سلام کرکے ہنسی خوشی اپنے رفیقوں میں جا ملا -
تھوڑی دیر میں بادشاہ نے راجہ کرن کو جو راجہ مالدیو
والی جودھپور کا پوتا تھا - دیکھا کہ اُس کے پاس زرہ
یا بکتر کچھہ نہ تھا - بادشاہ نے راجہ جے مل کا بکتر
اُسے پہنوا دیا جےمل کے باپ روپ سی کی جودھپور والوں
سے کچھہ خاندانی عداوت چلی آتی تھی - جب اُس کو یہ
حال معلوم ہوا اُس نے اُسی وقت بادشاہ کے پاس آدمی
بھیجا - کہ حضور میرا بکتر میرے بزرگوں کی یادگار چلا
آتا ہے اور فتح نصیب ہے - وہ مرحمت فرمایا جاے جب بادشاہ نے
یہ پیغام سنا خیال آیا کہ اِن دونوں کے درمیان خاندانی
کھٹک چلی آتی ہے - فرمایا کہ خیر ہمنے اِسیواسطے خاصہ
کی زرہ تمہیں دیدی ہے - کہ فتح و نصرت کا تعویذ اور
اقبال کا پیش خیمہ ہے بجاے اپنے بکتر کے اِسے آپکے پاس
رکھو - روپ سی سے اور تو کچھہ بن نہ پڑا اسلحہ جنگ
اُتار کر پھینک دئیے اور کہا - کہ خیر - میں میدان جنگ
میں یونہی جاونگا - اِس نازک موقع پر جس نقش سلیمانی
سے اکبر نے راجپوت دیووں کو مسخر کیا - وہ عجیب وغریب
ہے - اُس نے یہ حال سن کر فوراً اپنی زرہ بکتر اُتارنی
شروع کی - اورکہا کہ جب ہمارے جاں نثار ننگے میدان
جنگ میں لڑینگے - تو ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ زرہ
بکتر میں چھپ کر میدان جنگ میں جائیں - ہم بھی

پرہلہ تیر و تلوار کے منہ پر جائیں گے - جب راجہ بھگوان داس نے جو خاندان کے سردار تھے یہ حال دیکھا - فوراً گھوڑا بڑھا کر جے مل اور روپ سی کے پاس پہنچے - دونوں کو سمجھایا - لعنت ملامت کی اُن کے کہنے سے دونوں نے پھر ہتھیار باندھے - یہ وہاں سے بادشاہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ روپ سی نے آج بھنگ زیادہ پی لی تھی - اُس کی لہروں کی ترنگ میں یہ گستاخی ہوئی - اب بہت شرمندہ ہے - اکبر سن کر ہنسنے لگے - اور یہ نازک جھگڑا اِس عمدگی سے طے ہو گیا - اس قسم کی صحبت دی باتیں ہوا کرتی تھیں - جن کی وجہ سے راجپوت اکبر کے طلسم محبت میں کھینچ کر جان تک دینے کو فخر سمجھتے تھے - سنہ ۲۱ جلوس میں دودا پسر رائے سرجن کی تنبیہ کے واسطے مہم بوندی پر مامور ہوا -

سنہ ۹۹۱ ھ میں اکبر نے کسی ضروری کام کے واسطے ڈاک چوکی پر بنگالہ روانہ کیا - یہ وفادار جان نثار پہلدہ گھوڑے کی ڈاک پر بیٹھ کر دوڑا - گرمی کا موسم تھا - زور شور سے لوئیں چل رہی تھیں - تقدیر کی خوبی کہ چوسا کے گھاٹ تک پہلے چلے پایا تھا - کہ تھکن نے بٹھا دیا اور تھوڑی دیر میں لٹا کر بستر مرگ پر ہمیشہ کے لئے سلا دیا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا - محل میں گئے - تو سنا کہ اُدے سنگھ

جے مل کا بیٹا اور چند اور جاہل راجپوت اپنی جہالت کی وجہ سے جے مل کی رانی کو جو موٹہ راجہ کی بیٹی ہے زبردستی ستی کرنا چاہتے ہیں - خدا ترس بادشاہ کو ترس آیا - دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے کہ کسی امیر کو بھیج دوں - مگر اُس کے سینے میں اپنا دل اور پھر دل میں یہ درد کیوں کر ڈالوں اس خیال کے آتے ہی تڑپ کر فوراً اُٹھہ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اُڑا - راجہ جگناتھہ اور راجہ رائے سال اور چند اور جان نثاروں کو ساتھہ لیا - اور موقع واردات پر جا کھڑا ہوا راجہ جگناتھہ - اور راجہ رائے سال نے آگے بڑھ کر اُدے سنگھہ اور دیگر راجپوتوں کو سمجھایا - اور سمجھا بجھا کر حضور میں لاکر حاضر کر دیا - جب اکبر نے دیکھا کہ اپنے کئے پر پشیمان ہیں - جان بخشی کا حکم دیا لیکن چند روز تک ادب خانہ زندان میں رکھا —

کنور جگت سنگھہ کچھواہا

راجہ مان سنگھہ کے بڑے بیٹے تھے - باپ کے ساتھہ ملازمت شاہی میں داخل ہوکر منصب نہ صدی سے سرفراز ہوے - اکبر کی اِن پر خاص نظر عنایت تھی - اس وجہ سے دربار میں زیادہ حاضر رہتے تھے - سنہ ۴۲ جلوس مطابق

۱۰۰۶ھ میں مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھہ راجہ باسو کی تنبیہہ پر مامور ہوے —

سنہ ۴۴ جلوس مطابق ۱۰۰۸ھ میں اکبر نے راجہ مان سنگھہ کو شاہزادہ سلیم کے ساتھہ رانا امر سنگھہ کی تنبیہہ پر مامور کیا اور بنگالہ کی حکومت پر کنور جگت سنگھہ کو سرفراز فرمایا۔ نوجوان کنور خوشی خوشی آگرہ میں تہیۂ سفر میں مصروف تھا۔ کہ موت کے فرشتے نے آ پکارا۔ اور عین نوجوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر میں شراب خانہ خراب کا شکار ہوگیا۔ تمام قوم کچھواھہ کے گھر گھر ماتم پڑگیا اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اُس کے صغیر سن بیٹے مہان سنگھہ کو باپ کی جگھہ دی اور بنگالہ کی روانگی کا فرمان صادر کیا —

شہنشاہ جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس میں کنور جگت سنگھہ کی بیٹی کی خواستگاری کی اور ۱۶ محرم سنہ ۱۰۱۴ھ کو اسی ہزار روپیہ بطور رسم ساچق راجہ مان سنگھہ کے گھر بھیجا۔ ۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۴ھ کو دلہن نہایت دھوم دھام سے حرم سراے شاہی میں داخل ہوئی۔ مریم زمانی (والدۂ جہانگیر) کے دولت خانہ پر مجلس عقد منعقد ہوئی۔ راجہ مان سنگھہ نے لاکھوں روپیہ کے زیورات اور مرصع آلات۔ اور طرح طرح کے ساز و سامان جہیز میں دیے۔ جس میں ساٹھہ ہاتھی بھی تھے —

جادون راؤ

سیواجی مرهٹه کا نانا اور اصلی نام لکهه جی تها - مرهٹوں کا ستارہ اقبال اسی کی حسن قابلیت اور شجاعت رستمانه سے عالم میں چمکا اس سے پہلے گولکنڈہ بیجاپور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاهوں کے وقت میں مرهٹوں کو قلعوں وغیرہ کے پیدل سپاهیوں میں نوکریاں ملا کرتی تهیں - مگر جب معلوم هوا که جنگی سواروں میں بهی اچهی خدمت دے سکتے هیں - تو رسالوں میں بهی بهرتی هونے لگے - اور ان میں ایسے لوگ جو پٹیل (چودهری) اور دیس مکهه (نمبردار) هوتے تهے - موروثی عزت کے باعث سے رسالداریوں اور جمعداریوں کے عهدوں تک مامور هوجاتے تهے - سولهویں صدی عیسوی سے پہلے نه تو مرهٹے بطور ایک قوم کے مشہور تهے - اور نه ان میں کوئی ایسا سردار تها جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا هو - مگر اس صدی کے آغاز میں ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاهی سلطنت کا ایک مشہور اور نهایت زبردست امیر تها اور جو امارت کے نام سے در اصل فرمان روائی کرتا تها - مرهٹوں کو اپنی فوج میں سواروں کے زمرہ میں زیادہ بهرتی کیا - اور ان کو سپاه گری کا فن سکهایا اور زرخیز جاگیریں عطا کرکے امارت اور سپه سالاری کے درجے تک پهونچا دیا —

اسی ملک عنبر کی فوج میں مرهٹوں میں سب سے پہلے لکهه جی نے جس کو بطور اعزازی لقب کے جادون راؤ کهتے تهے

سب سے زیادہ ترقی پائی - اور اپنی شجاعت و کارگذاری کے
کے جوہر دکھاکر درجۂ امارت اور دس ہزار سواروں کی سرداری
کے منصب پر سرفراز ہوگیا - اور یہاں تک اقتدار حاصل کیا -
کہ جب سنہ ۱۶ جلوس جہانگیری میں شاہزادہ خورم (شاہجہاں)
ملک عنبر کی فوج سے بر سر پیکار تھا - اور یہ اپنے آقا سے
بے وفائی کرکے اس سے آ ملا - تو ملک عنبر کی تقدیر اُلٹ گئی
اور لڑائی ہار گیا —

غنیم کے ایسے نامور اور عالی ہمت سردار کے ٹوٹ آنے کو
شاہزادہ نے بہت غنیمت سمجھا - نہایت دلداری اور خاطرداری
سے اس کا دل بڑھایا اور دربار میں سفارش کرکے منصب
پنجہزاری ذات - پنج ہزار سوار اس کا مقرر کرادیا اس کے بیٹوں
پوتوں اور دیگر متعلقین سب کا علحدہ علحدہ منصب مقرر
ہوا - کل خاندان کا منصب چوبیس ہزاری ذات - پندرہ ہزار
سوار شمار میں آیا - اس کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز
پرگنے صوبہ دکن کے جاگیر میں مرحمت ہوے - اور وہ نہایت
عزت و عظمت سے زندگی بسر کرنے لگا —

سنہ ۳ جلوس میں جب بادشاہ برہان پور میں مقیم تھے
نہ معلوم کیا خیال کرکے اپنے سب ہمراہیوں کے ساتھ لشکر شاہی
سے بھاگ گیا - اور نظام شاہ کے پاس جا پہونچا - وہ اس کی
پہلی نمک حرامی سے بہت جلا ہوا تھا - حکمت عملی سے اس کو
اپنے قابو میں لاکر معہ دو بیٹوں اُجلا (اُچالا) اور رکھو اور

ایک پوتے بسونت راے کو قتل کرا دیا —

گرجائی زوجۂ داماون راؤ

گرجائی یا گرجا بائی اس کی عورت بڑی عقلمند - بہادر - دور اندیش - اور مدبر عورت تھی - وہ بجاے اس کے کہ خاوند کے ساتھ ستی ہوتی یا خاوند اور بیٹوں کے سوگ میں بیٹھتی - میدان ہمت میں قدم جماکر اُٹھ کھڑی ہوئی - اپنے بیٹے بہادر جی اور دیور جگدیو راے کو ساتھ لے کر نقارے بجاتی ہوئی دولت آباد سے اپنے وطن سندھکر کو جہاں اس کے شوہر کا بنایا ہوا قلعہ موجود تھا چل دی - بڑے بڑے سپہ سالار اور بہادر مرد سنتے رہ گئے مگر اس کے سامنے کسی کی اتنی ہمت نہ پڑی کہ اس کی طرف نظر اٹھاکر بھی دیکھتا —

گرجائی نے اپنے وطن میں پہنچکر نہایت عجز و عاجزی سے درگاہ شاہجہانی میں عفو تقصیر کی عرضی لکھی خدا ترس بادشاہ کو اس کی حالت زار پر رحم آگیا - قصور معاف فرماکر اعظم خان صوبہ دار دکن کے نام فرمان لکھایا - کہ مادولت نے از راہ مراحم خسروانہ ان لڑکوں کا قصور معاف فرمایا - تم کو لازم ہے کہ ان لڑکوں کو اپنی خدمت میں طلب کرکے حسب حیثیت ان کے منصب کے واسطے رپورٹ کرو - اعظم خان نے اس فرمان کے پہنچنے پر ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور اس کی سفارش سے حسب ذیل اشخاص امراے شاہی کے سلک میں منسلک ہوے —

ونت جی

ونت جی کو جو رکن خاندان تھا - ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ نقد مدد خرچ کے واسطے مرحمت ہوا —

جگدیو راے

جگدیو راے جادون راے کا بھائی منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا اور دکن میں خدمات شاہی بجا لاکر سنہ ۵ جلوس میں مرگیا —

تلنگ (پتنگ) راے (جادون راے ثانی)

تلنگ راے - جادون راو کا پوتا اور بسونت راے کا بھائی منصب سہ ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوکر خطاب جادون راے سے موصوف ہوا ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع عطا فرماکر پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - سنہ ۹ جلوس میں ساھوجی بھونسلا کی تنبیہ پر مامور ہوا —

بیٹھو جی

بیٹھو جی اجلا کا بیٹا اور جادون راؤ کا پوتا منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - ۴ جمادی الاول ۱۰۴۱ ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع اور اسپ و فیل مرحمت فرمایا سنہ ۹ جلوس میں مہم ساھو جی بھونسلا پر مامور ہوا - اس کے بعد مدت تک صوبہ دکن میں خدمات شاہی بجا لاتا رہا —

بہادر جی

جادون راؤ کا بیٹا بہادر جی ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ ھ کو بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا - بادشاہ نے خلعت اور کھپوہ مرصع کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور منصب پنج ہزاری ذات - پنج ہزار سوار سے سرفراز کرکے علم و نقارہ سے سربلند کیا - اور ایک گھوڑا معہ سونے کی زین کے اور ایک ہاتھی عطا کیا - سنہ ۶ جلوس میں قلعۂ دولت‌آباد کے محاصرہ میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا سنہ ۸ جلوس میں وفات پائی —

دتا (دیاجی پسر بہادر جی)
جگدیو رائے پسر دتاجی

بہادر جی کی وفات کے بعد بادشاہ نے اس کے بیٹے دیا (دتا) جی کو منصب سہ ہزاری ذات - ہزار سوار پر مفتخر کیا - سنہ ۹ جلوس میں ساہوجی کی مہم پر مامور ہوا - اس کے بعد عالمگیر کے عہد تک صوبہ دکن میں عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رہا - اور جب عالمگیر کے عہد میں مرہٹوں کی کسی لڑائی میں مارا گیا - تو بادشاہ نے اس کے بیٹے کو خطاب جگدیو رائے سے موصوف کرکے عہدۂ منصب پر سرفراز کیا —

راجہ ججہار سنگھ بندیلہ

راجہ نرسنگھ دیو بندیلہ کا بیٹا تھا - باپ کے مرنے کے بعد

خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۔ جہانگیر کے آخری عہد میں منصب چہار ہزاری ذات ۔ چہار ہزار سوار سے سرفراز تھا ۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں خلعت و جمدھر مرصع مرحمت ہوکر علم نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا اور منصب پنجہزاری سے سرفراز ہوا ۔ جہانگیر کی راجہ نرسنگھ دیو اور ججھار سنگھ پر خاص نظر شفقت تھی ۔ اور اس کے عہد میں دونوں باپ بیٹوں نے بہت سا روپیہ جا و بیجا طور سے پیدا کیا تھا اور اپنے وطن اوندچھہ (ارچھا) کے قرب و جوار کے اکثر علاقوں پر قابض ہوگئے تھے ۔ جب شاہجہاں کے عہد میں دیکھا ۔ کہ پابندی آئین اور مصاحبت عمل درآمد میں کسی کو بالیدگی رعایت نہیں ہوتی تو خوف پیدا ہوا اور ایک دن آدھی رات کے وقت اکبرآباد سے بھاگ گیا ۔ بادشاہ نے مہابت خاں وغیرہ کو تعاقب پر مامور کیا ۔ لیکن بھاگا بھاگ ارندچھہ جا پہونچا ۔ جب شاہی فوج نے اوندچھہ کا محاصرہ کیا اور بہت تنگ ہوا تو بارگاہ شاہی میں عفو تقصیر کی عرضی لکھی ۔ فرماں روایان مغلیہ کی بارگاہ میں در توبہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا ۔ دعا قبول ہوگئی اور قصور معاف ہوگیا سنہ ۲ جلوس میں حاضر دربار ہوا ۔ پندرہ لاکھ روپیہ نقد ۔ ایک ہزار اشرفیاں ۴۰ ہاتھی بطور تاوان جنگ پیش کئے ۔ اس کے بعد مہم دکن میں مامور ہوا ۔ اور خدمتیں بجالاتا رہا ۔

سنہ ۸ جلوس میں پھر شامت اعمال نے گھیرا - صورت یہہ ہوی کہ رخصت لے کر وطن میں مقیم تہا وہاں سے کسی بات پر برا فروختہ ہوکر بھیم نرائن زمیندار چوراگڈہ پر چڑہ دوڑا - اور اُس بیچارے کو قتل کر کے اُس کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا - اور اُسکی زمینداری پر قابض ہو گیا اب جہانگیر کا عہد تو تہا نہیں - کہ بادشاہ کی نظر عنایت کی وجہ سے کوئی نہ بولتا - شاہجہاں کے عہد کا باضابطہ انتظام تہا - دربار سے باز پرس شروع ہوئی - اور محاسبہ کے پھندے پھیلنے لگے اُس نے اپنے بیٹے بکرماجیت کو جو مہم دکن پر مامور تہا بلا لیا اور پھر نمکحرامی پر کمر باندھکر باغی ہوگیا - بادشاہ نے - سید خانجہاں بارہ اور عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اور خان دوران خاں وغیرہ بڑے بڑے امیروں کو سرکوبی پر متعین کیا وہ اِس عظیم‌الشاں لشکر کی ٹکر نہ اُٹھا سکا - اوندچھہ سے دھامونی - اور وہاں سے چوراگڈہ بھاگا - اور جب ملک‌الموت کیطرح شاہی لشکر نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا - تو جنگل میں گھس گیا - وہاں گونڈوں نے اس کو پکڑ کر معہ بکرماجیت اُس کے بیٹے کو قتل کرڈالا - خان دوران خاں نے دونوں کے سر کٹواکر بادشاہ کے پاس بھیج دئے ایک کروڑ روپیہ اس کے دفینوں سے برآمد ہو کر خزانہ شاہی میں داخل ہوا -

راجہ جگت سنگھہ

راجہ باسو کا چھوٹا بیٹا تھا - راجہ باسو کی وفات کے بعد جہانگیر نے اُس کے بڑے بیٹے سورج مل کو باپ کا جانشین مقرر کیا - دونوں بھائیوں میں مخالفت تھی - بادشاہ نے اِس کو بھی کسی ادنیٰ منصب پر مامور کرکے صوبہ بنگالہ میں متعین کر دیا —

سنہ ۱۳ جلوس میں سورج مل نے نمک حرامی کی - اور باغی ہوگیا - بادشاہ نے اِسے صوبۂ بنگالہ سے طلب کرکے منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز کر کے خطاب راجگی - خنجر مرصع - اسپ و فیل اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - راجہ بکرماجیت (سندر داس) کے پاس جو سورج مل کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا روانہ کیا - سورج مل کے مارے جانے کے بعد وطن کی حکومت پر سر بلند ہوا - اِس خاندان میں نہ معلوم بغاوت کا کیا اثر تھا ۱۸ جلوس میں اِس نے بھی بیوفائی پر کمر باندھی - اور خود مختار بن بیٹھا - صادق خاں تنبیہ پر مامور ہوا - اور اس نے پہاڑوں میں گھس کر اس کو پے در پے شکست دی تو اس نے تنگ ہوکر نور جہاں بیگم کا دروازہ کھٹکھٹایا - اور بیگم کی سفارش سے قصور معاف ہوگیا - جہانگیر کے اخیر عہد تک جگت سنگھہ نے

منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار تک ترقی پائی۔ شاہ جہاں نے تخت نشین ہوکر یہی منصب قائم رکھا - سنہ ۸ جلوس میں بنگش کی حکومت پر سرفراز ہوا - سنہ ۱۰ میں کابل میں متعین ہوا - اور کریم داد پسر جلالہ کے گرفتار کرنے میں مورد تحسین ہوا - سنہ ۱۱ جلوس میں جب علی مردان خاں نے قندھار کا قلعہ شاہ جہاں کے حوالے کر دیا - اور ایرانی فوج مقابلے کے واسطے آئی - یہ شاہی فوج کا ہراول مقرر ہوا - اور اس مہم میں نہایت شجاعت و دلاوری سے اول قلعہ ساربان اور اس کے بعد قلعہ بست کو فتح کیا - اس کے بعد لاہور میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - بادشاہ نے از راہ قدر دانی ایک نہایت قیمتی موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی - اور فوجداری بنگش پر متعین ہوا —

سنہ ۱۴ جلوس میں اپنی خواہش سے دامن کوہ کانگڑہ کی فوجداری اور تعلقداری پر بہ تعین چار لاکھ روپیہ جمع سالانہ کے سرفراز ہوا - رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا - سنہ ۱۵ جلوس میں کسی شکایت پر تعلقہ مذکور سے تبدیل ہوکر دربار میں طلب ہوا - لیکن موروثی مرض نقرس نے پھر زور کیا - اور بگڑ بیٹھا - بادشاہ نے سید خانجہاں بارہہ - سعید خان ظفر جنگ اصالت خاں - اور شاہ زادہ مراد بخش

کو سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اس نے اول اس قوم کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن جب مئو اور نورپور بادشاہی فوج نے فتح کر لیا اور کچھہ کرتے دھرتے نہ بنا تو سعید خان جہاں کی وساطت سے پھر عفو تقصیر کی خواستگاری کی۔ خاندان مغلیہ کے فرمان روا ' بابر ' ھمایون ' اکبر ' جہانگیر ' شاہ جہان ' عالمگیر ' بہادر شاہ کا برتاؤ خطا بخشی کے معاملے میں نہ صرف قابل تعریف بلکہ سلسلۂ تاریخ میں بے نظیر ھے۔ اِن کے سامنے دشمن بھی آتا تھا۔ تو آنکھیں جھپک جاتی تھیں۔ بلکہ اس کی جگہہ خود شرمندہ ھو جاتے تھے۔ خطا پر خطا معاف کرتے تھے مگر منہ میلا نہ کرتے تھے اور اس معاملے میں اپنے اُمرا اور رعایا کے ساتھہ اولاد کا معاملہ رکھتے تھے —

غرض کہ پھر قصور معاف ھو گیا۔ اور ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۱ ھ کو ھاتھہ باندھے ھوے معہ بیٹوں کے حاضر دربار ھوا۔ بادشاہ نے منصب سہ هزاری ذات۔ دو هزار سوار پر بحال کرکے خلعت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد اسی سال شاہ زادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر مامور ھوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت اور شمشیر مرصع اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ھو کر مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ھوا۔ اور میدان جنگ میں کارنامے دکھا کر بوجہ بیماری واپس آیا۔ پشاور تک آنے پایا تھا کہ ماہ ذی الحجہ ۱۹ جلوس سنہ ۱۰۵۵ ھ میں اس دنیا سے سدھارا۔

بادشاہ نے اس کے بیٹے راجروپ کو جس کا حال علحدہ لکھا جاے گا جانشین مقرر کرکے خلعت تعزیت ارسال فرمایا —

راجہ جے رام بڑ گوجر

راجہ انوپ سنگھہ کا بڑا بیٹا تھا - باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں شامل اور اکثر مہمات میں شریک تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد خلعت مرحمت ہوکر خطاب راجگی - اور منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر مفتخر ہوا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سر بلند ہوا - سنہ ۱۴ - ۱۳ جلوس میں صوبہ کابل میں متعین رہا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر ممتاز ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا - اور بعد فتح بلخ بہادر خاں کے ساتھہ نذر محمد خاں والی بلخ کے تعاقب پر متعین ہوا - اور اس مہم کی حسن خدمت کے صلے میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی - ہنوز وہاں سے واپس نہ آیا تھا کہ پیغام اجل آ گیا - اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۵۷ ھ میں انتقال کیا —

راجہ امر سنگھہ نرکوجر	بادشاہ نے اس کے بیٹے امر سنگھہ کو جو پہلے سے ملازمان شاہی میں منسلک تھا ۔

خطاب راجگی مرحمت فرمایا اور منصب میں ترقی کر دی ۔

جگرام کچھواھا

دردے رام کچھواھا کا بیٹا تھا ۔ باپ کی زندگی هی میں ملازمت شاهی میں داخل تھا ۔ سنہ ۱۰۴۲ ھ میں بادشاہ نے ھاتھی مرحمت فرما کر سر بلند کیا ۔ سنہ ۱۰۴۷ ھ میں صوبہ کابل سے مہم قندھار پر مامور ہوا ۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب میں اضافہ فرمایا ۔ سنہ ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا ۔ اور اس مہم میں جاں نثاری کے جوھر دکھائے ۔ اور تیغ آبدار سے دشمنوں کی صفوں کو درھم برھم کر دیا ۔ اس حسن خدمت کے انعام میں بادشاہ نے منصب ھفت صدی ذات - ھشت صد سوار پر سرفراز کیا ۔ اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا ۔

مہاراجہ جسونت سنگھہ راٹھور

راجہ گج سنگھہ راٹھور کا چھوٹا بیٹا تھا ۔ اس زمانہ

میں راٹھوروں میں عام راجپوتوں کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا - کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اسی کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کر کے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا - اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھہ نے جسونت سنگھہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے وصیت کی تھی چنانچہ جب ۲ - محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو راجہ گج سنگھہ نے انتقال کیا - شاهجہاں نے جسونت سنگھہ کو اس کا جانشین مقرر کر کے خلعت - اور جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ معہ زین طلا - اور فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے مفتخر کیا - اور منصب چہار ہزار سوار سے ممتاز کر کے راج سنگھہ راٹھور کو جو راجہ گج سنگھہ کا وکیل مطلق تھا منصب ہزاری ذات - چہار صد پر مقرر کر کے اس کا اتالیق مقرر کیا - جسونت سنگھہ نے هزار اشرفیاں - بارہ ہاتھی - اور چند مرصع آلات - پیشکش کئے - ۱۸ - رمضان سنہ ۱۰۴۹ ھ کو منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار پر ترقی پائی - ۹ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ھ کو رخصت حاصل کر کے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا - ۱۹ - ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ ھ کو دربار میں واپس آیا - ۱۱ - محرم سنہ ۱۰۵۱ ھ کو منصب کے هزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے —

سنہ ۱۰۵۲ ھ میں خلعت - جمدھر مرصع معہ پھول کتارہ

علم و نقارہ - اسپ و فیل عطا ہو کر شہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا - اور وہاں سے واپس آکر ۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۳ ھ کو پھر رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا - ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۳ ھ کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی میں حاضر ہوا - یکم ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۴ ھ کو عارضی طور سے صوبہ دار الخلافت اکبرآباد کی حکومت عطا ہوئی ۰ ۴ ۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ ھ کو جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ - عربی گھوڑا مع سلوہ سے سار کے مرحمت ہوکر عزت افزا ہوئی ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ ھ کو منصب پنجہزاری - پانچہزار سوار - دو ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا ۴ - ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ ھ پانصد سوار منصب کے دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے —

سنہ ۲۱ جلوس میں منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سہ هزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا -

سنہ ۲۹ جلوس میں منصب ششہزاری ذات پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ حاصل ہوا - سنہ ۲۹ جلوس میں منصب شش هزاری ذات شش هزار سوار - پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سر بلند ہو کر خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہوا اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا —

سنہ ۳۲ ھ جلوس ۱۰۸۹ ھ میں شاہجہان ایسا بیمار ہوا - کہ عام

طور سے سر لے کی ٹھہر اُڑ گئی - شجاع بنگالے سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجیں لے کر دارالخلافت کو روانہ ہوے - ولی عہد سلطنت دارا شکوہ نے ان کے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجیں روانہ کیں - چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی - اس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کے سپرد ہوئی - رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ایک لاکھ روپیہ نقد دو گھوڑے - ایک ہاتھی - اور حکومت صوبۂ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرماکر منصب ہفت ہزاری ذات - ہفت ہزار سوار - پنجم ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا —

اجین سے سات کوس کے فاصلے پر موضع دھرمات پور کے قریب دونوں لشکر ایک کوس کے فاصلے پر آ پڑے - اب اول تو اورنگ‌زیب نے اپنے معمولی پولیٹکل جوڑ توڑ شروع کرکے کاغذی گھوڑے دوڑانا شروع کئے مقصود یہ تھا کہ اگر ہوسکے تو راجہ کو بھی اپنے ساتھہ ملالیجے - ورنہ پیغام سلام کے حیلے سے اپنے ہارے تھکے لشکر کو ذرا آرام ھی مل جاے اس لئے اپنے معتمد ملازم کب راے - (سلدر) کو جو ایک ہوشیار اور فہیم برھمن تھا راجہ کے پاس بھیج کر پیغام سلام شروع کئے اور کہلا بھیجا کہ ہم بادشاہ کی خدمت میں حصول ملازمت کے واسطے جاتے ہوں اول تو مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ - اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو راستہ چھوڑ کر اپنے وطن جودہ پور کو

چلے جاؤ " - مگر جب راجہ نے کوئی بات نہ مانی اور لشکر نے بھی ذرا دم لے لیا تو ۲۲ رجب سنہ ۱۰۶۸ ھ کو لڑائی شروع کر دی - سخت جوش اور سرگرمی سے مقابلہ ہوا - جسونت سنگھ اور اس کے ساتھی راجپوتوں نے نہایت شجاعت و دلاوری سے حملہ آوروں کو ہر ہر قدم پر روکا اور جان بازی کو حد سے گذار دیا - اگرچہ اورنگ زیب کی تیغ اقبال سے کھیرے اور لکڑی کی طرح راجپوت کٹ کٹ کر گرتے تھے مگر رام رام کا نعرہ مارتے ہوئے اس کے لشکر میں گھسے چلے آتے تھے - لیکن باوجود اس بہادری کے قسمت نے یاوری نہ کی اور آٹھ ہزار راجپوتوں میں صرف پانسو نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں - بقیہ اپنی جانوں کو حق نمک پر فدا کر گئے - جسونت سنگھ خود بھی زخمی ہوا اور بہ مشکل میدان جنگ سے جان بچاکر بھاگا —

فارسی مورخوں نے باوجود راجپوتوں کی بہادری کی تعریف و توصیف کرنے کے اس شکست کو زیادہ تر راجہ کی سوے تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کھیت پانی کاٹ کر لشکر کے ارد گرد کیچڑ کر دی تھی جس سے اس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی - قاسم خاں جو دوسرا امیر راجہ کے ساتھ تھا - اگرچہ وہ بھی لڑائی میں خفیف زخمی ہوا - مگر اس پر اورنگ زیب سے سازش کر جانے کا شبہ کیا

جاتا ہے کیونکہ اس نے میدان جنگ میں کچھ بہادری ظاہر نہیں کی —

جسونت سنگھ کی رانی کے بہادرانہ خیالات کی عجیب و غریب روایت

جب جسونت سنگھ اس لڑائی سے بھاگ کر اپنے وطن جودھ پور پہنچا اور اس کی رانی نے جو رانا اودے پور کے خاندان سے تھی۔ سنا کہ راجہ پانسو سپاہیوں کے ساتھ معرکے سے جان بچاکر نکل آیا ہے تو اس نے بجائے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی مبارکباد دیتی۔ اور تسلی کرتی۔ اورا حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کردو۔ ایسے بے غیرت نامرد کو میں قلعہ میں ہرگز نہ آنے دوں گی ایسا شخص اور اور میرا شوہر۔ میرے بہادر باپ کا داماد۔ اور ایسا بزدل میں ہرگز اس کا منہ دیکھنا نہیں چاہتی۔ جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو۔ چاہئے کہ اس کی شجاعت اور استقلال کی تقلید اور پیروی کرے۔ اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دے دے" —

اس کے بعد اس کے دل میں کچھ اور خیالات گذرے اور کہا۔ کہ میرے لئے ابھی چتا تیار کرو۔ مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت میں مارا گیا اور یہی سچ ہے۔ پس اب میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ اور تھوڑے عرصے بعد پھر غصہ میں آکر بدستور لعن و طعن کرنے لگی۔

اِسی حالت میں اس کو آٹھ دن گذر گئے - اور شوہر کا منہ نہ دیکھا - آخرکار جب اس کی ماں اس کے پاس آئی - اور بہت تسلی اور تشفی کرکے سمجھایا کہ گھبراؤ نہیں - راجہ ازسرنو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پرپھر حملہ کرےگا - اور اپنی شجاعت و بہادری کے نام کو بدستور قائم رکھےگا - اس وقت اس نے راجہ کا منہ دیکھا - اور اس کے پاس آئی —

کھجوہ کی لڑائی اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کی دغا بازی اور اورنگ زیب کا استقلال

سموگڈہ کی لڑائی اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھہ مرزا راجہ جے سنگھہ کی وساطت سے دربار عالمگیری میں حاضر ہوے - بادشاہ نے راجہ کو دہلی سے اپنے ساتھہ لیا - اور شاہزادہ شجاع کے مقابلے کے واسطے - ۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے کوڑہ جہان آباد میں جا ملا - وہاں سے ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اسی جگہہ کھڑا چھوڑ کر نوے هزار سواروں کے ساتھہ لڑنے کو روانہ ہوا - کھجوہ کے مقام پر میدان کار زار قائم ہوا - چونکہ شجاع کی سپاہ اور توپ خانہ کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہوگیا تھا - اس لئے رات کو وہ اپنی لشکر گاہ کو واپس نہ گیا - بلکہ اس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ میں قائم تھے -

وهیں اتر پڑے - بادشاہ کا حکم تھا - کہ گھوڑوں کے زین اور سپاہیوں کی کمریں اسی طرح بندھی رہیں - نماز عشا کے وقت تک بادشاہ میر جملہ اور دیگر امیروں اور سرداروں کو ھوشیار اور خبردار رھنے کی تاکید کرتا پھرا - اور نماز سے فارغ ھوکر اپنے مختصر خیمہ گاہ میں جو میدان جنگ میں لگا دیا گیا تھا جاکر سو رھا - آخر شب کو ایک عجیب ھنگامہ برپا ھوا - مہاراجہ جسونت سنگھہ نے جو اورنگ زیب کی طرف سے کبیدہ خاطر اور اپنی شکست کے بدلا لینے کے واسطے موقع اور وقت کا متلاشی تھا اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور شجاع سے کہلا بھیجا - کہ اِدھر میں شور و فساد برپا کرتا ھوں - ادھر سے آپ آئیں اور اِس تدبیر سے اورنگ زیب کو تباہ کر ڈالیں - غرض کہ اس قرار داد کے بموجب جسونت سنگھہ جو اُس وقت لشکر کے دائیں پرے پر متعین تھا بڑے بڑے راجپوت امیروں کو ساتھہ لے کر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا - اور اول شاھزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازاں اور امیروں اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو خوب بے دھڑک لوٹتا ھوا چلا گیا - اِس حادثہ سے اورنگ زیب کے لشکر میں عجیب پریشانی اور ابتری پیدا ھوئی - اور بہت سے لوگ رات ھی کو شجاع سے جا ملے - مگر ابھی کچھہ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر پاکر

تخت رواں پر سوار ہوا۔ اور کمال استقلال سے ہنس ہنس کر اپنے رفیقوں امیروں کو تسلی دینے لگا کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقوں کے خس و خاشاک سے پاک ہوگیا۔ اگرچہ اس ناگہانی فساد کی وجہ سے نصف فوج رہ گئی تھی۔ مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال۔ آناً فاناً میں باقی ماندہ فوج کو از سر نو ترتیب دے کر مناسب مقامات پر جما دیا اور مبہم ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا۔ اور ایسا دل توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپیں بہت سے ہاتھی۔ اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بادشاہ نے میر جملہ اور شاہزادہ محمد سلطان کو تو اس اس کے تعاقب پر روانہ کیا۔ اور خود نہایت چستی سے دارا شکوہ اور جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر جا پہنچا —

مہا راجہ جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سن کر جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہوگیا۔ تو لوٹ کا مال و اسباب لے کر جلد جلد کوچ کرتا ہوا۔ آگرہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر برنیر کا بیان ہے کہ "آگرہ میں یہ افواہ اڑ گئی تھی کہ اورنگ زیب شکست کھا کر قید ہو گیا ہے۔ اور شجاع فوج لے کر آگرہ آ رہا ہے۔ اگر جسونت سنگھ ایسی حالت میں ذرا جرات کر کے لوگوں کو کچھ دھمکاتا۔ اور کچھ بڑے بڑے وعدہ کر کے آگلہ ؟

کی بہتری کا متوقع کرتا۔ تو بیشک شاہجہاں کو قید سے چھوڑا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اُس کو اصل واقع کی اطلاع تھی۔ اُس نے ایسے بکھیڑوں میں پڑنا مناسب نہ جانا اور صرف شہر میں سے ہوتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا" —

جسونت سنگھ نے جودھپور پہنچ کر اُس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹ کر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنا شروع کی۔ اور دارا شکوہ کو جو اُس وقت گجرات میں تھا لکھ بھیجا۔ کہ "آپ بلا توقف آگرہ چلے آئیے۔ میں راستے میں معہ اپنی تمام فوج کے آملوں گا" چونکہ گجرات میں دارا شکوہ کے پاس بھی بائیس ہزار سوار۔ اور ایک اچھا توپ خانہ فراہم ہو گیا تھا ۔ لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہنچنے پر احمدآباد سے چل کھڑا ہوا۔ جسونت سنگھ پھر جودھپور سے ۲۰ کوس آگے بڑھ آیا تھا۔ کہ مرزا راجہ جے سنگھ کا خط اور اورنگ زیب کا فرمان ملا *۔ اور اُس سے متقلب ہو کر واپس لوٹ گیا۔ اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی۔ اور دارا شکوہ شکست کھا کر پھر بھاگا۔

---

* اس خط اور فرمان کا مضمون مرزا۔ راجہ جے سنگھ کے حال میں دیکھو —

اس لڑائی کے تھوڑے دنوں بعد جسونت سنگھہ کو چار و نا چار دربار عالمگیری میں حاضر ہونا پڑا - بادشاہ نے بھی اپنے وعدے کو پورا کیا - اور اس کی تقصیرات سے چشم پوشی کرکے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا - اور صوبہ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا -

سنہ ۴ جلوس ۱۰۷۱ھ میں سیواجی مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن میں مامور ہوا لیکن چونکہ اورنگ زیب کی طرف سے دل میں کدورت تھی - کوئی کارنمایاں انجام نہ دیا - بلکہ الٹا اُس سے سازش کر گیا - بادشاہ نے یہ حال دیکھکر مرزا - راجہ جے سنگھہ کو اس مہم پر مامور کیا - اور اسے واپس بلا لیا -

سنہ ۹ جلوس ۱۰۷۶ھ میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھہ صوبۂ کابل میں تعینات ہوا - سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۷۷ھ میں وہاں سے طلب ہوکر شاہزادہ مذکور کے ساتھہ پھر مہم دکن پر مامور ہوا -

سنہ ۱۴ جلوس ۱۰۸۱ھ میں حسب دستور صوبہ کابل کی حکومت پر سرفراز ہوا - اور اسی جگہہ ۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۸۹ھ کو انتقال کیا - کنور پرتھوی سنگھہ اس کا بیٹا اُس کی زندگی ہی میں مر چکا تھا - اس کی وفات کے وقت دو رانیاں حاملہ تھیں - ان کے بطن سے بمقام لاہور دو لڑکے پیدا ہوئے - ایک کا نام اجیت سنگھہ

اور دوسرے کا نام دل تھمن رکھا گیا - دونوں کا حال اجیت سنگھہ کے حال میں لکھا جاچکا ہے - مہاراجہ جسونت سنگھہ کو شاہجہاں کے عہد میں بادشاہ کے قلبِ ال میں ہونے کی وجہ سے بڑا اقتدار اور اعزاز حاصل تھا - علاوہ جلہ جلہ ملصب میں ترقی ہونے کے خلعت و اسپ - انعام و اکرام سے مالا مال ہوتے رہتے تھے - جب عالمگیری اقبال کا نشان آفتاب کی طرح چمکا - ان کا ستارۂ اقبال غروب ہوگیا - شروع ہی سے دونوں میں مخالفت شروع ہوگئی - نہ یہ عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجا لاتے تھے - نہ بادشاہ دلداری اور خاطرداری سے ان کے دل بڑھانے کی کوشش کرتے تھے - اکثر مورخیں کی راے ہے کہ " چونکہ شروع ہی سے انہوں نے ناز و نعمت سے پرورش اور ترقی پائی تھی - لہذا دنیا داری کے سلیقہ سے بالکل بے بہرہ تھے " —

یادگاری

مہاراجہ جسونت سنگھہ کی امیرانہ یادگار سے آگرہ میں جمنا کے کنارے موضع گھٹواسن کے سوانہ میں ان کی کچہری کا مکان اس وقت تک موجود ہے - جو چھتری راجہ جسونت سنگھہ کے نام سے موسوم اور آگرہ کی قابل دید عمارتوں میں سمجھا جاتا ہے —

صاحب مآثرالامراء تحریر فرماتے ہیں - کہ اورنگ آباد (دکن) میں چار دیواری کے باہر شرق رویہ ان کا آباد

کیا ہوا پورہ اس وقت تک موجود ہے۔ اس میں ایک عالیشان تالاب اور اس کے قریب سنگ بست کی ایک عمدہ عمارت تعمیر کرائی تھی - تالاب اب تک موجود ہے اور عمارت کے صرف نشان باقی رہگئے ہیں —

مرزا راجہ جےسنگھ کچھواھا

راجہ مہان سنگھہ کے بیٹے - اور مرزا - راجہ - مان سنگھہ کے پرپوتے تھے - امارت خاندانی کے ساتھہ شجاعت و بہادری لیاقت و تدبیر کے جوہر سے موصوف تھے - نہایت سلیم الطبع دور اندیش حلیم جو متحمل مزاج - اور ہر شخص بلکہ زمانہ کا مزاج پہچانے ہوے تھے - اور اپنے انہیں اوصاف کی وجہ سے باوجود زمانے کی رنگا رنگی کے ابتدائے عمر سے انتہائے زندگی تک نہایت عزت و عظمت - شان و شوکت سے زندگی بسر کی - اور برابر ترقی کے زینہ پر چڑھتے گئے - جس طرح نیک نیتی اور وفاداری کے ساتھہ ہر بادشاہ کی خدمت کر کے انہوں نے جانفشانی اور جاں نثاری کا حق ادا کیا - اسی طرح ہر بادشاہ نے کمال مرحمت سے تحسین و آفریں کے طرے اِن کے سر پر لگا کر عظمت بڑھائی —

راجہ جے سنگھہ نو دس برس ہی کے تھے - کہ باپ کا مبارک سایہ سر سے آٹھہ گیا جہانگیر کا عہد تھا - اُس

نے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلا بھیجا سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۲۶ ھ میں بارہ برس کی عمر میں یہ دربار میں آے - اور ایک زنجیر فیل پیشکش کی قدردان بادشاہ نے اِسی عمر میں منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کردیا - اور از راہ مراحم خسروانہ ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی —

سنہ ۱۶ جلوس مطابق ۱۰۳۰ ھ میں مرزا راجہ بھاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر مفتخر اور خطاب راجگی سے سر بلند ہوے - اور انبیر کی موروثی گدی کے جانشین مقرر ہوے —

سنہ ۱۸ جلوس مطابق ۱۰۳۲ ھ میں منصب سہ ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوے - اس کے بعد مہمات دکن میں مامور ہوے —

شاہجہاں کی تخت نشینی کے بعد جب خانجہاں لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا - اُس وقت راجہ اس کی ماتحتی میں متعین تھے - اول انھوں نے بہ مجبوری اس کا ساتھہ دیا - اور موقع ملتے ہی وہاں سے بھاگ کر دربار شاہجہانی میں حاضر ہوے - بادشاہ نے خلعت - جمدھر مرصع - علم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا - اور قاسم خاں جوینی کے ساتھہ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا - اور اس مہم کے بعد خانخاناں مہابت خاں

کے ساتھہ نذر محمد خاں والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جس نے کابل پر حملہ کیا تھا - روانہ ہوے —

سنہ ۲ جلوس میں خواجہ ابوالحسن تربتی کے ساتھہ خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور ہوے —

سنہ ۳ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار پر سر بلند ہوکر امیرالامرا شایستہ خاں کے ساتھہ خانجہان لودی اور نظام الملک والی احمد نگر کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۴ جلوس میں یمین الدولہ آصف خاں کے ساتھہ مہم بیجاپور میں شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھاے اور اس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوے —

سنہ ۶ جلوس میں بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوے - اسی سال ایک مست ہاتھی نے ہاتھیوں کی لڑائی سے بھاگ کر شاہزادہ اورنگ زیب پر حملہ کیا - راجہ نے نہایت دلاوری سے آگے بڑھ کر ہاتھی پر برچھا مارا - اور اس کو بھگا دیا - اسی سال خلعت اور اسپ معہ سونے کی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھہ مہم دکن پر متعین ہوے - اور جنگ کے مختلف معرکوں میں ایسی لیاقت اور ہمت دکھائی کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی —

سنہ ۸ جلوس میں مہم کے خاتمہ پر خانزماں کے ساتھہ

دولت آباد میں تعینات ہوے۔ اور منصب پنجہزاری
ذات۔ چہار ہزار سوار پر ترقی پائی۔ اور ۱۴ ربیع الثانی
سنہ ۱۰۴۵ ھ کو دربار میں حاضر ہوے—

سنہ ۹ جلوس میں خان دوران خاں کے ساتھ ساھو جی
بہونسلا کی تادیب پر مامور ہوے۔ اور نہایت دلاوری
سے مختلف مقامات پر غنیم کو شکست پر شکست
دے کر۔ اپنے حملہ ہاے شیرانہ اور شمشیر دلیرانہ سے
کئی قلعوں کو فتح کرایا—

سنہ ۱۰ جلوس ۱۸ رجب سنہ ۱۰۴۶ ھ کو جب بادشاہ
اجمیر سے اکبر آباد جاتے ہوے قصبہ مظفر آباد سے جو راجہ
جے سنگھ کی جاگیر میں تھا گذرے۔ راجہ کی طرف سے
چند عمدہ گھوڑے۔ ایک ہاتھی۔ بیس ہزار روپیہ نقد
بطور پیشکش کے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی
قبول فرماے۔ اور زر نقد واپس مرحمت فرمایا۔ اسی
سال ۲۵ شوال سنہ ۱۰۴۶ ھ کو راجہ دربار میں حاضر
ہوے۔ بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے میں خلعت خاصہ۔
کھپورہ مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اسپ معہ زین طلا۔
کے عنایت فرما کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار
سوار سے مفتخر فرمایا۔ اور پرگنہ جانسوار (چالتو) جو
صوبۂ اجمیر میں راجہ کے وطن کے قریب واقع اور
محالات خالصہ میں شامل تھا جاگیر میں مرحمت کیا۔
اور چونکہ راجہ مہمات دکن میں بکار خدمت انجام

ہو چکے تھے۔ لہذا ١٤ ذی الحجہ سنہ ١٠٤٦ ھ کو شاہ بندہ نواز نے خلعت ۔ ایک ہاتھی ۔ بیس گھوڑ یار عنایت کر کے راہ کو وطن رخصت لیا۔ کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کریں —

١٠٤٧ ھ سنہ ١١ جلوس میں ٢٤ ۔ شوال سنہ ١٠٤٧ ھ کو وطن سے واپس آئے۔ اور خلعت اور اسپ معہ زین مطلا۔ اور فیل عطا ہو کر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کئے گئے —

١٠٤٨ ھ سنہ ١٢ جلوس میں وہاں سے طلب ہوے۔ اور راولپنڈی کے مقام پر ٢٣ ۔ ذیقعدہ سنہ ١٠٤٨ ھ کو بادشاہ کی ملازمت میں پہنچے۔ بادشاہ نے ایک ہاتھی اور موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی —

٢١ ۔ ذی الحجہ سنہ ١٠٤٨ ھ کو قدر داں بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرما کر موروثی خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا —

سنہ ١٣ جلوس ١٠٤٩ ھ میں ٢٧ ۔ رجب سنہ ١٠٤٩ ھ کو رخصت لے کر پھر وطن کو روانہ ہوے جہاں سے سنہ ١٤ جلوس ١٠٥٠ میں ١٢ ۔ ذیقعدہ سنہ ١٠٥٠ ھ کو واپس آئے۔ اور ٩ ۔ ذی الحجہ سنہ ١٠٥٠ ھ کو خلعت ۔ جمدھر مینا کار معہ پھول کٹارہ ۔ اسپ معہ زین مطلا ۔ مرحمت ہو کر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبۂ کابل میں تعینات ہوئے۔ وہاں سے راجہ جگت سنگھ کی

تادیب پر مامور ہوئے —

سنہ ۱۵ جلوس ۱۰۵۱ ھ میں مہم مذکور الصدر میں نہایت شجاعت و بہادری اور عرقریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا۔ اس کے انعام میں منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہو کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوے۔ اور قلعہ مذکور کی محافظت ان کے سپرد ہوئی۔ اور جب راجہ جگت سنگھہ کا قصور معاف ہو گیا۔ یہ اس کو اپنے ساتھہ لیکر ۲۵۔ ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۵۱ ھ کو دربار میں حاضر ہوے۔ اور ۲۰۔ محرم سنہ ۱۰۵۲ ھ کو خلعت۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اور اسپ و فیل سے سربلند ہو کر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار پر روانہ کئے گئے —

سنہ ۱۶ جلوس ۱۰۵۲ ھ میں ۲۱۔ رجب سنہ ۱۰۵۲ ھ کو قندھار سے واپس آے۔ اور ۲۲۔ شعبان سنہ ۱۰۵۲ ھ کو رخصت لے کر آذہیر روانہ ہوے —

سنہ ۱۷ جلوس ۱۰۵۳ ھ میں بادشاہ اجمیر تشریف لے گئے۔ جوائی پرگنہ چاتسو میں یکم رمضان سنہ ۱۰۵۳ ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ اور تیسرے دن ۹ گھوڑے ایک ہاتی پیشکش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر شریف کے مقام پر راجہ نے اپنے سواروں کو بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ پانچہزار سوار شمار میں

آئے - ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرما کر آنبیر کو رخصت کیا - یکم ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۴ ھ کو دربار میں حاضر ہوئے - اور ایک ہاتھی پیشکش کیا -
سنہ ۱۸ جلوس ۱۰۵۴ ھ میں دکن کی حکومت پر سرفراز ہوئے —

سنہ ۲۰ جلوس ۱۰۵۶ ھ میں وہاں سے طلب ہوئے - اور ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۷ ھ کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے - ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۷ ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار دو ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوئے - اور بادشاہ نے دو لاکھ روپے نقد عطا فرما کر شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا —

سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۵۸ ھ میں منصب کے ایک ہزار سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوے - اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر مامور ہوے - اور وہاں سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار چہارہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوے - اور پرگنہ کلیانہ جس کی مالگزاری ستر لاکھہ دام (۴۰ دام - ایک روپیہ) تھی جاگیر میں مرحمت ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۶۱ ھ میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوے —

سنہ ۲۶ جلوس مطابق ۱۰۶۲ ھ میں شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھہ صوبۂ کابل میں متعین ہوے - اور وہیں سے داراشکوہ کے ساتھہ تیسری مرتبہ مہم قندھار میں شریک ہوے —

سنہ ۲۷ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۳ ھ میں رخصت لے کر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوگئے - اور سنہ ۲۸ جلوس مطابق ۱۰۶۴ ھ میں وہاں سے واپس آ کر نواب سعداللہ خاں وزیر اعظم کے ساتھہ قلعہ چتور کی ملہامی کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۳۱ جلوس مطابق ۱۰۶۷ ھ جلوس میں شاہجہاں ایسے بیمار ہوے - کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری میں شاہزادہ دارا شکوہ کا جو ولی عہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا - ایسا اقتدار بڑھا - کہ تمام مالی و ملکی انتظامات اسی کی راے سے انجام پانے لگے - دوسرے شاہزادوں - محمد شجاع اورنگزیب - مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا - اور اسکی اپنی حصول سلطنت کے منصوبوں کے خلاف تصور کر کے در پردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں - دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا - راستے بند کردئیے مسافروں کو جانے سے روک کا - مگر اس طرز عمل نے اُلٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادوں نے باپ کو مردہ یا قریب المرگ - موجود کر خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا - اور اپنی اپنی فوجیں لے کر دار الخلافت کی طرف کوچ کیا - جب اُن کے کوچ کی خبریں دار الخلافت میں پہنچیں - ایک تہلکہ پڑگیا - اکرچہ

شاہجہاں نے جسے اس عرصے میں بہت کچھ صحت ہوچکی تھی ۔ اور اس کی لائق بیٹی جہاں آرا بیگم نے اپنی اب تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا ۔ شاہزادوں کے پاس قاعدہ پر قاعدہ دوڑائے کہ " مابدولت کو اب آرام ہے ۔ اگر تم اپنے صوبوں کو لوٹ جاؤگے تو تمہاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائیگی " لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط دربار سے شاہی مہریں لگ کر آتے ہیں ۔ وہ جعلی اور بالکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہیں ۔ حضرت یا تو مرچکے یا قریب مرگ ہیں ۔ اور اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہیں تو ہم ان کی قدمبوسی کے مشتاق ہیں ــ

غرض کہ شجاع بنگالہ سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر مالوہ سے چل کھڑے ہوئے ۔ اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے اپنے صوبوں کو واپس نہ ہوئے تو بادشاہ یا دارا شکوہ نے ان کے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجائے کاغذی گھوڑوں کے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا ۔ جسونت سنگھہ کو تو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوہ کو رخصت کیا * ــ

جنگ شجاع و سلیمان شکوہ	راجہ جے سنگھہ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مقتدر ہوکر شاہزادہ

* اورنگ زیب اور جسونت سنگھہ کی لڑائی جین کا حال مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال میں ملاحظہ ہو ۔

سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کئے گئے - ڈاکٹر برنیر لکھتے ہیں کہ " شاہجہاں نے راجہ جے سنگھ کو جو اس وقت کے راجاؤں میں سب سے زیادہ قابل شخص تھا - بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا - اور اس کو پوشیدہ یہ ہدایت کی - کہ حتی الامکان جنگ نہ ہونے دینا - اور شجاع کو اس امر کی فہمائش میں کہ وہ اپنے متعلقہ صوبہ کو واپس چلا جائے - کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا - لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششیں انسداد جنگ کے باب میں سب بے سود رہیں - اور دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ملتے ہی (بنارس کے قریب) بر سر پیکار ہوگئیں دونوں طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی سے حملے ہوئے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادہ شجاع کو ایسا مغلوب ہونا پڑا - کہ آخر کار سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خاں پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہوجاتی ' بلکہ خود وہ بھی گرفتار ہوجاتا - لیکن دوراندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اور اپنے آقا کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے - اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے میں بادشاہ کی ہدایتوں پر عمل کیا " —

اِس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات - ہفت ہزار سوار - پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے

سر بلند ہوئے - اور حسب الطلب شاہزادہ دارا شکوہ اکبر آباد کی طرف روانہ ہوئے —

اب ادھر کی سنو - اسی عرصے میں اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج اجین میں جسونت سنگھہ اور سموگدہ * میں دارا شکوہ سے میدان مارچکی تھی اور خاص دارالخلافت میں عالمگیری اقبال کا پھریرہ اڑنے لگا تھا - جب راجہ جے سنگھہ اور دلیر خان - سلیمان شکوہ کے ساتھہ الہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑھہ آئے - یہ حال سنا - اور عالمگیری اقبال کے طلسم کاری کو دیکھکر دنگ رہ گئے —

عالمگیر نے سموگدہ کی فتح پاکر راجہ جے سنگھہ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا - کاغذی گھوڑوں کے ذریعے سے منتر چلنے لگے - جے سنگھہ اور دلیر خان اول تو متردد اور متامل رہے - لیکن آخر کار عالمگیر کی حب کے عمل سے تسخیر ہوگئے - باوجود اس کے اس دور اندیش راجہ نے شاہزادہ سلیمان شکوہ پر ہاتھہ ڈالنے سے پرہیز کیا - اور اس کو کل واقعات سے مطلع کر کے یہ نیک صلاح دی - کہ اول تو جس طرح ممکن ہو دھلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھہ شامل ہو جائیں - اور اگر یہ نہو سکے تو آپ سری نگر کے پہاڑوں میں چلے جائیے -

---

* اس لڑائی کا حال راؤ ستر سال ہاڈا کے حال میں دیکھو —

وهاں کا راجہ آپ کو بہت خاطرداری سے رکھے گا - اور اُس محفوظ جگہہ میں کچھہ دن ٹھیر کر آپ حالات اور واقعات پر نظر رکھئے - اور حسب مقتضائے وقت کاربند ہوجئے —

اورنگ‌زیب کے استقلال کی ایک روایت

اس کے بعد فارسی تاریخوں کے بیان کے مطابق راجہ جے سنگھہ - سلیمان شکوہ کی رفاقت چھوڑ کر متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوئے - اور ایک کروڑ دام سالانہ کی آمدنی کے محال سے مفتخر ہو کر دریائے ستلج کے پار سے خلیل اللہ خان کے ساتھہ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوئے - لیکن ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ھے کہ " جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتھہ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا - راجہ جےسنگھہ کو چار پانچ ہزار جرار راجپوتوں کے ساتھہ اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت میں آگیا یہ اُس وقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھہ اپنی فوج سے آگے تھا - اور اُس کو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دھلي میں ھے - مگر اُس نے ایسی عجیب سرعت سے ایسي بعید مسافت طے کی - کہ لاھور اور ملتان کے راستے میں آملا - لیکن اورنگ زیب کی ھوشیاری - متانت - اور اُس کی اُس عام لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آ جانے پر نہایت چستی سے اُس کا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت

رکھتا تھا اسے بڑی مصیبت سے بچا لیا - چنانچہ اس نے مطلق کچھہ خوف و اضطراب ظاهر نہ کیا - بلکہ یہ دکھانے کو کہ اس کا آنا اِس کی بڑی خوشی کا باعث هے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھہ هاتھہ سے جلد آئیے جلد آئیے - کا اشارہ کرتا هوا - آگے بڑھا اور پکار کر کہا - سلامت باشید - راجہ جی - سلامت باشید بابا جی - اور جب دونوں ذرا نزدیک هوے - تو پھر کہا - خوش آمدید خوش آمدید - میں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار تھا - بہت هی خوب هوا کہ آپ آ گئے - مگر لڑائی ختم هوگئی - اور داراشکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا هے - میں نے میر بابا کو اس کے پیچھے بھیجدیا هے - امید کہ جلد گرفتار هوجاے گا اس کے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیوں کی مالا جو خود پہنے هوے تھا اُتار کر راجہ کے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ همارى فوج بہت تھکی هوئی هے - اس لئے آپ کو بہت جلد لاهور پہنچ جانا چاهئے - مبادا وهاں کچھہ بدانتظامی اور شورش هوجاوے - اور میں آپ کو لاهور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم و نسق کا اختیار دیتا هوں - اور میں بھی آپ کے پاس پہنچتا هوں - لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھہ کو واجب هے کہ سلیمان شکوہ کے معاملہ میں جو آپ

وهاں کا راجه آپ کو بهت خاطرداري سے رکھے گا - اور اُس محفوظ جگہه میں کچهه دن ٹهیر کر آپ حالات اور واقعات پر نظر رکھئے - اور حسب مقتضائے وقت کاربند هوجئے —

اورنگ‌زیب کے استقلال کی ایک روایت

اس کے بعد فارسی تاریخوں کے بیان کے مطابق راجه جے سنگهه - سلیمان شکوہ کی رفاقت چهوڑ کر متهرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری میں حاضر هوئے - اور ایک کروڑ دام سالانه کی آمدنی کے محال سے مفتخر هو کر دریاے ستلج کے پار سے خلیل الله خان کے ساتهه داراشکوہ کے تعاقب پر مامور هوئے - لیکن ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامے میں لکها هے که " جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹ کر ایلچی معمولی سرعت کے ساتهه کوچ کرتا هوا چلا آتا تها - راجه جےسنگهه کو چار پانچ هزار جرار راجپوتوں کے ساتهه اپنی طرف آتا دیکهکر حیرت میں آگیا یه اُس وقت حسب معمول تهوڑے سے آدمیوں کے ساتهه اپنی فوج سے آگے تها - اور اُس کو پهلے خبر لگ چکی تهی که راجه دهلي میں هے - مگر اُس نے ایسی عجیب سرعت سے ایسي بعید مسافت طے کی - که لاهور اور ملتان کے راستے میں آملا - لیکن اورنگ زیب کی هوشیاری - متانت - اور اُس کي اُس عام لیاقت نے که وہ کسی ناگهانی مشکل کے پیش آ جانے پر نهایت چستی سے اُس کا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت

رکھتا تھا اسے بڑی مصیبت سے بچا لیا - چنانچہ اس
لے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا - بلکہ یہ
دکھانے کو کہ اس کا آنا اِس کی بڑی خوشی کا باعث
ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ
سے جلد آئیے جلد آئیے - کا اشارہ کرتا ہوا - آگے بڑھا
اور پکار کر کہا - سلامت باشید - راجہ جی - سلامت
باشید بابا جی - اور جب دونوں ذرا نزدیک ہوے -
تو پھر کہا - خوش آمدید خوش آمدید - میں بیان
نہیں کرسکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار
تھا - بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آ گئے - مگر لڑائی
ختم ہوئی - اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا
پھرتا ہے - میں نے میر بابا کو اس کے پیچھے بھیجدیا
ہے - امید کہ جلد گرفتار ہوجاے گا اس کے بعد نہایت
مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیوں کی
مالا جو خود پہنے ہوے تھا اُتار کر راجہ کے گلے میں
ڈال دی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے -
اس لئے آپ کو بہت جلد لاہور پہنچ جانا چاہئے -
مبادا وہاں کچھ بدانتظامی اور شورش ہوجاوے -
اور میں آپ کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل
نظم و نسق کا اختیار دیتا ہوں - اور میں بھی آپ
کے پاس پہنچتا ہوں - لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھ
کو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملہ میں جو آپ

نے کارگذاری کی ہے - اس کا شکریہ ادا کروں - مگر آپ نے دلیرخاں کو کہاں چھوڑا میں اس کو خوب سزا دوں گا - آپ جلدی لاہور تشریف لے جائیے - اچھا خدا حافظ " —

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا - راجہ جے سنگھہ کے نام حکم پہنچا - کہ ہمارے آنے تک لاہور میں مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہنچے - نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی - اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالہ کی طرف روانہ ہوے * —

جب راجہ جسونت سنگھہ نے کھجوہ کی لڑائی میں اورنگ زیب سے بیوفائی کی - اور لشکر سے مال و اسباب لوٹ کر بھاگا - تو فوج بھرتی کرکے داراشکوہ کا ساتھہ دینا چاہا - راجہ جے سنگھہ نے اِس موقع پر اُس کو ایک خط لکھا - اور اِسی مضمون کے شاہی فرمان کے ساتھہ ایک خاص آدمی کے ہاتھہ اُس کے پاس روانہ کیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر آ کر لوٹ گیا - اس خط کا یہ مضمون تھا —

---

* شجاع اور اورنگ زیب کی لڑائی کا حال جو کھجوہ کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال میں دیکھو —

راجہ جے سنگھہ کا خط جسونت سنگھہ کے نام	مجھے معلوم ہوا ہے تم دارا شکوہ کا ساتھہ دینا چاہتے ہو۔ نہ معلوم

تم نے اس میں کیا فائدہ سوچا ہے۔ کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو۔ اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے۔ تو اس کا فائدہ ہونا تو معلوم۔ مگر ہاں۔ تمہارا خاندان اور تم بیشک برباد ہو جاؤگے۔ اور چونکہ میں بھی راجہ ہوں۔ اس لئے تم سے بہ منت التماس کرتا ہوں۔ کہ بیچارے راجپوتوں کا خون کرانے سے باز آؤ۔ اور اس گھمنڈ میں نہ رہو۔ کہ اور راجہ بھی تمہارے شریک ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ میں کبھی نہ ہونے دوں گا۔ اور چونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہر ایک ہندو شخص سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے آپ کو ایسی آگ بھڑکانے کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے جو تمام ملک میں پھیل جاے۔ اور پھر کوئی بھی اس کو نہ بجھا سکے۔ اور اگر آپ دارا شکوہ کو بحال خود چھوڑ دیں گے۔ تو اورنگ زیب آپ کی پچھلی خطائیں سب معاف کردے گا۔ اور اس شاہی خزانہ کا بھی مطالبہ نہ کرے گا۔ جو آپ نے کھجوہ کی لڑائی میں لوٹ لیا تھا۔ بلکہ آپ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز کئے جائیں گے۔ اور ایسے صوبہ کی حکومت میں جو آپ کے علاقہ سے متصل ہے جو فوائد ہیں وہ آپ بخوبی سمجھہ سکتے ہیں۔ اور وہاں آپ بغیر کسی قسم کے

خوف و خطر کے نہایت آرام سے رھیں گے - اور ان وعدوں کا کامل طور سے پورا کرانا میرے ذمے ھے —

۲۹ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۹ ھ کو اجمیر کے قریب موضع دیو رائی - میں دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ھوئی * - اس لڑائی میں راجہ جے سنگھہ اورنگ زیب کے ساتھہ تھے - بیچارے دارا شکوہ کی قسمت نے مطابق یاوری نہ کی - اگرچہ اس نے میدان ھمت میں بہت قدم جمایا - لیکن بد قسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا - عین حالت جنگ میں راجہ جے سنگھہ ایسے مقام پر پہنچ گئے تھے - کہ دارا شکوہ بالکل ان کے قابو میں تھا - لیکن اس نامور اور عالی ھمت راجہ نے اس کا بہت ادب کیا - اور کہلا بھیجا - کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ھے - تو فوراً میدان جنگ سے علحدہ ھوجاؤ - شاھزادہ نے راجہ کا شکریہ ادا کیا - اور اھل و عیال کو لے کر فوراً چلتا ھوا - دارا شکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھہ اور بہادر خاں کو اس کے تعاقب پر مامور کیا —

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی - سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑوں میں پہنچ گیا تھا - راجہ جے سنگھہ کی معرفت راجہ سرینگر کو خط لکھا گیا - کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیج دیں گے تو بڑے بڑے انعام ملیں گے - ورنہ آپ

---

* اس لڑائی کا حال راجہ راجروپ کے حال میں دیکھو —

کے حق میں بہت برا ہوگا - اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھن جاوے مگر میں کبھی ایسی بے عزتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہ ہوں گا لیکن بادشاہ نے تربیت خاں - اور رعد انداز خاں وغیرہ کئی امیروں کو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا - اور راجہ جے سنگھہ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا - اور راجہ کے بیٹے کنور رام سنگھہ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لے آے —

جب سب جھگڑے طے ہوگئے - بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھہ نقد - اور سنہ ۴ جلوس ۱۰۷۱ ھ میں ایک کروڑ دام کی مالگذاری کا محال راجہ جے سنگھہ کو انعام میں مرحمت فرمایا - اور ان کا اعزاز و اکرام کرنے لگا —

مہم سیواجی بھونسلا

سنہ ۷ جلوس مطابق ۱۰۷۴ ھ میں راجہ کو سیواجی مرہٹہ کی تنبیہ پر مامور کیا - اور جسونت سنگھہ کو اس مہم سے واپس بلا لیا - راجہ نے اپنے دوست دلیر خاں - اور راجہ راے سنگھہ سیسودیہ اور دس بارہ ہندو اور مسلمان سرداروں کے ساتھہ چودہ ہزار سواروں کی فوج لے کر اورنگ آباد پہنچے - اول شاہزادۂ محمد معظم سے ملاقات کی بعد ازاں پونا میں جاکر راجہ جسونت سنگھہ سے مہم کا چارج لیا - اس کے بعد کام شروع کردیا اور قلعۂ رود رمال

وغیرہ خصوصاً سیوا جی کے کلاں تر قلعہ پورن دھر کو جس میں اس کا بہت سا ساز و سامان - اور چار ہزار سپاہی - تین ہزار عورت مرد اور بعض عزیز و اقارب تھے - داہر خاں اور راجہ کے بھتیجے کیرت سنگھ نے گھیر لیا - سیواجی معہ اہل و عیال کے قلعہ راج گدہ میں جو اس موقع سے قریب تھا موجود تھا لیکن حملہ آوروں کی لیاقت اور شجاعت کی وجہ سے قلعہ پورن دھر کے بچاؤ سے مایوس ہوگیا اور مجبور ہوکر عجز و نیاز کا اظہار شروع کیا - راجہ اس کی چالاکیوں سے خوب واقف تھے صاف کہلا بھیجا کہ اگر مجرموں کی طرح ہتھیار کھول کر حاضر ہوگے - تو اطاعت قبول کی جاے گی - آخر کار سیواجی مجبور ہوکر سنہ ۸ جلوس ماہ رجب سنہ ۱۰۷۵ ھ کو اسی طرح حاضر ہوگیا - راجہ نے اس کی بہت خاطر اور دلداری کی اول قلعۂ پورن دھر کو جو قریب‌الفتح ہوگیا تھا معہ کل سامان جنگ وغیرہ اس سے لے کر ان شرائط پر صلح کرلی - کہ ملک کوکن کے پینتیس قلعوں میں سے جو اس کے قبضے میں تھے تیئیس قلعے معہ بندر چیول و علاقجات جمعی دس لاکھ ھن (ایک سونے کا سکہ تھا جو دکن میں مروج تھا) کے سرکار شاہی میں آگئے - اور باقی ماندہ بارہ قلعے معہ علاقہ جمعی ایک لاکھ ھن کے سیواجی کے پاس چھوڑے گئے - اور اس کے ہشت سالہ بیٹے سنبھاجی کے نام پنجہزاری - پنجہزار سوار کا منصب عطا ہوگیا - اور سیواجی نے یہ بھی قبول کرلیا کہ اس نواح میں اگر کوئی مہم پیش آوے گی تو بذات خود شاہی

فوج میں شامل ہوکر خدمت کروں گا - غرضکہ جب شرطیں طے ہو چکیں - اور سنبھاجی بھی راجہ کے لشکر میں پہونچ گیا تو سیواجی کو جو بغیر ہتھیار باندھے دربار میں آیا کرتا تھا - راجہ جے سنگھ نے اپنے سامنے ہتھیار بندھوادئے اور خلعت دے کر عزت کے ساتھ رخصت کردیا
بادشاہ نے راجہ کے اس حسن خدمت کے انعام میں منصب میں دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کی ترقی دے کر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر فرمایا -

مہم بیجاپور

سنہ ۸ جلوس ۱۰۷۵ ھ میں عادل شاہ والی بیجاپور نے خراج سالانہ کے پہونچانے میں تساہل کیا - بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو بیجاپور پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا - سنہ ۹ جلوس ۱۰۷۶ ھ میں راجہ نے بیجاپور پر فوج کشی کی - سیواجی پندرہ سو سواروں اور سات ہزار پیادوں کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوا - ۲۰ رجب سنہ ۱۰۷۶ ھ کو عادل شاہ کی طرف سے دیانت رائے معہ تحفہ تحائف کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا - راجہ نے بادشاہ کو لکھا - چونکہ موسم برسات کا آ گیا تھا - بادشاہ نے لڑائی کے ملتوی کر دینے کا حکم بھیجا - اور راجہ وہاں سے روانہ ہو کر اورنگ آباد میں آ کر مقیم ہوئے -

وفات

سنہ ۱۰ جلوس مطابق ۱۰۷۷ ھ میں راجہ جے سنگھ اورنگ آباد سے دربار کو روانہ ہوئے - راستے میں

بیمار پڑے - اور برہان پور پہنچکر ۲۸ - محرم سنہ ۱۰۷۷ ھ کو اِس دار نا پائدار سے رخصت ہوے - بادشاہ کو بہت رنج ہوا - کنور رام سنگھہ کو جو مورد عتاب تھا خلعت تعزیت مرحمت فرما کر خطاب راجگی اور دیگر نوازش ہاے شاہانہ سے مفتخر کیا -

راجہ جے سنگھہ کے دو بیٹے تھے- کنور رام سنگھہ - اور کیرت سنگھہ دونوں کا حال علحدہ علحدہ لکھا جائیگا —

راجہ جے سنگھہ کی یادگار ہے اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر غرب رویہ اُن کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھہ پورہ کے نام سے مشہور ہے-

یادگاریں

اکبر آباد (آگرہ) میں بھی انہوں نے اکثر نفیس عمارتیں تعمیر کرائی تھیں - اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کر کے اُس کو جےسنگھہ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا - ایک سو دس بیگھہ اراضی میں یہ عمارتیں اور ایک عمدہ باغ واقع تھا - شروع اُنیسویں صدی کا ایک مورخ اس باغ اور عمارت کی تعریف میں لکھتا ہے —

ہر طرفش چشمۂ کوثر سرشت گلبن وگل رشک ریاض بہشت
طرفہ عمارات ملائک مقام زبدہ چمن سیر گہ خاص و عام
آمدہ فوارہ بعرش چو ابر نعرہ زنان آب ببانگ ہزبر
نگہت گل روکش مشک ختن رشک دہ غنچہ پروین پرن

لیکن افسوس ہے کہ اب اِن عمارتوں میں ایک کا بھی نشان باقی نہیں البتہ وہ مقام اب تک جے سنگھہ پورہ

کے نام سے موسوم ہے —

اکبرآباد میں جس قطعہ زمین پر روضۂ ممتاز محل (روضہ تاج گنج) واقع ہے - یہ بھی راجہ جے سنگھ کی تھی جب شاہجہاں نے اپنی پیاری بیگم کے مقبرہ کے واسطے یہ مقام پسند فرمایا تو راجہ جے سنگھ کو اس کا معاوضہ دینا چاہا - راجہ نے معاوضہ کے لینے سے انکار کر کے بطور پیشکش (نذرانہ) اِس اراضی کو دینا چاہا بادشاہ نے از راہ احتیاط اِس بات کو قبول نہ کیا - اور اُس کے معاوضہ میں خالصہ شریفہ سے ایک وسیع مقام راجہ کو مرحمت کیا —

علمی لیاقت — راجہ جے سنگھ سنسکرت میں خوب مہارت رکھتے تھے - ترکی - فارسی - عربی زبانوں کو سمجھتے تھے —

مہاراج - راجہ جے سنگھ سوائی

اصلی نام بجے سنگھ تھا - مغلیہ سلطنت کے دور آخری کے مشہور ارکان سلطنت سے تھے - معزز خاندان کچھواہا کے سردار - راجہ بشن سنگھ کے بیٹے - اور مرزا - راجہ جے سنگھ کے پرپوتے تھے —

سنہ ۴۴ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ عالمگیری میں باپ

کی وفات کے وقت منصب هزاری ذات هشت صد سوار پر سرفراز تھے -- اب بادشاہ نے منصب هزار و پانصدی ذات هزار سوار پر مفتخر فرماکر خطاب راجه جے سنگھ سے موصوف کیا -- اور یه عالمگیری خطاب ایسا چمکا که اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ھے —

سنه ۴۵ جلوس مطابق سنه ۱۱۱۲ ھ میں عمدۃ الملک اسد خاں کے ساتھه قلعه کھیلنا (سخرلنا) کی تسخیر پر مامور ھوے اور باوجود نوجوانی اور ناتجربه کاری کے که اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نه پہونچے تھے - اپنے حمله هائے دلیرانه اور شمشیر دلیرانه سے قلعه کو فتح کرلیا - بادشاہ نے اِس شجاعت اور کارگذاری کے صلے میں منصب دو هزاری ذات - دو هزار سوار پر سرفراز کردیا —

شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد یه اول شاهزادہ محمد اعظم شاہ کی رفاقت میں دکن سے هندوستان روانه هوے - لیکن لڑائی کے دن اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے انجام کو پہچان کر بهادر شاہ سے جا ملے اور فتح کے بعد نوازشات شاهی سے مالا مال هوے —

بجے سنگھ برادر راجه جے سنگھ

راجه جے سنگھ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کی وفات کے بعد دربار عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف هوکر شاهزادۂ محمد معظم (بهادر شاہ) کے ساتھه صوبۂ کابل میں متعین تھا - اب شاهزادۂ موصوف کی رفاقت میں منصب

سہ هزاری پر سر فراز تھا ۔ اس فتح کے بعد دونوں
بھائیوں میں آنبیر کی حکومت پر تنازع پیدا ھوا ۔
بہادر شاہ کو دونوں کی خاطر عزیز تھی ۔ اور کسی
کی دل شکنی گوارا نہ تھی لہذا تا تصفیہ وهاں کے انتظام
کو سرکار شاهی کے احتمام میں لے کر سید حسین خاں
بارہ کو وهاں کا فوجدار مقرر کردیا —

سنہ ۱۱۱۹ ھ میں جب بہادر شاہ شاهزادہ کام بخش
کے مقابلے کے واسطے دکن روانہ ھوئے ۔ اجین کے پڑاؤ سے راجہ
جے سنگھہ معہ اجیت سنگھہ راتھور اور دوسرے راجپوت
سرداروں کے شکار کا بہانہ کرکے رفو چکر ھوگئے ۔ اور
سید حسین خاں سے لڑ بھڑ کر آنبیر پر قبضہ کرلیا ۔ جب
سنہ ۱۱۲۱ ھ میں بہادر شاہ اس مہم سے واپس ھوئے
ان کی تنبیہ کے واسطے فوجیں مامور کیں ۔ اسی عرصے
میں پنجاب سے سکھوں کے تاخت و تاراج کی خبر آئی
اور بادشاہ کو وهاں جانا ضروری معلوم ھوا ۔ ادھر
راجپوتوں نے بھی خانخاناں معظم خاں اور مہابت خاں
کے ذریعے سے اپنے عفوتقصیر کی خواستگاری کی ۔ اور
بادشاہ نے مصلحت وقت کا خیال کرکے محض زبانی وعدہ
اطاعت پر سب کا قصور معاف کردیا * —

فرخ سیر کی عہد سلطنت میں راجہ جے سنگھہ خطاب
دھیراج سے مفتخر ھوے ۔ سنہ ۱۱۳۱ ھ میں چورامن جاٹ کی

* اس معافی کا حال مہاراجہ اجیت سنگھہ کے حال میں دیکھو ۔

تنبیہ پر مامور ہوئے - اور اس سرکش کو ایسا تنگ کیا -
کہ اس نے پیشکش پیش کر کے قطب الملک سید عبداللہ خاں
کے وسیلے سے اپنے تقصیرات کی معافی حاصل کی چونکہ
یہ معافی بلا استزاج راجہ کے عمل میں آئی تھی - لہذا
وہ بادل ناخواستہ مہم مذکور سے واپس آکر اپنے وطن کو
روانہ ہوگیا --

فرخ سیر کے عہد سے لے کر محمد شاہ کے شروع
عہد تک امیرالامرا سید حسین علی خاں اور قطب الملک
سید عبداللہ خاں دونوں بھائیوں کا دور دورہ رہا -
اور انہوں نے امارت و وزارت کے نام سے بادشاہی کی
اور تاریخ میں بادشاہ گر کے لقب سے موسوم ہوئے - ان کی
راجہ جے سنگھہ سے ہمیشہ کھٹ پٹ رہی - لیکن باوجود اس
عظمت اور اقتدار کے راجہ کو کچھہ نقصان نہ پہونچا سکے
جب محمد شاہ کے عہد میں دونوں بھائیوں کی ترکی تمام
ہوئی - راجہ جے سنگھہ حسب الطلب دربار میں حاضر ہوئے
بادشاہ نے بہت اعزاز و احترام کیا - اور سنہ ۱۱۳۵ ھ میں
اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز کرکے چورا من جات کی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا انہوں نے غنیم کو تدبیر اور
شمشیر کے زور سے سیدھا کیا - اور ۹ صفر سنہ ۱۱۳۵ ھ
کو تھون کا قلعہ فتح کرلیا —

سنہ ۱۱۴۵ ھ میں صوبۂ مالوہ کی حکومت پر ممتاز
ہوے - جب مرہٹوں نے مالوہ میں لوٹ کھسوٹ مچائی تو

راجہ جے سنگھہ نے اپنے دوست محمد خاں بنگش سے مدد چاہی اُس کا حال شکستہ حال ہو رہا تھا اُس نے جواب میں لکھا کہ "آپ کے پاس علاوہ اپنی موروثی وطن کی ریاست جس کی آمدنی ایک صوبہ کی آمدنی کے برابر ہے ایک ثلث صوبۂ مالوہ - ایک چہارم صوبہ دھلی - اور تمام نظامت اکبر آباد کی ہے مرھٹہ اس وقت راجپوتوں کے ساتھہ موافقت ظاہر کرتے ہیں - لیکن یہ صرف اُن کی فیلسوفی ہے - خدا جانے وہ کہاں تک کی خبر لیں گے - ایک ہندوستان میں کیا - وہ تمام بنگالہ میں پھیلے ہوے ہیں - اس امر کا غالباً آپ کو یقین واثق ہوگا - کہ جب کبھی اُنھوں نے کہیں محفوظ مقام پالیا - تو وہ آپ کو بھی گدی سے اُتار دیں گے - اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہیں - اُنہیں پر قبضہ کرنے کا قصد کریں گے -

اس کے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خاں کو بلایا - زر نقد بطور امداد کے بھیجا - جاگیر کا وعدہ کیا - ۷ رمضان ۱۱۴۸ھ کو محمد خاں نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا - لیکن اِس عرصے میں مرھٹوں کا مالوہ میں ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُن کا نکالنا مشکل ہوگیا - آخرکار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اس پر تصفیہ ہوا - کہ باجی راو بادشاہ کی اطاعت قبول کرے - اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اُس کو عطا کی جاے - چنانچہ اس قرار داد کے بموجب ۸ ربیع الاول

سنہ ۱۱۴۹ھ کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راو کو دے دیا - اور وہاں سے رخصت ہوکر اپنے وطن جا پہنچے - اور مدت تک حکومت کرکے دسہرہ کے دن ۱۰ شعبان ۱۱۵۶ھ کو وفات پائی - ان کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے راجہ ایشر سنگھ - اور اُن کے بعد راجہ پرتھی سنگھ پسر راجہ ایشر سنگھ - اور اُن کے بعد راجہ پرتاب سنگھ برادر راجہ پرتھی سنگھ جانشین ہوے —

علمی قدر دانی

راجہ جے سنگھ کی زندگی کی نہایت دلاویز تصویر جس سے اُن کا نام آئندہ نسلوں میں ہمیشہ عزت و ادب سے لیا جاے گا - اُن کے علوم و فنون کا شوق - اور علمی قدر دانی کا جوش تھا - اٹھارویں صدی عیسوی میں جب کہ ہندوستان کی طوائف الملوکی - روز مرہ کے کشت و خون - اور لوٹ مار سے ہندوستان کی علمی دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھا رہا تھا - اُس اندھیرے میں اُن کا نام لعل بدخشاں کی طرح سے چمکتا نظر آتا ہے - زبان برج بھاشا کی حسن و خوبی اُنھیں کی قدر دانی اور کمال پروری سے ظاہر ہوئی - تمام ہندوستان کے عالم - فاضل گُنوان پنڈت اُن کے علمی دربار میں حاضر رہتے - اور دریا مثال ہاتھ سے سرسبز و شاداب ہوکر معمولی دوہروں - کبتوں کے صلے میں ایک ایک اشرفی سے لے کر ایک ایک لاکھ روپیہ تک کے انعام

لوٹتے تھے - جے پور کے کتب خانے میں ایک ایسی کتاب کا موجود ہونا بیان کیا جاتا ہے جس میں صرف وہ دوہرے جمع کئے گئے ہیں جن کے انعام میں اُن کی کمال پرور سرکار سے ایک ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا تھا - ممکن ہے کہ اس بیان میں کچھ مبالغہ ہو - مگر اِس میں شک نہیں ہے کہ اُنھوں نے لاکھوں روپیہ لٹا کر نہ صرف اپنی ریاست بلکہ دہلی اور نواح دہلی میں برج بھاشا کے شوق کو پھیلا کر مقبول خاص و عام کیا —

راجہ موصوف علوم ریاضی سے ماہر اور اُس میں بہت دلچسپی رکھتے تھے - اُنھیں کے حکم سے علماے ہاندنی نے شرح چغمنی وغیرہ کتب ہندسہ کا عربی بھاشا میں ترجمہ کیا —

زیچ محمد شاہی

راجہ موصوف نے مرزا خیراللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی میں بےنظیر عالم تھے - اُجین - جے پور - شاہجہاں آباد (دہلی) میں بیس بیس لاکھ روپیہ کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصد گاہیں بنوا کر ان کو زیچ محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا - لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور راجہ موصوف قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گئے لہذا یہ عظیم‌الشان علمی کام نا تمام رہا -

اور آئندہ پھر کسی نے اس طرف توجہ نہ کی - اُجین وغیرہ میں ان رصد گاہوں کی عمارت کے نشانات اب تک موجود ہیں -

شہر جے پور کا آباد ہونا | راجہ جے سنگھہ نے آنبیر سے چار کوس کے فاصلے پر ایک عظیم الشان شہر آباد کیا - اس میں قصر ہائے عالی - سنگین اور چوڑے چوپڑ کے بازار - اوپر ہوا دار بالا خانے ان میں جا بجا کھڑکیاں - اچھے مدرسے - کار خانے - جا بجا مندر - شرفا غربا سب کے واسطے ایک سے مکان ایک رنگ ڈھنگ کا بنوائے - آبادی کے چاروں طرف پتھر اور چونے کی دوھری فصیلیں تعمیر کرا کر باھر خوش نما باغ لگائے - اور اُس کو اپنے خطاب گرامی کی مناسبت سے جے پور کے نام سے موسوم کر کے دارالحکومت مقرر کیا - یہ شہر اس وقت تک ھندوستان کے عظیم الشان اور قابل دید شہروں میں شمار ہوتا ہے - اور بلحاظ خوشنمائی خصوصاً سڑکوں کی چوڑائی - اور اپنے مشہور و معروف عجائب خانہ کے ھندوستان میں بینظیر ہے -

مہاراؤ جانوجی جسونت نبالکر

راؤ رنبھا کا (جو کہ عہد عالمگیر کے اُمرائے متعینہ دکن سے تھا) بیٹا تھا - چونکہ وہ اکثر لڑائیوں میں بادشاہ کی طرف سے مرہٹوں سے لڑ چکا تھا - لہذا فرخ سیر کے عہد میں امیرالامرا حسین علی خاں نے مرہٹوں سے صلح

ہونے کے بعد ان کی شکایت پر اسے قید کر لیا - لیکن نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے محمد انور خاں کی سفارش پر اسے قید سے رہا کر کے مالوہ سے اپنے ساتھ لیا اور دکن پہنچکر اس کی قدیمی جاگیر عطا کر کے منصب سابقہ پر سرفراز کر دیا - چونکہ رعایا پروری اور سابقہ جاگیر داری کے جوہر سے موصوف تھا - لہذا بہت جلد اپنی حالت درست کر کے دکن کے معارکات میں شریک ہوتا رہا - نواب ناصر جنگ شہید کے عہد میں خطاب مہاراؤ - اور جسونت سے موصوف ہوا - اور سنہ ۱۱۷۶ ھ میں مر گیا - چونکہ اس کا بیٹا اللہ راؤ اُس کے سامنے مر چکا تھا لہذا دوسرا بیٹا مہا راؤ اور پوتا رؤرنیوا پسر اللہ راؤ اس کے جانشین مقرر ہوکر موروثی جاگیر پر قابض ہوئے - اور خدمات شاہی بجا لاتے رہے —

چتر بھوج چوہان

لکھمی سین چوہان کا پوتا - اور عہد شاہجہانی کا منصب دار تھا - سنہ ۱۰۵۰ ھ میں خدمات نمایاں کے صلے میں بادشاہ نے خلعت و اسپ سے سرفراز کیا - سنہ ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا - اور اس مہم میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر سنہ ۱۰۵۷ ھ میں منصب ہفت صدی ذات پانصد سوار

سے سرفراز ہوا - مدتوں خدمات شایستہ بجا لا کر انتقال کیا —

چندر بھان نروکا

شاہجہاں کے عہد کا منصب دار تھا - سنہ ۶ جلوس ۱۰۴۲ ھ میں بہ ایام محاصرۂ قلعۂ دولت آباد خدویت کے جوہر دکھائے اور قندہار کوٹ کی محافظت پر مامور ہوا - سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۴۶ ھ تک منصب پانصدی ذات - چہار صد سوار پر سرفراز تھا - سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ہوا - اور اصالت خاں کے ساتھ میدان ہمت میں قدم جما کر غنیم کو شکست فاش دی - اور فتح کے بعد خلعت و اسپ عطا ہو کر منصب ہفت صدی پانصد سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

منشی رائے چندر بھان

قوم کے برہمن اور لاہور کے رہنے والے تھے - حساب کتاب - معاملہ فہمی - تحریر و تقریر میں کارگذار اہلکار اور انشا پردازی - اور مطلب نویسی میں

بے نظیر سمجھے جاتے تھے - موزوں طبع اور برہمن تخلص کرتے تھے - اول میر عبدالکریم * میر عمارت لاہور کے سا تھہ تھے - اس کے بعد یاوری بخت سے علامی افضل‌خاں وزیر اعظم شاہجہاں کی سرکار میں جاپہونچے - اور اپنی لیاقت کاردانی سے بہت جلد صاحب اعتبار ہو کر اس سرکار کے دیوان ہوگئے —

علامی موصوف کی وفات کے بعد سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۴۸ ھ شاہجہانی میں لاہور کے مقام پر بادشاہ نے حکم دیا کہ افضل خاں کے متعلقین اور ملازمین حضور میں پیش کئے جائیں - اس تقریب سے یہ بھی حضور میں پیش ہوئے انہوں نے ایک رباعی موزوں کر کے اور خط شکستہ میں لکھکر پیشی کے وقت پیش کی - بادشاہ کو ان کا خط بہت پسند آیا - اور نوازش ہائے شاہانہ سے مسرور کرکے ملازمان اہل قلم کے سلک میں منسلک کیا وہ رباعی یہ ہے - رباعی —

شاہے کہ مطیع او دوعالم گردد　هر جاکہ سریست پیش اوخم‌گردد
ازبسکہ بدورش‌آدمی‌یافت‌شرف　خواهد کہ فرشتہ نیز آدم گردد

کچھہ عرصے کے بعد شاہزادہ دارا شکوہ نے ان کی حسن لیاقت - اور تحریر و تقریر کا حال سن کر بادشاہ سے ان کو مانگ لیا - اور اپنا مہر منشی مقرر کیا - مدت تک

---

* آگرہ کا روضہ ممتاز محل بھی انہیں کے اہتمام سے تعمیر ہوا تھا —

یہ اسی عہدے پر مامور رہے - سنہ ۱۰۶۶ ھ میں علامی سعداللہ خاں وزیر اعظم کے انتقال کے بعد بادشاہ نے پھر اپنے یہاں بلا لیا - اور خطاب رائے سے مفتخر کر کے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کردیا -

باغ چندر بھان

رائے چندر بھان نے سنہ ۱۰۶۸ ھ میں انتقال کیا - اُنہوں نے اپنے ایام امارت میں بمقام اکبر آباد ایک وسیع تالاب - اور ایک خوشنما باغ تیار کرایا تھا - باغ کے اندر اپنی کچہری کے واسطے بہت نفیس عمارت تعمیر کرائی تھی افسوس ہے کہ آگرہ کی صدہا دیگر عمارات کیطرح یہ تالاب اور عمارات بھی ہستی ناپائدار سے مفقود ہوگئی صرف باغ اور عمارت کا نفیس اور خوشنما سنگ سرخ کا دروازہ اپنے بانی کی عظمت کی یادگار میں اس وقت تک موجود ہے - غدر سنہ ۱۸۵۷ ع کے زمانے میں یہ باغ ایک انگریز کے قبضے میں تھا - اُس نے آگرہ کے ایک ساہو کار لالہ سورج بھان ساکن محلہ بیلن گنج کے ہاتھہ اس شرط پر فروخت کردیا - کہ عمارت قدیم میں کوئی دست اندازی نہ کی جاوے - اور وہ بدستور اپنی حالت میں قائم رکھی جائے - یہ بھی مشہور ہے کہ لالہ سورج بھان کو اس باغ سے ایک بہت بڑا دفینہ بھی دستیاب ہوا - بہر حال لالہ سورج بھان بہت تعریف کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے نہ صرف اس آثار قدیمہ ہی کو محفوظ رکھا - بلکہ باغ کو بھی خوب رونق دی اور اب اُن کے انتقال کے بعد ان کے بھتیجے لالہ چندر بھان قابض اور اپنے باپ

کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یہ باغ سکندرہ کی سڑک پر آگرہ اور سکندرہ کے درمیان میں واقع ہے - اور بانی کی ایک نیتی کہئی خواہ اذعان وقت سمجھئے کہ ہالی باغ آج تک مشتری کے نام سے باغ چندربھان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے —

لطیفہ	علامی افضل خان کے عہد وزارت میں دربار میں ایک ہی مشاعرہ تھا - رائے چندربھان نے جب اپنا

یہ شعر پڑھا —

مرا دلے است بہ کفر آشنا کہ چندین بار
بہ مکہ بردم و باز ش برہمن آوردم

نہ معلوم بادشاہ اُس وقت کس خیال میں تھے کہ بہت ناگوار گذرا - علامی موصوف بادشاہ کا چہرہ دیکھکر تاڑگئے - اور اُسی وقت اُس کے جواب میں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر پڑھا —

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود — چوں بیاید ہنوز خر باشد

بادشاہ یہ جواب سن کر ہنس پڑے - اور بات گئی گذری ہوئی —

انشا پردازی اور موزونی طبع	رائے چند بہان نے اپنے رقعات اور تحریرات کو خود جمع کر کے ایک مجموعہ رنگین

مرتب کیا ہے - منشی سبل چند لکھتے ہیں کہ " اُنھوں نے انشاپردازی میں علامی ابوالفضل کا تتبع کیا ہے " اس مقام پر اُن کے مجموعہ رنگین سے چند مقام ناظرین

کے ملاحظے کے واسطے نقل کئے جاتے ہیں —

افسانہ عشرت پیرائے

در وقتیکہ رایات فیروزی شعار بفر خندگی و فیروزی متوجہ سیر خطۂ دلکشائے عشرت سرشت کابل گردید۔ درانثنائے راہ غزلے از زادہ ہائے طبع ہو ساطت بخشی الملک معتمدخان کہ از بندہائے سخن سنج سخنگوئی درگاہ والاہود بسمع مبارک رسیدہ درجہ قبول یافت —

غزل

رویت بہ آفتاب دہد آب و تاب را
اے از تو صد شرف شرف آفتاب را
دریا دلی و دست تو چوں موج در عطا است
دست تو دادہ شیوہ بخشش سحاب را
بوئے بہار لطف تو آفاق را گرفت
دیگر چہ اعتبار بود مشکناب را
از دست تو چو آب شود آتش ستم
خوش کردہ چشم فتنہ بدور تو خواب را
شاہان بخاک راہ تو سرہا فگندہ اند
در پیش موج بحر چہ وقع حباب را
ہاں برہمن مدام دعا دن زروے صدق
ہاہ بلند اختر گردوں جناب را

هر روز او خجسته چو نوروز و عید باد
دردورا و شرف شرف آفتاب را

افسانه سیمنت ترین

چون رایات جهان پیمای فلک فرسا عالم نوروار مستقر الخلافت اکبرآباد بعزم سیر ممالک پنجاب باضهار آمد - و قصبهٔ دلنشین سهرنه مضرب خیام ظفر فرجام گشت نسیم عنبر شمیم بهار باعث طراوت حدیقه دلها - و موجب انشراح غنچهٔ خاطر ها گردید - مجلس نوروز جهان افروز به آئینی که شایان این دولت خداداد ازل بنیاد است در دولت خانهٔ بادشاهی که بمقتضائی طراوت - و نظرت - و وسعت و فسحت - نظیر و عدیل ندارد - آرائش تازه یافت - و سطح روئی زمین به انواع نقش و نگار رشک صحیفهٔ روزگار چرخ دوار شد - بادشاه جهان پناه چون آفتاب جهان تاب بر تخت دولت جلوس فرموده صلائی جود و کرم و بخشش و انعام عام داده دامن آرزوئی جهانیان لبریز گردانیدند - کمترین بندگان که از خانهٔ زادان این دودمان دولت نشان است - بوساطت عمدة السلطنت اسلام خان رباعی از نظرانور اقدس گزرانید - از غایت ذره پروری - و بنده نوازی که سرشته ذات ملکی ملکات مقدس است - بدست مبارک گرفته بر زبان معجز بیان خوانده تحسین فرمودند - رباعی —

روز نو و سال نو مبارک بادا　　ملک نو و سال نو مبارک بادا
ای آنکه خیال ملک گیری داری　　پیوسته خیال تو مبارک بادا

به عنایت الهی اقبال بلند حضرت شاهنشاهی دراندک فرصت آثار آن به ظهور آمد و فتح ممالک بدخشان نصیب اولیائے دولت ابد پیوند گشت —

مجلس خسروی

موجب انشراح و انبساط خاطر ها و باعث اهتزاز و شگفتی دلها گردیده - جمع بندگان درگاه والا از امرائے نامدار و خوانین بلند اقتدار و ارباب اهل خدمت درخور حالت و منزلت به عنایت شاهنشاهی از مرحمت فیل و اسپ و خلعت هائے فاخره - و اضافهٔ منصب و انعام نقد سرفراز گردیدند و اصحاب فضل و کمال و اهل احتیاج از درویشان و گوشه نشینان و دعا گویان و وظیفه داران و امید واران - میران ذخیره عمر هائے دراز اندوختند و ارباب فصاحت و بلاغت از شعرائے فصیح زبان ملک محمد خان قدسی - و طالب کلیم - و میر الهی و ملا امی - و میر بخشی وغیره قصیده - و مثنوی - و رباعی در تعریف این جشن گرامی گفته به انعام نقد و عنایت خلعت سر بلند گشتند - و مجلسیان شیرین زبان - و برهمنان هندی بیان - و کبیشران - و منجمان - و امثال آن به مرحمت خلعت سرفرازی حاصل کردند - و ارباب نغمه و نشاط - و اهل سرود و انبساط از خوانندگان و

سازندگان عراق و خراسان و نغمه سازان و ترانه پردازان کابل و کشمیر - و کلانوت و طوایف هندی به عنایت خلعت های گوناگون مفتخر گردیدند و به مکرمت زرها از اندازهٔ بیرون دامن اُمید را لبریز کردانیدند و جمع که در معالجهٔ آن رابعهٔ ثانی (جہاں آرا بیگم) از روے اخلاص کوشش نموده بودند به اضافه منصب و عنایت اسپ و فیل و نقد و خلعت و انواع مرحمت سرفراز گشتند - و چون این برهمن عقیدت کیش که در سلشیان این درگاه آسمان جاه منسلک است و در روزهاے عظیم مثل نوروز و جهان افروز میگذارنیده - درجشن مبارک فرخنده آئین نیز رباعی گذرانده به عنایت خلعت سرفرازی یافت - رباعی —

درجشن مبارک شهنشاه جهان   شاهنشه آفاق خدیو کیهان
دریا شده از آب گهر روے زمین   هر خانه شد از لعل بدخشان کان

امید که الله تعالی سایهٔ عنایت و ظل مکرمت این دولت ابد پیوند را بر مفارق جهان و جهانیان مستطیل و مستدام دارد —

رائے موصوف صاحب دیوان هیں - ان کا یه شعر بہت مشہور ہے —

به بین کرامت بتخانهٔ مرا اے شیخ
که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد

سچ ہے یہ اچھا بدنام برا - لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ عالمگیر نے اپنے عہد میں ایک مندر توڑ نے اور بجاے اُس کے مسجد تعمیر کرانے کا حکم دیا - اُسوقت وہاں کے پجاری برہمن نے مندرجۂ بالا شعر موزوں کر کے بادشاہ کے سامنے پڑھا - اور اُس کو شرمندہ کردیا - عالمگیر پر اِس قسم کے جسقدر الزام لگائے جائیں وہ اس پر بخوبی ٹھپ جاتے ہیں —

چندر من بندیلہ

راجہ نرسنگھہ دیو کا چھوٹا بوتا تھا - پہلے سال جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوا سنہ ۴ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات هفت صد سوار پر ترقی پائی - جب سنہ ۸ جلوس میں اُس کے بھائی ججھار سنگھہ بندیلہ نے بغاوت پر کمر باندھی یہ خان دوران خان کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں متعین تھا - حسب الحکم شاہی خان موصوف کے ساتھہ اُسکی سر کوبی کے واسطے روانہ ہوا - اور اس مہم کے اختتام کے بعد پھر مہم دکن پر متعین ہوا اور قلعہ اودگیر اور اڈیسہ کی تسخیر میں خاص نام پیدا کیا - سنہ ۱۴ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ہو کر صوبۂ کابل میں تعینات کیا سنہ ۱۵ جلوس میں کابل سے جگت سنگھہ کی مہم پر مامور ہوا

اور مہم کے خاتمے پر خلعت - اسپ و علم سے مفتخر ہوا -
سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک ہوا -
سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت
صد سوار پر سر بلند ہوا - اس کے بعد کا کچھ حال
نظر سے نہیں گذرا ---

راجہ چندر سین جادون

مرہٹوں کی گوت جادوں سے تھا - اس کا باپ دھنا جی
جادون مرہٹوں کا مشہور سردار تھا - نواب نظام الملک آصف جاہ
کی صوبہ داری دکن کے زمانہ میں فرخ سیر کے دربار
سے منصب ہفت ہزاری پر سر فراز ہوا - اور پھالکی وغیرہ
محالات صوبہ بدر جاگیر میں مرحمت ہوے - اس نے
دریاے کرشنا کے پاس ایک پہاڑی پر ایک مختصر
قلعہ بنا کر اس کو چندر گدہ کے نام سے موسوم کیا -
یہ نہایت شجاع اور بہادر تھا چہار ہزار سوار ہمیشہ
اس کی رکاب میں حاضر رہتے تھے - نواب نظام الملک
آصف جاہ اس کی بہت خاطر کرتے تھے - سنہ ۱۱۵۲ ھ
میں مر گیا - رام چند اس کا بیٹا جانشین ہوا ---

راجہ چھبیلا رام ناگر

قوم کے ناگر برہمن تھے - ان کا بھائی دیا رام ناگر

شاہزادۂ عظیم‌الشان کی سرکار میں کسی سالی خدمت پر مامور تھا۔ یہ بھی بھائی کے ساتھ احمد آباد گجرات میں کام کرتے تھے۔ اس کی وفات کے بعد اس کی جگہ پر مامور ہو گئے۔ اور ترقی پا کر کڑہ جہاں آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو گئے۔

سنہ ۱۱۲۳ ھ میں جب فرخ سیر نے جہاندار شاہ پر چڑھائی کی۔ تو یہ اپنے یہاں کے سرکاری خزانے کو لے کر اول جہاندار شاہ کے پاس حاضر ہوے۔ مگر جب اس لشکر کا طور بے طور دیکھا تو انجام کار پر خیال کر کے کسی بہانہ سے کھسک گئے اور مع خزانہ کے فرخ سیر کے لشکر میں جا پہنچے۔ جب فرخ سیر نے فتح پائی۔ اور امرائے ہمراہی ادائے خدمت اور رفاقت کے صلے میں خلعت و منصب اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوے۔ یہ منصب پنجہزاری پر ممتاز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوئے۔ اور دیوانی تن اور خالصہ کی خدمت کا خلعت مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۱۲۴ ھ میں اول اکبرآباد اور اس کے بعد الہ آباد کی صوبہ داری پر سربلند ہوئے امیر الامرا حسین علی خاں اور ان سے دلوں میں رنج تھا۔ امیرالامرا نے الہ آباد کو ان سے چھیننا چاہا۔ انہوں نے قلعہ کو خوب مستحکم کیا۔ سنہ ۱۱۳۱ ھ میں امیرالامرا فوج لے کر ان کے مقابلے کے واسطے روانہ ہونے والے تھے کہ

اسی عرصے میں الہ آباد سے ان کی وفات کی خبر آئی۔
ان کی وفات کے بعد راجہ گردھر بہادر ان کے جانشین
مقرر ہوئے جن کا حال علاحدہ لکھا جائے گا۔

راے خوشحال چند

محمد شاہ کے عہد سلطنت میں خطاب راے سے
موصوف ہو کر پیشکار میر بخشی کے عہدے پر سرفراز
ہوے۔ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں برہان الملک سعادت خاں۔ اور
امیرالامرا خان دوراں خان کے ساتھ نادر شاہ کے مقابلے
کو روانہ ہوے۔ اس لڑائی میں ان کا بھتیجا رتن چند
نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ بادشاہی فوج کو
شکست اور نادر شاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نواب
نظام الملک آصف جاہ نے دو کروڑ روپیہ نادر شاہ کو دینے
کا وعدہ کر کے اسی جگہ سے واپس چلے جانے پر رضامند
کر لیا۔ محمد شاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں نواب
موصوف کو امیرالامرائی کا منصب عطا فرمایا۔ ہندوستان
کی بہوت مشہور ہے۔ برہان الملک نے جب سنا کہ
امیر الامرائی کا خلعت نواب آصف جاہ کو مرحمت
ہوا ہے۔ آتش حسد سے جل کر کباب ہو گیا۔ فوراً
جا کر نادرشاہ کو بہکایا۔ اور کہا کہ محمد شاہ کے لشکر

میں سوائے آصف جاہ کے اور کسی سے خوف نہیں ہے ۔ دو کروڑ روپیہ پر جو آپ نے صلح کرلی ہے ۔ وہ ہندوستان کی دولت کے سامنے بالکل بے حقیقت ہیں ۔ اتنا تو میں اکیلا ہی حضور کو دے سکتا ہوں اگر آپ دہلی تشریف لے چلیں تو بہت کچھ روپیہ مل سکتا ہے ۔ نادر شاہ نے یہ بات سن کر آصف جاہ کو بلایا ۔ اور نظر بند کر کے اول برہان الملک کے ساتھہ اپنے ایک امیر طہماسپ نامی کو دہلی روانہ کیا اور پیچھے سے خود روانہ ہوکر ۸ ۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ ھ کو قلعہ دہلی میں داخل ہوا اور ایک بڑے قتل عام کے بعد کروڑوں روپیہ کا مال و اسباب لے کر ۷ ۔ صفر سنہ ۱۱۵۲ ھ کو دہلی سے کوچ کیا ۔ اور ہزاروں جانیں اور کروڑوں روپیہ کا مال و اسباب آتش حسد میں جلکر تباہ ہو گیا ۔

نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست | کاغذات دارالانشاے شاہی ریاست بھوپال سے نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست کی نقل ایک معتبر ذریعے سے حاصل ہوئی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے ۔ اسے دیکھکر تعجب ہوتا ہے ۔ کہ باوجود اس کے کہ محمد شاہ کے عہد میں سلطنت کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا ۔ اس پر بھی معمولی عہدہ داروں کو اس قدر تمول حاصل تھا ۔ کہ دو ۔ دو ۔ تین ۔ تین ۔ لاکھہ روپیہ نادر شاہ اُن سے وصول کر لے گیا ۔ راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی کے

عہدے پر مامور تھے - ڈھائی لاکھ روپیہ اِن سے بھی وصول کیا گیا —

نقد از خزانۂ سلطنت ۸ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ - جواہرات از جواہر خانہ شاہی ۱۵ کروڑ - آلات طلائی - ایک کروڑ ۵۰ لاکھ تخت طاؤس و اسباب متفرق از خوشبو خانہ و باورچیخانہ وقور خانہ و فراش خانہ و آبدار خانہ ۱۵ کروڑ روپیہ از آصف جاہ نظام الملک ۴ کروڑ - پیشکش نواب ابو المنصور خاں معرفت راجہ مہا نرائن ۲ کروڑ - برائے خلعت صوبۂ اودھ ۲ کروڑ - ضبطی خانہ خان دوران خاں و مظفر خان میر آتش ۲ کروڑ ۷ لاکھ - از وزیر الما لک قمرالدین خاں - یک کروڑ از لطف اللہ خان صادق داروغہ جواہر خانہ ۹ لاکھ - از نواب محمد خان بنگش ۴ لاکھ ۷۵ ہزار از رائے خوشحال چند پیشکار بخشیگری ۲ لاکھ ۵۰ ہزار - از متصدیان دفتر مہانند شہر ۲ کروڑ - از شیخ سعداللہ دیوان تن ۳ لاکھ ۵۰ ہزار از راجہ ناگرمل دیوان خالصہ ۳ لاکھ سیتارام خزانچی - ۲ لاکھ ۵۰ ہزار - از سبھان رائے وکیل دکھنیا ۲ لاکھ - ۷۵ ہزار - از زوندہ رائے - ۲ لاکھ ۶۰ ہزار - متفرق جواہر و نقدی ۴۰ لاکھ - میزان کل - ۵۲ کروڑ ۳۸ لاکھ ۶۰ ہزار —

رائے درگا داس سیسودیہ

چندراوت کا رہنے والا تھا - جو کہ پرگنہ رام پور

میں قلعہ چتوڑ کے قریب واقع ہے - اول رانا اُدے سنگھہ
کی سرکار میں ملازم تھا - وہاں سے ملازمت ترک کر کے
دربار اکبری میں حاضر ہوا بادشاہ نے اُمرائے خاص کے
سلسلے میں منسلک کیا - سنہ ۲۶ جلوس اکبری میں
شاہزادہ مراد کے ساتھہ مرزا محمد حکیم کی مہم پر
مامور ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں مرزا خان کے ہمراہ
باغیان گجرات کی تادیب کے واسطے روانہ ہوا - سنہ
۳۰ جلوس میں خان اعظم کے ساتھہ مہم دکن پر متعین
ہوا - سنہ ۳۶ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھہ صوبۂ
مالوہ میں تعینات ہوا - سنہ ۴۵ جلوس میں شیخ ابوالفضل
کے ساتھہ مہم ناسک میں شریک ہوا کارہائے نمایاں
انجام دئیے سنہ ۴۶ جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر پھر
صوبہ دکن میں مامور ہوا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری
میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا - جہانگیر نے
لکھا ہے کہ رائے درگا نے میرے پدر بزرگوار کی چالیس
برس سے زیادہ خدمت کی تھی - منصب چہار ہزاری پر
سر فراز اور سپاہگری میں شہرہ آفاق تھا " —

رائے درگا داس کا بیٹا چاندہ اوائل جلوس جہانگیری
میں منصب ہشت صدی پر سرفراز تھا - رفتہ رفتہ ترقی
کر کے منصب عمدہ اور خطاب رائے سے مفتخر ہوا - اور
مدتوں خدمات شاہی انجام دے کر مر گیا —

اُس کا بڑا بیٹا راؤ دودا جانشین مقرر ہوا - جس کا

حال علحدہ قلمبند کیا جائیگا —

ہری سنگھ ولد رائے چاندا	دوسرا بیٹا ہری سنگھ شاہجہان کے عہد میں منصب پانصدی ذات - چہارصد سوار سے سرفراز تھا - سنہ ۹ جلوس میں مرگیا -

رائے دلیپ سنگھ

رائے رائے سنگھ بیکانیری کا بڑا بیٹا تھا - شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سرفراز تھا سنہ ۳۶ جلوس میں خانخانان عبدالرحیم خان کی کمک پر سہم تھتہ میں مامور ہوا - لڑائی کے دن باوجود اس کے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھہ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشہ دیکھتا رہا - سنہ ۴۵ جلوس میں بلا رخصت بیکانیر چلا گیا - اور وہاں جاکر شورش برپا کی - باپ دربار میں موجود تھا - یہ حال سنکر رخصت لے کر بیکانیر گیا - اور بیٹے کو ساتھہ لاکر بادشاہ کے قدموں پر گرا دیا - بادشاہ نے قصور معاف کر کے پھر منصب پر بحال کردیا —

جہانگیر کے عہد میں باپ کے ساتھہ پھر بیکانیر چلاگیا * - جب شاہی فوجیں باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئیں - یہ بیکانیر سے بھاگا - زاہدخان اور شیخ عبدالرحمن نے ناگور کے قریب جاگھیرا - یہ خوب جمکر لڑا - لیکن شکست کھائی

---

* رائے رائے سنگھہ کا حال دیکھو —

اور یہ ہزار دشواری پہاڑوں میں گھس کر جانبر ہوا - سنہ ۳ جلوس میں خانجہاں کی درخواست کی اور اُن کی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار میں طلب ہوا - اور منصب پر بحال ہوکر صوبہ دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۷ جلوس میں باپ کے مرنیکا حال سنکر دربار میں حاضر ہوا - چھوٹا بھائی سورج سنگھ بھی موجود تھا باپ کو سورج سنگھ کی ماں سے زیادہ محبت تھی اسوجہ سے وہ سورج سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا - جب دربار میں جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا سورج سنگھ خوردسالی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے سردربار بول اُٹھا - کہ باپ نے مجھے اپنا جانشین مقرر کر کے تیکہ دیا ہے - بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری خفا ہوکر فرمایا - کہ اگر باپ نے تجھے تیکہ دیا ہے - تو میں دلیپ سنگھ کو سر فراز کرکے تیکہ دیتا ہوں - اُسی وقت اپنے ہاتھ سے دلیپ سنگھ کی پیشانی پر تیکہ کھینچکر خطاب رائے سے موصوف کیا اور بیکانیر کی موروثی خدمت پر سرفراز کیا —

دلیپ سنگھ کم عقل اور سخت نا لائق تھا - اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کر جاتا - مگر اُس پر تو نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی - بادشاہ نے منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے مرزا رستم صفوی کی کمک پر تھتہ جانے کا حکم دیا - اُس کے دماغ میں خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چل دیا - بادشاہ نے سورج سنگھ

کو فوج دیکر اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس نے بیکانیر پہنچ کر اُس کو شکست دیکر بھگا دیا - راستے میں ہاشم خاں خوستی فوجدار شاہی نے گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا - بادشاہ نے قتل کرا دیا —

راجہ دیبی سنگھہ بندیلہ

راجہ بھارت بندیلہ کا بیٹا تھا - باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۷ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری پر سرفراز ہوکر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا - سنہ ۸ جلوس میں نقارہ مرحمت ہوکر خان دوران خاں بہادر کے ساتھہ ججھار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا —

اوندچھہ (اُرچھا) کی گدی قدیم سے راجہ دیبی سنگھہ کے موروثان کے قبضے میں چلی آتی تھی - جہانگیر نے اپنی عہد سلطنت میں وہاں کی حکومت راجہ نرسنگھہ دیو کو مرحمت کی تھی - ججھار سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - چنانچہ جب اوندچھہ بادشاہی فوج نے فتح کر لیا - بادشاہ نے سردار قوم بندیلہ کا منصب راجہ دیبی سنگھہ کو مرحمت کر کے اوند چھہ کی حکومت پر سرفراز کردیا —

سنہ ۹ جلوس میں اوندچھہ کے انتظام سے فارغ ہو کر راجہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوے - بادشاہ نے سید خانجہاں بارہ

کے پاس مہم بیجاپور میں متعین کیا - راجہ نے اِس مہم میں اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سنہ ۱۰ جلوس میں سید خانجہاں کی سفارش سے علم و نقارہ مرحمت ہوا —

سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوے - اور اس مہم میں اپنے حملہ ھاے مردانہ اور شمشیر دلیرانہ سے کئی موقعوں پر غنیم کی فوج کو پسپا کیا - اور ایسی بہادری دکھائی کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی -- اور اس کے انعام میں سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی ذات -- دو هزار سوار سے منتخر ہوے —

سنہ ۲۲ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ اور اس کے بعد دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوے - سنہ ۲۸ ھ میں بھیلسہ (صوبہ مالوہ) کی حکومت پر سر بلند ہوے —

سنہ ۳۰ جلوس میں معظم خاں میر جملہ کے ساتھہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس صوبہ دکن میں متعین ہوے -- سنہ ۳۱ جلوس میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوے —

سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین میں جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھے - لیکن جسونت سنگھہ نے کسی وجہ سے

انھیں قید کر رکھا تھا - جب اُس کو شکست ہوئی - قید سے رہائی پا کر شاہزادۂ مراد بخش کے توسل سے بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوے - عالمگیر نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار سے سر بلند کیا —

جنگ سموگدھ اور معاربۂ دوم دارا شکوہ میں شریک ہو کر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھاے - اس کے بعد راجہ عالم سنگھہ جگھہ بھیلسہ کی فوجداری پر مامور ہوے —

سنہ ۳ جلوس میں چنپت بندیلہ کی تادیب پر متعین ہوے —

سنہ ۱۰ جلوس میں شمشیر خاں کے ساتھہ یوسف زئی پٹھانوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوے —

سنہ ۱۲ جلوس میں محمد امین خاں صوبہ دار کابل کے ساتھہ کابل میں تعینات ہوے - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر پچھم اور دکن کے گوشہ میں راجہ کا آباد کیا ہوا پورہ ان کے نام سے مشہور ہے —

راؤ دودا سیسودیہ

راؤ چاندہ کا بیٹا اور رائے درگاداس کا پوتا

تھا - سنہ ۳ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر سر فراز ہوکر اول ہمراہ اعظم خاں مہم خانجہاں لودی پر مامور ہوا - اس کے بعد یمین الدولہ آصف خاں کے ساتھہ مہم بیجاپور میں شریک ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ صوبۂ دکن میں مامور ہوا —

سنہ ۶ جلوس میں بہ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا اور غنیم کی صفوں میں گھس گھسکر کشتوں کے پشتے لگا دیئے - اسی عرصے میں اُس کے بھی چند ساتھی کام آئے وہ اُن کی لاشیں میدان جنگ سے اُٹھالے گیا - اُس مقام پر غنیم کا زیادہ غلبہ تھا - جب گھر گیا تو بہادر راجپوتوں کے طریق پر گھوڑے سے کود کر پیادہ ہوا - اور شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا —

راؤ ہتی سنگھہ

قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا - اُس کے بیٹے ہتی سنگھہ کو جو اپنے وطن میں تھا خلعت ارسال کر کے منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر سر فراز فرمایا - اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر صوبۂ دکن کی تعیناتی کا حکم صادر کیا —

۱۲ - جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۶ ھ کو جب بادشاہ دکن

سے واپس آرہے تھے - موضع کھجوری پرگنہ رام پور (میواڑ) میں مقام ہوا - یہ راؤ ھتی سنگھہ کا وطن تھا - راؤ مذکور نے ایک ھاتھی پیشکش کیا - اور خلعت سے سرفراز ہوا - اسی سال خانزماں کے ساتھہ قلعہ جنیسر کے محاصرہ اور تسخیر میں خدمات نمایاں انجام دیں - اس کے بعد دکن میں خدمات شاھی بجا لاکر سنہ ۱۷ جلوس میں لاولد انتقال کیا - بادشاہ نے اس کے چچازاد بھائی روپ سنگھہ پسر روپ مکند کو جانشین مقرر کیا - اُس کا حال علحدہ قلمبند کیا جاویگا —

راجہ دوارکاداس کچھواھا

راجہ گردھر کچھواھا کا بیٹا تھا پہلے سال شاھجہانی میں منصب ھزاری ذات ھشت صد سوار سے سر فراز ہوا - سنہ ۳ جلوس میں مہم نظام الملک دکھنی میں شریک ہو کر ایسی دلاوری دکھائی کہ اُس کی بہادری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی اور بادشاہ نے اس کارگذاری کے صلے میں منصب ھزار و پانصدی ذات - ھزار سوار سے سر بلند کر دیا —

نرسنگھہ داس کچھواھا

سنہ ۴ جلوس میں خانجہاں لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - اور نہایت بہادری سے لڑ کر تیر اجل کا نشانہ ہوا - بادشاہ

نے اُس کے بیٹے نرسنگھہ داس کو منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار سے ممتاز کیا۔ سنہ ۱۰۵۴ ھ میں منصب هشت صدی ذات۔ هشت صد سوار سے سرفراز هوکر قلعه کابل و صوبه برار کا قلعدار مقرر کیا —

رائے - رایان۔ دیانت رائے گجراتی

قوم کے ناگر برهمن۔ اور گجرات کے رهنے والے تھے۔ تحریر و تقریر حساب و کتاب۔ هیئت و هندسه۔ میں لیاقت رکھتے تھے۔ زبان هندو۔ اور تاریخ دانی میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ اور علامی افضل خاں کے عهد وزارت میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم هوے۔ اس کے بعد اپنی حسن لیاقت دیانت و امانت سے جلد جلد ترقی پاتے هوے سنه ۴ جلوس ۱۰۴۰ ھ شاهجهانی میں عهدے دیوانی خالصه شریفه (نائب دوم وزیر اعظم) پر سرفراز هوگئے —

سنه ۱۱ جلوس مطابق ۱۰۴۷ھ میں منصب هزاری سے ممتاز هوکر خلعت دیوانی تن (نائب اول وزیر اعظم) کا مرحمت هوا —

سنه ۱۲ جلوس مطابق ۱۰۴۸ ھ میں علامی افضل خاں کی وفات کے بعد خطاب رائے - رایان سے موصوف هوکر تا تقرر وزیر اعظم قائم مقام وزیر اعظم مقرر هوے —

سنه ۱۵ جلوس مطابق ۱۰۵۱ ھ میں دیوانی بیوتات کا خلعت عطا ہوا —

سنه ۱۷ جلوس مطابق ۱۰۵۳ ھ میں بادشاہ کی خدمت میں درخواست پیش کی - کہ اگر اجازت ہو - تو کار دنیوی سے ہاتھہ اتھا کر آخری وقت معبود حقیقی کی یاد میں گنگاجی کے کنارے بنارس میں جاکر صرف کروں ۸ شعبان سنه ۱۰۵۳ ھ کو بادشاہ نے فرمان اجازت صادر فرمایا - اور یہ بنارس روانہ ہوے —

سنه ۲۱ جلوس مطابق ۱۰۵۷ ھ میں دنیا کی محبت نے پھر زور مارا - اور اُس کے دام اُلفت میں پھنس کر مقدس مقام بنارس کو چھوڑ کر پھر بارگاہ شاھجہانی کا رخ کیا - اِن کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر تھی - منصب سابقه سے سر بلند کرکے خدمت دیوانی کل صوبۂ دکن اور فوجداری صوبۂ بگلانہ پر مامور کر دیا - اور اسی خدمت پر یہ اپنی اخیر زندگی تک سرفراز رہے —

علامی افضل خاں کے عہد میں کل وزارت کا کام اِنھیں کے سپرد تھا - جسے چاھیں رکھیں - جسے چاھیں برخاست کریں - اگر کوئی امیر علامی موصوف سے کسی کی سفارش کرتا - یا کچھہ حال دریافت کرنا چاھتا تو ھمیشه یه ھی جواب ملتا تھا - که دیانت راؤ سے کہو - یا دیانت رائے سے پوچھو - جب علامی موصوف کا انتقال ہوا ایک ظریف نے از راہ ظرافت اُن کا مرثیه کہا -

اور اُس میں یہ مضمون بندھا کہ جب منکر نکیر قبر میں سوال و جواب کے واسطے آے۔ اور اُنھوں نے علامی سے سوال کرنے شروع کئے تو انھوں نے ہرسوال کے جواب میں یہ ہی جواب دیا۔ کہ دیانت والے سے جاکر دریافت کرو۔ وہی تمھارے سوال کا جواب دے گا —

راوت دیال داس جھالا

شاہجہاں کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۹ جلوس میں مہم ساھو جی بھونسلا پر مامور ھوا۔ سنہ ۱۰ جلوس میں منصب پانصدی ذات۔ دو صد و پنجاہ سوار پر سرفراز ھوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ھوکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ھوا۔ اور اس مہم کے حسن خدمات کے صلے میں منصب ہفت صدی ذات۔ پانصد سوار پر ممتاز ھوا اس کے بعد مہم قندھار وغیرہ میں شریک ھوکر ترقی پاتا رہا۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اجین میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا۔ اس لڑائی میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا۔ اور نہایت بے جگری سے رام رام کا نعرہ مارتا ھوا اورنگ زیب کے توپ خانہ پر جا پڑا۔ اور نہایت دلاوری سے لڑکر مارا گیا —

راؤ دلیپ سنگھہ بندیلہ *

راؤ سبھکرن بندیلہ کا بیٹا تھا - سنہ ۱۱ جلوس عالمگیری میں منصب دو صد پنجاهی ذات - هشتاد سوار پر سرفراز هوا - اس کے بعد منصب سہ صدی ذات و سہ صدی سوار پر ترقی پائی -

سنہ ۲۲ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی ذات - پانصد سوار پر سرفراز هوکر صوبہ دکن میں متعین هوا —

سنہ ۲۲ جلوس میں کسی بات پر خانجہاں بہادر ناظم صوبۂ دکن سے ناراض هوکر دربار میں حاضر هوا - اور همراہ شاهزادہ محمد اعظم کے پھر صوبہ دکن میں مامور هوا - اور حسن علی خاں عالمگیری کے همراہ ضلع کوکن کی مہم میں شریک هوکر نہایت جانفشانی اور جانبازی سے خدمت بجالایا - اور اس خدمت کے صلے میں سنہ ۲۳ جلوس میں منصب شش صدی ذات - شش صد سوار پر سر بلند هوا -

سنہ ۲۴ جلوس میں منصب هفت صدی ذات - هفت صد سوار پر ترقی پائی —

---

* بعض جگہہ دلپت سنگھہ نام لکھا هے —

سنه ۲۹ جلوس میں غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے ساتھہ شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کے لشکر میں جو محاصرۂ بیجا پور میں مامور تھا۔ نہایت دلاوری اور جانفشانی سے جب کہ غنیم چاروں طرف سے راستہ روکے ہوئے تھے رسد پہنچائی۔ اور اس جاں بازی کے انعام میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا —

سنه ۳۰ جلوس میں اودنی (امتیاز گدہ) کی قلعداری پر مامور ہوکر منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور نقارہ مرحمت ہوا۔

سنه ۳۴ جلوس میں شاہزادۂ کام بخش کے ساتھہ متعین ہوا۔ اور ذوالفقار خاں کے پاس قلعہ چنچی میں رسد پہنچائی —

سنه ۴۴ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار اور سنه ۴۹ میں منصب سہ ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا —

عالمگیر کے انتقال کے بعد راؤ دلیپ سنگھہ نے شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی۔ اور منصب پنجہزاری سے سر بلند ہوکر دکن سے روانہ ہوا۔ اور شاہزادۂ عظیم الشان کے مقابلے میں فوج ہراول کا سردار تھا اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا —

راؤ دلیپ سنگھ کے تین بیٹے تھے
رام چند - بہاری چند - پرتھی چند -

رام چند بندیلہ

تینوں میں وطن کی حکومت پر جھگڑا ہوا - رام چند بھائیوں سے لڑ کر غالب آیا - اور وطن کی حکومت حاصل کر کے بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - اور محمد شاہ کے عہد تک خدمت شاہی بجا لاتا رہا - محمد شاہ کے عہد میں - بھگونت سنگھ زمیندار کڑہ جہان آباد کی سرکوبی پر متعین ہوا - اور اسی لڑائی میں مارا گیا —

راجہ رام چند چوہان

مدن سنگھ چوہان کا بیٹا تھا - شہنشاہ اکبر کے زمانے میں امرائے اکبری کے سلسلے میں منسلک ہوا —

سنہ ۱۷ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا - سنہ ۲۸ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوا —

سنہ ۳۸ جلوس میں مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں متعین ہوا - اس کے بعد دکن کی مہمات میں شریک ہو کر خدمات نمایاں انجام دیتا رہا - ۱۷ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۰۵ ھ کو مرزا عبدالرحیم خاں کے ساتھ سہیل خاں عادل

کے سپہ سالار کے مقابلے میں دائیں پرے پر متعین تھا ۔ سہیل خاں کو اس معرکے میں اپنے توپ خانہ پر بڑا گھمنڈ تھا - جب لڑائی شروع ہوئی ۔ یہ بہادر اور پر جوش افسر نہایت پھرتی سے اس کے توپ خانہ پر جا پڑا ۔ دکھنی پیچھے ہٹے - مگر حکمت عملی کے ساتھہ ۔ آخر کار شام کے وقت پھر گولہ اندازی شروع ہوئی - مگر یہ بہادر جگہہ سے نہ سرکا ۔ اور بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے ڈٹ کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا ۔

راجہ روپسی کچھواھا

راجہ بہاڑا مل کچھواھہ کا بھائی تھا ۔ سنہ ۹۶۸ ھ میں اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جا رہے تھے - جب قصبۂ دیوسہ میں مقام ہوا - تمام قصبہ خالی نظر آیا ۔ بادشاہ نے سبب دریافت کیا - تو معلوم ہوا - کہ لشکر شاہی کی آمد سن کر تمام قصبہ کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر پہاڑوں میں جا چھپے ہیں ۔ جلال الدین بادشاہ کو یہ حال معلوم کر کے سخت تعجب اور افسوس ہوا - اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہم سے فیض پہنچے پھر اس خوف کی کیا وجہ ہے ۔

چغتی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات
نے اس نواح کے زمینداروں خصوصاً راجہ بہاڑامل وغیرہ
پر بڑی زیادتی کی ہے - اس کے خوف سے بیچارے پہاڑوں
میں گھسکر گذارہ کر رہے ہیں - اب بادشاہ کی آمد سنکر
رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑ کر بھاگ گئی ہے -
اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا -
اور چغتی خان کو راجہ بہاڑامل کے واسطے روانہ کیا -
روپسی اس قصبہ کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود
تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار میں روانہ
کیا - بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے - وہ خود آئے
آخر کار روپسی خود دربار میں حاضر ہوا - اکبر نے بہت
خاطر کی اور نوازش ہائے شاہانہ سے مسرور کیا - اکبر
کی اس عنایت کو دیکھہ کر قرب و جوار کے زمینداروں
کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار میں حاضر
ہونے لگے - سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بہاڑامل
وغیرہ کو بھی لاکر پیش کیا - اکبر نے نہایت دلداری
اور خاطرداری سے سب کی تسلی اور تشفی کی - ہر
ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر کرکے اُمرائے
خاص میں داخل کیا - اور سوائے راجہ بہاڑامل کے سب کو
ساتھہ لے کر آگے روانہ ہوئے -

روپسی سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ہزاری سے سرفراز
تھا - اکثر مہمات میں عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا

رہا - سنہ ۱۸ جلوس مطابق ۹۸۰ ھ کی مشہور یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھہ تھا - جہ مل اس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے -

راجہ رام چند اوڑیسہ

ملک اوڑیسہ کا ایک فرماں روا تھا - جب سنہ ۹۹۵ ھ میں راجہ مان سنگھہ بہار کی صوبہ داری پر مامور ہوئے اور قتلوخاں وغیرہ سے معرکے ہوئے تو اسنے ان معرکوں میں راجہ کو مدد دی - لیکن کسی خوف سے ان کے دربار میں خود نہ آیا اپنے بیٹے کو بھیجدیا - مان سنگھہ نے کہا کہ بیٹے کا آنا ٹھیک نہیں - راجہ کو خود آنا چاہئے - اس پر بھی یہ راجہ کے دربار میں نہ آیا - مان سنگھہ نے سب خدمتوں کو بالائے طاق رکھکر بیٹے کو فوج دے کر اس کے ملک پر روانہ کیا - اس نے جاتے ہی کئی قلعے فتح کر لئے - راجہ قلعہبند اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا - مان سنگھہ کے نام فرمان بھیجا - کہ اگر راجہ رام چند اس وقت نہیں آیا - تو پھر آجائے گا - ایسا ہرگز نہ چاہئے - ملک و دولت کی ترقی ان باتوں سے نہیں ہوتی - جلد محاصرہ اٹھا لو - کہ یہ امر آئون حق شناسی کے خلاف ہے - مان سنگھہ نے فوراً حکم کی تعمیل

کی - اور بیٹے کو واپس بلا لیا - بادشاہ کی اس عنایت سے رام‌چندر کے دل میں محبت و وفا کا جوش پیدا ہوا - اور وہ دربار میں حاضر ہوا - اکبر نے منصب پانصدی سے سر فراز کیا - سنہ ۴۰ جلوس تک اسی منصب پر مامور تھا —

راجہ راج سنگھہ کچھواھا

راجہ آسکرن کا بیٹا - اور راجہ بہارامل کا بھتیجہ تھا - اپنے باپ کے مرنےکے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوا مدتوں صوبہ دکن کی مہمات میں شریک ہو کر عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رھا - سنہ ۴۴ جلوس میں قلعہ گوالیار کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۴۷ جلوس میں رائے رایان بکر ماجیت کے ساتھہ نر سنگھہ دیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی پر متعین ہوا —

راجہ بختاور

سنہ ۵۰ جلوس میں ڈلار سرحمت ہو کر منصب چہار ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر سر فراز ہوا - شہنشاہ جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس میں صوبہ دکن میں تعینات کر دیا - اور اُسی جگہہ سنہ ۱۰۲۴ ھ میں انتقال کر گیا - اُس کا بیٹا راجہ بختاور ۲۴ ربیع‌الاول

سنه ۱۰۴۳ھ کو شرف اسلام سے مشرف ہوا - بادشاہ نے خلعت کے ساتھہ دو ہزار روپیہ نقد عنایت فرمایا —

راجہ رام داس کچھواہا

دوسرا بیٹا رام داس اپنے باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزاری ذات - چہارصد سوار پر سرفراز ہوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۲ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات هفتصد سوار سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۸ جلوس میں منصب دوہزاری ذات - ہزار سوار سے سر بلند ہوا —

پرسوتم سنگھہ کچھواہا (سعادتمند)

راج سنگھہ کا پوتا پرسوتم سنگھہ - سنہ ۶ جلوس شاہجہانی میں ۱۷ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۳ھ کو شرف اسلام سے مشرف ہو کر سعادت مند کے خطاب سے موسوم ہوا - بادشاہ نے خلعت و اسپ عطا کر کے زرنقد سے سر فراز کیا —

راجہ رائے سال درباری

راجہ سرجا کے بیٹے اور رائے رائے مل کے پوتے تھے - حسن خاں سور شیر شاہ کے باپ ابتدا میں اسی رائے مل کی سرکار میں ملازم تھے - راجہ رائے سال کچھواہا راجپوتوں کی گوت

شیخاوت * (سیکھاوت) سے تھے - انھوں نے ملازمت شاھی میں داخل ھو کر اپنی حسن لیاقت اور کاردانی سے اکبر کے مزاج میں ایسا دخل اور اعتبار کیا - کہ حرم سراے شاھی کے محافظت کی خدمت ان کے سپرد کی گئی - یہ چونکہ ھمیشہ بادشاہ کی حضوری میں دربار میں حاضر رھتے تھے لہذا درباری کے خطاب سے مشہور ھوگئے - سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب دو ھزاری پر سرفراز تھے - جہانگیر نے تخت نشین ھو کر منصب میں اضافہ کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا - اس کے بعد صوبۂ دکن میں متعین ھوے - اور مدت دراز تک وھیں تعینات رہ کر انتقال کیا —

راجہ راے سال بہت کثیرالاولاد تھے - اکیس بیٹے اور بہت سے پوتے اُن کی وفات کے وقت زندہ تھے - جن میں

---

* شیخاوت گوت کی وجہ تسمیہ یہ ہے - کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ کی اولاد نہیں ھوتی تھی - ایک صاحب کمال درویش جو شیخ کے لقب سے موصوف تھے - وارد ھوے - اور ان کی بشارت اور دعا سے اس کے لڑکا پیدا ھوا - باپ نے ان بزرگ کے نام پر اس کا نام شیخ رکھا - اور اس کی نسل اسی مناسبت سے شیخاوت یا سیکھاوت کے خطاب سے مشہور ھو گئی (ماخوذ از مآثرالامرا) —

سب سے زیادہ راجہ گردھر نے ترقی کی اس کا حال علحدہ لکھا جاے گا —

بھوج راے | ایک بیٹا بھوج راے شاہجہاں کے عہد میں اول منصب ہشت صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز تھا - بقیہ چھوٹے چھوٹے منصب پر مامور تھے —

بھوج راے سنہ ۱۳ جلوس میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سر بلند ہوا -- اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

راجہ رام چند بگھیلہ

ملک بہتہ کا راجہ تھا - یہ ہندوستان کے راجگان عظیم‌الشان سے تھا -- بابر نے توزک بابری میں ہندوستان کے جن تین بڑے راجاؤں کا ذکر کیا ہے - ان میں تیسرا یہی راجہ رام چند تھا — میاں تان سین نام مشہور کلانوت کہ بے نظیر گویا تھا -- ابتدا میں اسی کی سرکار میں نہایت اعزاز و احترام کے ساتھہ بسر کرتا تھا -- جب اس کے کمالات کا شہرہ اکبر کے کان تک پہونچا -- تو سنہ ۷ جلوس میں جلال خان قورچی کو راجہ کے پاس بھیجکر اُس کو طلب کیا - اگر چہ راجہ کو اِس صاحب کمال کی جدائی سخت ناگوار تھی - مگر اکبری اقبال سے خوف کھا کر

نہایت اعزاز کے ساتھہ دربار اکبری میں اُس کو روانہ
کر دیا - بادشاہ نے بھی اُس کی بہت قدر دانی کی -
اور پہلے ھی دن دو کروڑ درم انعام میں مرحمت فرمائے —

سنہ ۸ جلوس میں غازی خان تنور نے جو قلعہ کڈہ پر
قابض تھا - اُمرائے اکبری سے شکست کھا کر راجہ رام
چاندر کے پاس پناہ لی - اکبر نے راجہ کی تنبیہ کے
واسطے فوج بھیجی - راجہ شکست کھا کر قلعہ باندھو
میں محصور ہوا - اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر کی
التجا کر کے بہت سے راجاؤں سے سفارشیں بھی کرائیں -
آخر کار بادشاہ نے قصور معاف کر کے محاصرہ اُٹھا لیا —

سنہ ۹۵۲ ھ میں کالنجر کے قلعہ پر شیر شاہ نے چڑھائی
کی تھی - حالت محاصرہ میں ایک گولے کے پھٹنے سے
میگزین میں آگ لگ گئی - بہت سے سپاھی سردار
کباب ھو گئے - شیر شاہ کا حال بھی برا تھا - مگر
اُسی حالت میں للکار للکار کر حملے کا حکم دئے جاتا
تھا - ادھر کسی نے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی
ادھر اُس بیچارے کی جان نکل گئی - یہ قلعہ جو اِس
مشکل سے ایک بادشاہ - اور بہت سے سرداروں - سپاھیوں
کی جانیں نثار ھوکر فتح ہوا تھا - عدلی عہد کی
طوائف الملوکی میں راجہ رام چند نے پہاڑ خاں کے متبنی
بیٹے بجلی خان سے چھین لیا تھا —

سنہ ۱۴ جلوس میں اکبر نے اس قلعہ پر چڑھائی کی

راجہ رام چند نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی - اور قلعہ
بادشاہی ملازموں کے حوالہ کردیا --

سنہ ۹۹۱ ھ میں بادشاہ نے زین خان کوکہ اور راجہ
بیربر کو راجہ کے پاس روانہ کیا - راجہ نے معہ اپنے بھتیے
بیر بھدر کے دربار شاہی میں حاضر ہوکر - بھاری پیشکش
پیش کی - بادشاہ نے اُمرائے خاص کے سلسلے میں سلسلک
کر کے رخصت کیا - اور ایک سو ایک عمدہ نسل کے
گھوڑے رخصت کے وقت مرحمت کئے --

مہاراجہ بیربھدر

راجہ رام چند نے سنہ ۳۷ جلوس میں
وفات پائی اُس کا بیٹا بیر بھدر سنہ
۹۹۱ ھ سے ملازمت شاہی میں داخل - اور دربار شاہی میں
حاضر تھا - اکبر نے اُسکو خطاب مہاراجہ سے مفتخر کیا
تھا - جب راجہ رام چند کے وفات کی خبر معلوم ہوئی
اُس کو باپ کا جانشین مقرر کر کے نہایت اعزاز و احترام سے
وطن کو رخصت کیا - بیچارہ خوشی خوشی جارہا تھا -
کہ راستے میں سنگھاسن سے گرا اور خون تالکر
اپنے باپ کے پاس جا پہنچا - راجہ رام چند کے نوکروں اور
رشتہ داروں نے یہ حال سنکر اس کے خوردہ سال بھتیے بکرماجیت
کو بلا اجازت بادشاہ کے گدی نشین کیا اور خود مختاری کا
دم بھرنے لگے - بادشاہ نے راجہ بکرماجیت (پتر داس) کو
انکی تنبیہہ پر مامور کیا جب بکرما جیت نے بکرما جیت کا

بہت سا اگلا قدم کرکے قلعہ بلدھور کا محاصرہ کیا - ان
لوگوں نے راجہ کے ذریعے بادشاہ کو عرض کی - کہ اگر کسی
امیر [illegible] دیا جاوے تو ہم بکرماجیت کو اس کے ساتھ
حضور میں روانہ کرکے قلعہ کو خالی کردینگے - بادشاہ نے
[illegible] جان نثار خاں کو روانہ کیا - ان لوگوں نے بکرماجیت
کو تو بادشاہ کے پاس بھیج دیا مگر قلعہ خالی نہ کیا بادشاہ
نے اس بات کو منظور نہ کیا - اور اس بچے کو ان کے پاس
واپس بھیج کر پھر محاصرہ کا حکم دیا - آخر کار
آٹھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سنہ ۲۲ جلوس میں قلعہ
باندھو فتح ہو گیا —

راجہ درجودھن

سنہ ۳۷ جلوس تک کل ملک پر بادشاہی
قبضہ رہا - اس سال بادشاہ نے راجہ کے
پوتے درجودھن کو جو اس وقت تک نابالغ تھا خطاب راجگی
سے [illegible] کرکے ملک مفقودہ کی حکومت سے سرفراز کردیا
اور [illegible] رتن چند کو اس کا اتالیق مقرر کرکے ساتھ کیا —

راجہ امر سنگھ

راجہ درجودھن کے بعد امر سنگھ اس
کا پوتا جانشین ہوا - اور سنہ ۲۱ جلوس
جہانگیری میں حاضر دربار ہوکر عنایت خسروانہ سے
[illegible] سنہ ۸ جلوس شاہجہانی میں
عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ کے ساتھ راجہ رتن پور
کی تادیب پر مامور ہوا - اور اس مہم کے بعد جھجھار سنگھ
بندیلہ کے تعاقب میں بھی خاں موصوف کے ساتھ

شریک تھا —

راجہ انوپ سنگھہ

راجہ امر سنگھ کے مرنے کے بعد انوپ سنگھہ اس کا بیٹا جانشین ہوا - سنہ ۲۶ جلوس شاہ جہانی میں راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ جاگیردار چورا گڈھہ کے ایک مفسد زمیندار کو اس نے پناہ دی - راجہ پہاڑ سنگھہ اُس کے صدر مقام ریوان پر چڑھ دوڑا - انوپ سنگھہ اُس سے شکست کھاکر پہاڑوں میں جاگھسا - اور سنہ ۳۰ جلوس میں صلابت خاں صوبہ دار الہ آباد کے ساتھہ بارگاہ شاہ جہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خطاب راجگی سے مخصوص کرکے منصب سہ هزاری ذات دو هزار سوار سے سرفراز کیا - اور باندھو وغیرہ اس کے قدیمی محالات جاگیر میں عطا کئے —

راجہ رام داس کچھواہا

راجہ رام داس کسی با نام و نشان خاندان سے نہ تھے - بلکہ اپنے حسن لیاقت اور قوت بازو سے حالت افلاس سے امارت کے درجہ پر پہنچے - ان کا باپ اُوت یا اُوت اپنے وطن لونی میں نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت میں ایام گذاری کرتا تھا - رام داس اول رائے سال درباری کے ملازم ہوئے - اور اُنہی کے توسل سے بندگان اکبری میں داخل ہوئے - اور اپنی حسن قابلیت سے بہت جلد معمولی

ملازموں کے زمرے سے ترقی پاکر منصب پانصدی پر سرفراز ہوئے۔ اور جو کام بادشاہ نے سپرد کیا اُسکو اس خوش لیاقتی سے انجام دیا کہ اُنکی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ جب سنہ ۱۸ جلوس میں راجہ تورڈرمل پٹنہ پر مامور ہوئے۔ تو بادشاہ نے انہیں دیوانی کا خلعت عطا فرما کر دفتر شاہی کا تمام کام سپرد کردیا —

رفتہ رفتہ اِنہوں نے اپنی حاضر باشی اور مزاج شناسی سے بادشاہ کے دل میں ایسا گھر پیدا کیا۔ کہ جو کچھہ حضور میں عرض کرتے۔ وہی منظور ہوتا تھا۔ بڑے بڑے راجہ۔ مہاراجہ ٹھاکر۔ سردار اِنکی سفارش سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے۔ اور لاکھوں کروڑوں روپیہ نذر و نذرانہ میں پیش کرتے تھے۔ اکبرآباد میں ہتیاپول دروازے کے سامنے اِنہوں نے ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی لیکن خود اُس میں نہ رہتے تھے بلکہ ہمیشہ نیزہ ہاتھہ میں لئے ہوئے بادشاہ کی چوکی پر حاضر رہتے تھے۔ جب بادشاہ حرم سرا میں تشریف لیجاتے۔ یہ نیزہ ہاتھہ میں لئے ہوئے دروازہ پر ٹہلا کرتے تھے —

سنہ ۱۰۱۴ ھ میں جب اکبر بیمار پڑے۔ خان اعظم اور راجہ مان سنگھہ کے آدمی شہزادۂ خسرو کی ہوا خواہی میں ہتیار باندھے ہوے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ چاروں طرف سازشوں کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ یہاں تک

نوبت پہونچ گئی تھی کہ خود جہانگیر بھی چپکے سے قلعہ سے نکل کر شیخ فرید بخاری کے گھر جا بیٹھا تھا۔ اس حالت میں راجہ رام داس نے جہانگیر کی ہوا خواہی میں تمام شاہی کارخانوں اور خزانوں میں اپنے سپاہی متعین کر دیئے۔ اور نہایت جانفشانی او تندھی سے ایسا انتظام کیا کہ کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائی —

جہانگیر نے تخت نشین ہو کر دو ہزاری منصب سے سہ ہزاری منصب پر سرفراز کر دیا۔ سنہ ۱۰۲۰ھ میں راجہ کا آفتاب اقبال غروب ہونے لگا۔ صورت یہ ہوئی کہ عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ گجرات کے صوبہ دار مہم دکن پر متعین ہوئے۔ بادشاہ نے راجہ کو تجربہ کار اور سلیم الطبع خیال کر کے خطاب راجگی کے ساتھ خطاب راجہ کرن سے بھی سرفراز کیا۔ اور خلعت فاخرہ۔ اور نقارہ اور اسپ و فیل۔ اور قلعداری رنتھنبور سے مفتخر کر کے خاں موصوف کے ساتھ کیا۔ اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خاں موصوف کے حالات اور احکامات کی نگرانی رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ شجاعت و بہادری کے جوش میں آ کر وہ کوئی کام خلاف مصلحت وقت کے کر بیٹھے —

راجہ رام داس کو یہ خطاب اور اعزاز مبارک نہ ہوا۔ مالک دلاور کی تدبیر عاقلانہ اور شدید مزاحمت نے اس قدر کر اٹھنے پڑے۔ ہوگا ۔۔۔ جہانگیر کو اس شکست سے بہت

رلم هوا - اور نهایت غصے سے اُن سب امیروں کی جو
اس لڑائی میں شریک تھے تصویریں بنوا کر سر دربار
ایک ایک تصویر کو هاتھ میں لیا اور کچھ نہ کچھ
غصے کے الفاظ کہے - جب راجہ کی تصویر کا نمبر آیا
تو اُس کو هاتھ میں لے کر فرمایا " تو ایک تنکہ پرسیہ
کا رئیس تھا - ہمیں قدر نہ تھی - ہمارے باپ نے تیری
تربیت کی - اور امارت کے درجے پر پہنچا دیا -
راجپوتوں میں لڑائی سے بھاگنا سخت عیب ہے افسوس
کہ تجھے راجہ کرن کے خطاب کی بھی شرم نہ آئی -
امید ہے کہ دونوں دنیا میں نامراد رہے گا "

اس شکست کے بعد جہانگیر نے راجہ کو دربار میں
آنے سے منع کرا بھیجا - اور بالا بالا مہم بنگش پر
جانے کا حکم صادر کیا - راجہ شکستہ دل هوکر مہم
مذکور پر روانہ هوا - اور اُسی جگہہ سنہ ۱۰۲۲ ھ
میں اس دار نا پائدار سے منہ هارا - پندرہ رانیاں
ولنگنہ جلال آباد میں راجہ کی دستار کے ساتھ ستی هوئیں -

راجہ رام داس بخشش و سخاوت میں بے نظیر تھے
ایک ایک لطیفہ پر هزاروں لاکھوں روپیہ بخش دیتے
تھے - هزاروں برهمن - بھاٹ - چارن - (شاعر) گوئیے -
سازندے اُن کی سرکار سے وظیفہ پاتے تھے - جس کسی
کو ایک مرتبہ اُن کی سرکار سے انعام مل گیا - وہ همیشہ
جاری رهتا تھا - هر سال اُسی تاریخ پر وہ آتا - اور اُن

کے خزانچی سے بلا کچھ سنے اپنا وظیفہ گنا لے جاتا تھا۔ خزانچی کو حکم تھا۔ کہ ہر سال پڑھنے کھولنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے راجہ کو چوسر کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ دو دو رات دن گزر جاتے تھے۔ مگر بازی نہ اٹھتی تھی۔ اکبر نے کشمیر میں ایک پرفضا موضع الچ راجہ کو عطا کیا تھا۔ راجہ نے اُس مقام پر عالیشان اور نفیس عمارتیں باغ اور حوض تعمیر کرائے تھے۔ جہانگیر اس کی نسبت لکھتا ہے رام داس در داس کرہ و فراز چشمہ۔ عمارات و حوضہا ساختہ۔ بے تکلف سر منزلے است۔ در غایت لطافت و نفاست۔ آبش در کمال صفا و عذوبت ساهی بسیار در و شناور —

در تہ آبش زصفا رنگ مورد دور نو اند پدل شب شمرد

تمن داس کچواہا	راجہ رام داس کا بیٹا تمن داس بادشاہی منصبداروں میں تھا۔

سنہ ۳۶ جلوس اکبری میں بادشاہ سے رخصت لے کر وطن گیا۔ وہاں اوباشونکی صحبت میں بیٹھکر رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ باپ نے بیٹے کی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے شاہ قلی خاں کو حکم دیا کہ اپنے نوکروں کے ذریعے سے اُس کو گرفتار کرا کر دربار میں پیش کرے شاہ قلی خاں نے اپنے آدمی بھیجے۔ اُس نے اُن کا مقابلہ کیا۔ اور مارا گیا۔ جب باپ کو معلوم ہوا۔ بہت صدمہ ہوا۔ کئی دن گھر سے نہیں

نکلا - بادشاہ کو بھی رانج ہوا - تعزیت کے واسطے راجہ کے مکان پر گئے اور بہت تسلی و تشفی کرکے اپنے ساتھ لے آئے —

دلب نرائن کچھواہا	دوسرا بیٹا دلب نرائن بھی شاہی ملازمت میں آیا - اور ترقی کرکے

امارت و سرداری کے مرتبے پر پہنچا - لیکن عین نوجوانی کے عالم میں باپ کو داغ مفارقت دے گیا —

رائے رائے سنگھہ بیکانیری

رائے کلیان مل راٹہور والی بیکانیر کا بیٹا تھا - سنہ ۱۵ جلوس اکبری میں باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں جب کہ بادشاہ گجرات تشریف لے گئے - رائے سنگھہ کو گجرات کی سرحد پر متعین کیا - کہ باغیوں کو گجرات سے اس طرف کے ملک میں نہ گھسنے دے — جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی میں شکست کھا کر ناگور کی طرف آیا - رائے سنگھہ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت نہ دی اور معہ فرخ خاں وغیرہ اُمرائے ہمراہی کے اُس پر جا گرا - ابراہیم حسین مرزا شکست کھا کر بھاگ گیا —

سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر نے رائے سنگھہ کو پہلے سے روانہ کر دیا تھا اس مہم میں شریک ہوکر

اس نے اپنی همت مردانہ کے جوہر دکھاے۔ اور مورد تحسین ہوا —

سنہ ۱۹ جلوس میں شاہ قلی خاں کے ساتھہ چندر سین پسر راجہ مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس کو دباتا ہوا قلعہ سوانہ میں محصور کر دیا۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا۔ فہم کو محاصرہ پر چھوڑ کر دربار میں حاضر ہوا۔ اور تازہ دم فوج ساتھہ لے کر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا۔ فتح نہ ہوسکا۔ سنہ ۲۱ جلوس میں اکبر نے شہباز خاں کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اسے واپس بلا لیا —

اسی سال ترسون محمد خاں کے ساتھہ زمیندار جالور اور سروهی کی تادیبہ پر مامور ہوا۔ اور دونوں کو تدبیر کے زور سے زیر کرکے دربار شاہی میں روانہ کیا۔ اس کے بعد سید هاشم بارہ کے ساتھہ قصبۂ نادوت سرحد اجمیر پر تعینات ہوا۔ جب زمیندار سروهی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن چلا دیا۔ یہ پھر اس کی تادیب پر مامور ہوا۔ اور قلعۂ آبو گڈہ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا —

کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا۔ هندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی۔ اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا۔ اول راے سنگھہ کو بہت سے

منصب داروں ہاتھیوں - اور سامان جنگ کے ساتھہ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوے - محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا - اکبر نے راجہ مان سنگھہ اور راے سنگھہ کو شاہزادہ مراد کے ساتھہ آگے روانہ کیا - اور ان کے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوے - اس فوج نے کئی خونریز معرکے مارکر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی - جب کابل میں پہنچے - آخر بھائی ہی تھا - خطا معاف کی - اور دوبارہ ملک بخش کرکے واپس چلے آے - راستے میں راے سنگھہ کو صوبۂ پنجاب میں تعینات کردیا -

سنہ ۳۰ جلوس میں اسمعیل قلی خاں کے ساتھہ بلوچوں کی تنبیہ پر مامور ہوے —

۳۱ جلوس میں اکبر نے اس خاندان سے بھی سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھا - راے سنگھہ کی دختر نیک اختر کی خواستگاری شاہزادۂ سلیم کے واسطے کی - راے سنگھہ نے بھی اکبر کی محبت میں کچھہ عذر نہ کیا - اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھہ اپنی لڑکی کا عقد شہزادے سلیم کے ساتھہ کردیا - اور ساعت سعید میں یہ بھکانیری بیگم محل سراے شاہی میں داخل ہوئی —

سنہ ۳۵ جلوس میں راے سنگھہ رخصت لے کر بیکانیر گئے - اور سنہ ۳۶ جلوس میں وہاں سے واپس آکر خانخاناں مرزا عبد الرحیم خاں کی کمک پر مہم ٹھٹھہ میں مامور ہوے —

سنہ ۳۸ جلوس میں راجہ رام چند بگھیلا مرگیا - بادشاہ

نے اس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھہ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کر کے دربار سے روانہ کیا - بیچارہ سنگھاسن پر سوار جا رہا تھا - کہ راستے میں اس پر سے گر پڑا - اور خون ڈال کر ہزاروں امیدیں لئے ہوئے ملک عدم کو سدھارا - اکبر کو رنج ہوا - تعزیت کے واسطے راے سنگھہ کے مکان پر تشریف لے گئے - بہت تسلی تشفی کی - اور نوازش ھاے شاہانہ سے سر بلند کیا —

راے سنگھہ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا - وہ روتا پیٹتا دربار شاہی میں آیا - رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری - اُس نوکر کو راے سنگھہ سے طلب کیا - انھوں نے اسے بھگا دیا - اس قصور میں چند روز تک مورد عتاب رہے - پھر قصور معاف ہو گیا - جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا - اکبر آباد سے چل کر راستے سے بیکانیر کو مڑ گئے - بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے - صلاح الدین سے زبانی کہلا بھیجا - کہ اگر دکن جانا منظور نہیں ہے تو دربار میں حاضر ہو - لیکن یہ نہ دکن گئے - نہ دربار میں آے - اکبر ناز برداری کے اوصاف میں بے نظیر تھے - کچھہ نہ بولے - آخر کار جب اکبر کی ناز برداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہو کر خود بخود دربار میں آ موجود ہوے —

سنہ ۴۵ جلوس میں شیخ ابو الفضل کے ساتھہ مہم نا سک

پر متعین ہوے - اسی عرصے میں ان کے بیٹے دلیپ سنگھ نے بیکانیر میں شورش برپا کی - یہ بادشاہ سے اجازت لیکر بیکانیر روانہ ہوے - اور بیٹے کو ساتھ لے کر سنہ ۴۶ جلوس میں واپس آے —

سنہ ۴۸ جلوس میں شاہزادۂ سلیم کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوے —

راے سنگھ اکبر کے آخری عہد تک منصب چہار ہزاری پر سرفراز تھے - جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر منصب پنجہزاری پر سربلند کیا - جب شاہزادۂ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا - جہانگیر اس کے تعاقب میں خود پنجاب روانہ ہوے - رخصت کے وقت راے سنگھ کو اکبرآباد میں چھوڑ کر حکم دیا - کہ جس وقت بیگمات طلب ہوں ان کی سواری کے ہمراہ آنا - جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا - یہ سواری کے ہمراہ اکبرآباد سے روانہ ہوے - جب متھرا پہنچے - مختلف افواہیں سنیں اور بیکانیر کو سیدھے ہو لئے - بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجیں روانہ کیں سنہ ۲ جلوس میں نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوے دربار میں چلے آے - امیرالامرا شریف خاں نے جہانگیر سے بہت سفارش کی - باہمت بادشاہ نے قصور معاف کر کے پھر منصب پنجہزاری پر بحال کر دیا - سنہ ۷ جلوس ۱۰۲۱ھ میں وفات پائی - دلیپ سنگھ اور سورج سنگھ دو بیٹے تھے دونوں کا حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

راجہ رائے سنگھہ جھالا

علاقہ گجرات کے کسی مقام کا راجہ تھا۔ نو جوانی کے عالم میں برات لیکر اپنی شادی کر لے گیا۔ جب دلھن کا ڈولا لئے ہوے نقارہ بجاتا ہوا ہنسی خوشی واپس آ رہا تھا تو جسا راجہ کچھوہ کے چچا راؤ بھائی کے ملک میں سے ہو کر گذرا۔ جب دھوم دھام اور شان و شوکت سے اس کے محلوں کے پاس سے برات گذری۔ تو جسا کا پیغام آیا۔ کہ ہمارے محلوں کے قریب نقارے نہ بجاؤ اور دور دور نکل جاؤ۔ اور اگر مرد ہو۔ تو تلوار نکالو۔ اور لڑو۔ اگرچہ اس مہم عشرت میں مہم جنگ کا ساز و سامان موجود نہ تھا۔ مگر بہادر دولھا لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور جہاں تھا وہیں تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ تو جسا بھی اپنی فوج لیکر آ موجود ہوا۔ بڑا سخت رن پڑا۔ جب جسا نہایت بہادری سے لڑ کر اپنی جہالت اور حماقت کی سزا کو پہنچا۔ یعنی مارا گیا۔ تو اس کا چھوٹا بھائی راؤ صاحب آیا اور وہ بھی جاکر اپنے بھائی سے جا ملا۔ راجپوتوں میں قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ لڑائی کے موقع پر جب جوش میں آتے ہیں تو تلواریں سونت کر اس خیال سے گھوڑوں سے کود پڑتے ہیں کہ شاید گھوڑا بے قابو ہو کر لے بھاگے۔ یا سواری کی حالت میں اپنی نیت بدل جاے۔

اِس لڑائی میں فریقین کے بہادر اِسی طرح اپنی جانوں سے ہاتھہ دھوکر میدان جنگ میں اُتر پڑے تھے - جب دولہا اور اُس کے رفیق فتحیاب ہوکر سوچھوں پرتاؤ دیتے ہوے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوے - سپاہ مغلوب کے پیادوں کو جو گھوڑے لئے کھڑے تھے جوش آیا - اور گھوڑوں کو چھوڑ کر تلواریں سونت لیں - اور ان سواروں پر جا پڑے - ایسا سخت مقابلہ ہوا - کہ ایک دوسرے کی خبر نہ رہی - کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہاں رہی - دولہا زخموں سے چور ہوکر گر پڑا - برات کے جو ادمی بچ رہے وہ دولہن کا ڈولا لے کر اپنے اپنے ملک میں جا پہنچے - راجہ کی کئی رانیاں ستی ہوگئیں - مگر دولہن کو اپنے دولہا کے مارے جانے کا پورا یقین نہ تھا - وہ ستی نہ ہوئی - اور پرمیشر کی یاد میں اپنی زندگی بسر کرنے لگی —

اب دولہا کی سنئیے - وہ زخموں سے چور لاشوں میں پڑا سسک رہا تھا - رات کو ایک جوگی ادھر سے گذرا - اور لاشوں میں اس کو سسکتا پا کر اپنی جھوپڑی میں اٹھا لے گیا - زخموں کو دھویا - مرہم پٹی کی - حیات مستعار باقی تھی بچگیا - اور چند روز میں تندرست ہو کر یہ احسان کا بندہ جوگی کا چیلہ بن گیا - ۱۹ برس تک رائے سنگھہ سے اتیت چیلا بنا ہوا اور جوگی جی کی خدمت کرتا ہوا جنگلوں اور پہاڑوں میں مارا

مارا پورا —

مرزا عبد الرحیم خانخاناں جن کی امارت و دریا دلی کے کار نامے اب تک بچہ بچہ کی زبان پر ہیں امیروں سے زیادہ فقیروں اور غریبوں کے یار تھے۔ ان کی دریا دل سرکار میں امیر، غریب، جوگی، سب برابر تھے۔ سنہ ۹۹۱ ھ میں جب کہ وہ گجرات کی مہم میں مصروف تھے۔ کسی مقام پر جوگی جی کے بھی درشن نصیب ہوے۔ جوگی جی ان سے مل کر ایسے خوش ہوے کہ اپنا اور چیلے کا سب حال کہہ سنایا۔ خانخاناں بہت خوش ہوے۔ دونوں کو بہت اعزاز و احترام سے اپنے پاس رکھا۔ جب سنہ ۹۹۵ ھ میں دربار میں آے تو گجرات اور دکن کے دوسرے تحفوں کے ساتھہ گرو اور چیلے کو بھی بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکبر راجہ کی عجیب و غریب کہانی کو سن کر بہت محظوظ ہوا۔ دونوں کو بہت خاطر داری سے رکھا۔ چیلے کو خلعت شاہی پہنوا کر پھر راجہ راے سنگھہ بنایا۔ اور ملازمان خاص کے سلک میں منسلک کرکے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھہ وطن کو رخصت کیا —

جب راجہ راے سنگھہ اپنے گھر پہنچے۔ سب عزیز و قریب جمع ہوے۔ دیکھہ کر پہچانا بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ سمجھہ لو کہ رانی کے دل میں مسرت کا کیا عالم ہوگا۔ مدتوں کے بچھڑے ملے۔ راجہ نے راج سنبھالا۔

خیر خواہان دولت نے شکر الٰہی کے ساتھ خانخاناں اور اکبر کے شکرانے ادا کئے۔ اور ہمیشہ اطاعت و فرماں برداری کرتے رہے —

راجہ روز افزوں

راجہ سنگرام

اس کا باپ راجہ سنگرام صوبہ بہار کے مقام کھڑا کا فرماں روا تھا۔ اکبر کے عہد میں جب شہباز خاں کنبوہ صوبۂ بنگالہ اور بہار میں متعین تھا۔ کسی موقع پر اس کا گذر قلعۂ مذکور کے قریب ہوا۔ اس نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ راجہ نے اپنے آپ کو کم زور پاکر قلعہ شہباز خاں کے حوالے کر دیا۔ اگرچہ وہ ملازمت اکبری میں شامل نہیں ہوا۔ مگر وقت پر ہمیشہ صوبۂ داراں بنگالہ اور بہار کی کمک پر حاضر ہوتا تھا۔ پہلے سال جلوس جہانگیری میں جہانگیر قلی خاں ناظم صوبۂ بہار نے کسی بات پر خفا ہوکر اُس کے ملک پر فوج کشی کی۔ راجہ سنگرام اِس فوج سے لڑکر مارا گیا۔ اُس کا ملک صوبۂ بہار میں شامل کر دیا گیا —

راجہ سنگرام کا بیٹا روز افزوں اُس وقت خورد سال تھا۔ جہانگیر قلی خاں نے اُس کو دربار میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس رکھا۔ تعلیم

تربیت کے واسطے اعلی درجے کا انتظام کر دیا - وہ بالغ ہوکر مسلمان ہوگیا - سنہ ۱۰ جلوس میں جہانگیر نے ایک ھاتھی اور خلعت مرحمت کر کے اس کا موروثی ملک اُس کو مرحمت فرمایا - اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا —

روز افزوں جہانگیر کے اخیر عہد تک منصب ہزار و پانصدی ذات - ہفت صد سوار پر سرفراز تھا - پہلے سال جلوس شاھجہانی میں مہابت خاں کے ساتھ صوبۂ کابل میں متعین ھوا - اس کے بعد ججھار سنگھ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - سنہ ۷ جلوس میں شاھزادۂ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر تعینات ھوا - سنہ ۸ جلوس ۱۰۴۴ ھ میں منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز ھوا - اور اُسی سال وفات پائی —

راجہ بہروز | راجہ روز افزوں کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے بہروز کو خطاب راجگی سے مفتخر کر کے باپ کا جانشین مقرر کیا - سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ھوا - سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہفت صدی ذات - پانصد و پنجاہ سوار پر سرفراز ھوا - اخیر عہد شاھجہانی میں ہفت صدی ذات - ہفت صد سوار پر سر بلند ھوا - سنہ ۸ جلوس عالمگیری میں انتقال کیا —

سربلند رائے - رام راج - راؤ رتن هاڈا

راؤ بهوج هاڈا کا بیٹا تها - جب راؤ بهوج پر جهانگیر کا عتاب نازل هوا - تو باپ کے ساتهه یه بهی چله روز تک مورد عتاب رها - سنه ۳ جلوس میں حاضر دربار هو کر تین هاتهی پیشکش کئے - جن میں سے بادشاه کو ایک بہت پسند آیا - اور اُس کا نام رتن گج رکها —

جهانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کر کے خطاب سر بلند رائے سے مفتخر کیا - سنه ۸ جلوس میں شاهزادۂ خورم کے ساتهه مهم رانا پر متعین هوا - سنه ۱۰ جلوس میں مهم دکن پر مامور هوا —

سنه ۱۷ جلوس میں شاهجهاں سا رشید اور سعادت مند بیٹا نور جهاں بیگم کے جوڑ توڑ سے مجبور هو کر باپ سے باغی هو گیا - * مهابت خاں اور اُمرا کو حکم ملا - که شاهجهاں کو گرفتار کر لاؤ - راؤ رتن بهی اس مهم میں تعینات هوے - شاهزاده کے تعاقب میں انهوں نے ایسی کار گذاری دکهائی - که منصب پنجهزاری ذات - پنجهزار سوار سے ممتاز هو کر معزز خدمت رام راج سے جو دکن میں بکرماجیت کے خطاب کے برابر معزز سمجها

---

* یه حال بکرماجیت سلدرداس کے حال میں دیکهو —

جاتا تھا موصوف ہوئے —

جب زمانے نے کروٹ بدلی - اور شاہجہانی اقبال آفتاب عالمتاب کی طرح چمکا راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چل دئیے - لیکن پھر کچھ سوچ سمجھکر ۸ - رجب سنہ ۱۰۳۷ ھ کو دربار میں حاضر ہو گئے - شاہجہاں نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتوں کو بالکل دل سے بھلا دیا - اور خلعت و جمدھر مرصع - علم و نقارہ - اسپ و فیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پر سرفراز کر دیا - پہلے سال جلوس میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھ مہم کابل پر متعین ہوئے -

سنہ ۳ جلوس میں بہت سے اُمرا اور منصب داروں کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوئے - ۴ - صفر سنہ ۱۰۴۰ ھ حسب الحکم حضور میں حاضر ہوئے - اور یمین الدولہ آصف خاں کے ساتھ پھر دکن میں مامور کئے گئے - بالا گھات میں پہنچ کر ۱۲ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۰ ھ کو وفات پائی —

گوپی ناتھ بڑا بیٹا ان کی زندگی ہی میں مرچکا تھا - بادشاہ نے اُس کے بیٹے ستر سال کو ان کا جانشین مقرر کر کے ولایت بوندی اور کنکر سعد پرگنات قرب و جوار کے مرحمت فرمائے - دوسرے بیٹے مادھو سنگھ کو کوٹہ وغیرہ جاگیر میں دیا - ان دونوں اور اندر سال ہاڈا دوسرے پوتے کا حال علحدہ علحدہ لکھا گیا ہے —

روپ چند گوالیاری

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے منصب دار گوالیار کے رہنے والے تھے - سنہ ۱۵ جلوس میں قلعۂ کانگڑے کی تسخیر میں کارہائے نمایاں انجام دئیے - اور اس کے صلے میں وطن کی حکومت پر سرفراز ہوئے - بادشاہ نے ازراہ عنایت خسروانہ یہ بڑی حکم صادر کیا - کہ گوالیار کی جاگیر کی نصف آمدنی تنخواہ منصب میں سمجھی جاوے - اور بقیہ انعام میں محسوب ہو - اور بجائے اُس کے تنخواہ میں دوسری جاگیر مرحمت کی جاوے —

شاہجہاں کے عہد میں سنہ ۳ جلوس میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوئے - سنہ ۸ جلوس میں نجابت خان فوجدار دامن کوہ کانگڑے نے راجہ سری نگر کی تنبیہ کے واسطے دو ہزار سوار کی بادشاہ سے امداد مانگی - بادشاہ نے روپ چند کو اِس مہم پر متعین کیا - نجابت خان کی ناتجربہ کاری - اور ضعف تدبیر نے کام بگاڑ دیا - رسد بند ہوگئی - اور لشکر بھوکوں مرنے لگا - راجہ سری نگر نے اول اپنا وکیل بھیجکر دس لاکھ روپیہ پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نجابت خاں کو دینے کا وعدہ کرکے عفو تقصیر کی التجا کی - اور اس حیلہ اور وعدے وعید

اور پیغام و سلام میں جنگ کو دو تین مہینے تک
ٹالے رکھا - جب برسات کا موسم آگیا - اور چاروں
طرف کے راستے بند ہوگئے - تو لشکر میں رسد
کی اس قدر کمیابی ہوئی کہ روپیہ کے سیر بھر
گیہوں بھی مشکل سے ملتے تھے - اِسی عرصے میں
راجہ سری نگر دھوکا دیکر نجابت خان کی فوج پر
یکایک آپڑا - نجابت خان سے کچھہ کرتے دھرتے نہ بنا - فوراً بھاگ
گیا - اُس کے بھاگتے ہی سب کے پاؤں اُکھڑ گئے - جدھر
جس کا منہ اُٹھا - اُدھر ہی بھاگ نکلا - روپ چند کی
غیرت مردمی نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا - اور نہایت
شجاعت و بہادری سے میدان جنگ میں جم کر اپنی جان
عزت پر قربان کر گیا —

راجہ رامداس نروری

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا - سنہ ۲ جلوس میں
راجہ مہان سنگھہ کا اتالیق مقرر ہوکر مہم بلگش پر متعین
ہوا - سنہ ۱۸ جلوس میں منصب دوہزاری ذات - ہزار سوار
پر سرفراز ہوا - شاہجہان کے عہد میں سنہ ۱ جلوس میں
خانخانان مہابت خان کے ساتھہ جھجھار سنگھہ بندیلہ کے تعاقب
پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں راؤرتن هادا کے ساتھہ
مہم تلنگانہ میں شریک ہوا - سنہ ۶ جلوس میں همراہ

شاهزادہ شجاع قلعہ پرنیدہ (دکن) کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا - سنہ ۸ جلوس میں سپہ خانجہان بارہ کے ساتھہ مہم بیجاپور میں تعینات ہوا - اور اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے اصلی عہدے قلعداری نرور پر واپس ہوا - سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۴۹ ھ میں وفات پائی - راجہ امر سنگھہ نروری جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے - اسکا پوتا تھا —

راجہ رائے سنگھہ راتھور

راو امر سنگھہ راتھور کا بیتا - اور راجہ گج سنگھہ راتھور کا پوتا تھا - اپنے باپ کے مارے جانے کے پانچ مہینے بعد ۱۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۵۴ ھ کو دربار شاھجہانی میں حاضر ہوا - اور چار ھاتھی پیشکش کئے بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات - ہفت صد سوار پر سرفراز کیا - دوسرے سال یعنی سنہ ۱۹ جلوس میں شاھزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار سے ممتاز ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ اور سنہ ۲۶ جلوس میں شاھزادہ داراشکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں نواب سعداللہ خان وزیر اعظم کے ساتھہ منہدمی قلعہ چتوڑ کی خدمت پر روانہ کیا گیا - سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سموگدہ کی

لڑائی کے بعد متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری میں حاضر هوکر خلیل اللہ خاں کے ساتھہ داراشکوہ کے تعاقب پر مامور هوا - اس کے بعد کھجوہ کی لڑائی میں شریک هوکر اپنی شمشیر کے جوهر دکھائے - اور جب جسونت سنگھہ بادشاهی کارخانجات کو لوٹ * کر کھجوہ سے بھاگ کر جودھپور پہونچا - تو عالمگیر نے رائے سنگھہ کو ایک لاکھہ روپیہ نقد مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف اور منصب چہار هزاری ذات - چہار هزار سوار سے سرفراز کیا - اور خلعت اور اسپ و فیل - اور شمشیر مرصع - اور نقارہ عطا کرکے - قبیلہ راتھور کی سرداری اور جودھپور کی حکومت کا امیدوار کیا - اور فتحپور کے مقام سے محمد امین خاں میر بخشی کے ساتھہ جسونت سنگھہ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا —

جب مہاراجہ جسونت سنگھہ کا قصور معاف هوگیا - رائے سنگھہ حسب الطلب دربار میں حاضر هو کر جنگ دوم داراشکوہ میں شریک هوا - سنہ ۷ جلوس میں مرزا - راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ سیواجی بھونسلا کی تنبیہ پر مامور - اور اس مہم کے حسن خدمت کے صلے میں خلعت و اسپ اور نقد انعام سے سر بلند هوا - اس کے بعد سنہ ۸ جلوس میں راجہ موصوف کے ساتھہ مہم بیجاپور پر متعین هوا —

---

* دیکھو مہاراجہ جسونت سنگھہ کا حال —

سنہ ۱۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبۂ دکن میں مامور ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں جبکہ خانجہاں بہادر کوکلتاش کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں تعینات تھا - عبدالکریم مہانہ کے مقابلہ میں اپنی فوج کی صفیں درست کر رہا تھا کہ فرشتۂ اجل نے آ دبایا اور نہ معلوم کیا مرض پیدا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں کام تمام ہوگیا —

اورنگ آباد کے باہر راؤ رائسا پورہ اس کا آباد کیا ہوا موضع اس کی یادگار سے باقی ہے - راجہ اندر سنگھ راٹھور اس کا پوتا تھا جس کا حال علحدہ قلمبند ہو چکا ہے —

راجہ رائے سنگھ سیسودیہ

مہاراجہ بھیم	مہاراجہ بھیم کا بیٹا - اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا - سنہ ۹ جلوس جہانگیری

میں شاہزادہ خورم رانا امر سنگھ کی تادیب پر مامور ہوا - جب رانا تنگ ہوا - شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کی التجا کی اور اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادہ کی مصاحبت میں داخل کیا - بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادہ کے

مزاج میں ایسا دخل پیدا کیا - کہ اُس کی سرکار کی بہت سی خدمتیں اس کے سپرد ہوگئیں زمینداران گجرات کی تنبیہہ اورمہمات دکن اورگونڈوانہ وغیرہ میں اس کی شجاعت رستمانہ اور شیردلی کا سکہ تمام ہندوستان میں بیٹھ گیا - جب نورجہاں بیگم کی حسن تدبیر سے زمانہ نے شاہجہان سے بے وفائی کی * - تو راجہ بھیم وفاداری میں ثابت قدم رہے - اور جانبازی کو حد سے گذار دیا - ہر معرکہ میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھا - جب شاہجہان بنگالہ سے الہ آباد کی طرف آرہا تھا - اِدھر سے خانخانان مہابت خان اور شاہزادہ پرویز شاہی فوجیں لئے ہوئے جا پہونچے - دونوں فوجوں میں سخت لڑائی ہوئی - اور اسی لڑائی میں یہ وفادار بندہ اپنے آقاے نامدار کی خدمت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر اپنی جان کو حق نمک پر نثار کر گیا - خوشا نصیب کہ دنیا سے سرخرو سدھارا —

راجہ راے سنگھہ

جب شاہزادہ کا آفتاب اقبال چمکا - اور شاہزادگی سے شہریاری کا رتبہ حاصل ہوا - پہلے سال جلوس میں مہاراجہ بھیم کا بیٹا رائے سنگھہ دربار میں حاضر ہوا - اگرچہ اس وقت وہ بچہ ہی تھا - مگر قدرداں بادشاہ نے باپ کی جاں نثاری اور خدمات کو یاد کرکے بیس ہزار روپے نقد - خلعت فاخرہ اور سر پیچ - اور جمدھر مرصع اور کل لوازمات امارت مرحمت فرماکر منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار سے مفتخر کیا - اور اسی عمر میں خطاب راجگی سے بھی موصوف کیا —

---

* راجہ بکرماجیت سندرداس کا حال دیکھو —

سنه ۵ جلوس میں منصب دوهزاری ذات دوهزار سوار پر ترقی هوئی - سنه ۸ جلوس میں جهجهار سنگه بندیله کی سرکوبی پر مامور هوا —

سنه ۱۲ جلوس میں شاهزادهٔ دارا شکوه کے ساتهه مهم قندهار پر تعینات هوا - سنه ۱۴ جلوس میں نقارہ مرحمت هو کر سعید خاں ظفر جنگ کے ساتهه راجه جگت سنگه کی تادیب پر مامور هوا - سنه ۱۵ جلوس میں منصب چهار هزاری ذات - دو هزار سوار پر مفتخر هوکر دارا شکوه کے ساتهه مهم قندهار پر روانه هوا - سنه ۱۸ جلوس میں مهم بلخ و بدخشاں پر متعین هوا - سنه ۲۲ جلوس میں منصب پنجهزاری ذات - دوهزار و پانصد پر سر بلند هوا - اور اورنگ زیب کے ساتهه مهم قندهار میں شریک هوا- سنه ۲۸ جلوس میں نواب سعدالله خاں کے ساتهه مهم چتوڑ پر روانه هوا - سنه ۳۱ جلوس میں میر جمله معظم خاں کے ساتهه اورنگ زیب کی کمک پر مهم بیجا پور میں متعین هوا - اور اس مهم میں شجاعت و کارگذاری کے ایسے جوهر دکهائے که ایک لاکهه روپیه نقد مرحمت هوکر منصب پنجهزاری ذات اور چهار هزار سوار پر سرفراز هوا اور خلعت - اور شمشیر مرصع - اور عربی گهوڑا معه زین زرین - اور هاتهی - مقتفی عطا هوکر وطن جانے کی رخصت مرحمت هوئی —

سنه ۱۰۶۸ ھ میں وطن سے هوکر مهاراجه جسونت سنگه

کے ساتھہ مالوے تعینات کیا گیا —

جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت کے ساتھہ - لیکن عین حالت جنگ میں اورنگ زیب اور مراد بخش کی فوج کا غلبہ دیکھکر کھسک گیا - اور بھاگ کر وطن جاپہونچا —

سموگڈہ کی لڑائی کے بعد رائے سنگھہ ملازمت عالمگیری میں حاضر ہوکر خدمات شاہی میں سرگرم ہوا - جنگ دوم داراشکوہ کے وقت بادشاہ نے قصبہ تورہ میں جو اُس کی جاگیر میں تھا فاضل اسباب اور بیگمات کو چھوڑ دیا - اور رائے سنگھہ کو اُنکی حفاظت پر مامور کیا - اِس کے بعد کھجوہ کی لڑائی میں شریک ہو کر دلاوری کے جوہر دیکھائے —

سنہ ۷ جلوس میں راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ اول سیواجی بھونسلا - اور سنہ ۸ میں مہم بیجاپور میں شریک ہو کر شجاعت وکار گذاری کا حق ادا کیا - اور حسن خدمات کے صلے میں منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے مفتخر ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھہ دکن میں تعینات ہوا - سنہ ۱۶ جلوس ۱۰۸۳ ھ میں وفات پائی - مان‌سنگھہ - جہان‌سنگھہ - انوپ‌سنگھہ تین بیٹے تھے جو باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوئے - بادشاہ نے تینوں کو خلعت مرحمت فرما کر منصب

مناسب پر مقرر کیا —

رائے سنگھہ جھالا

شاهجہاں کے عہد کا منصبدار تھا - سنہ ۱۱ جلوس شاهجہانی میں منصب هشت صدی ذات چہار صد سوار پر سر فراز هوا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب هزاری ذات - چہار صد سوار - اور سنہ ۱۴ جلوس میں منصب هزاری ذات - پانصد سوار پر سر بلند هوا - اور اسی سال خلعت و اسپ مرحمت هو کر راجہ جگت سنگھہ کی سر کوبی پر مامور هوا - سنہ ۱۵ جلوس میں خلعت و اسپ عطا هو کر شاهزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندهار پر متعین هوا - سنہ ۱۹ جلوس میں منصب هزاری ذات - هفت صد سوار پر مفتخر هو کر مہم بلخ وبدخشان پر تعینات هوا —

راجہ روپ سنگھہ راتھور

راجہ کشن سنگھہ راتھور کا پوتا - اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کا چچا زاد بھائی تھا - سنہ ۱۷ جلوس شاهجہانی میں جب هری سنگھہ اُس کے چچا نے لا ولد انتقال کیا - تو شاهجہان نے اس کو خلعت و اسپ عطا کرکے کشن گڑہ

کی حکومت پر سر فراز کیا - منصب هزاری ذات - هفت صد سوار پر مفتخر کیا - سنه ۲۲ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی دوهزار و بیست سوار پر سربلند هو کر شاهزادۀ اورنگ زیب کے ساتهه مهم قندهار پر مامور هوا - سنه ۲۳ جلوس میں منصب سه هزاری ذات - هزار و پانصد سوار پر ترقی پائی -

سنه ۲۵ جلوس میں نقارہ عطا هوا - اور منصب چهار هزاری ذات - هزار و پانصد سوار سے ممتاز هو کر دوسری مرتبه مهم قندهار میں متعین هوا سنه ۲۶ جلوس میں منصب چهار هزاری ذات دوهزار و پانصد سوار پر مفتخر هو کر تیسری مرتبه شاهزادہ دارا شکوہ کے ساتهه مهم قندهار میں شریک هوا —

سنه ۲۸ جلوس میں منصب چهار هزاری - ذات سه هزار سوار پر سر بلند هو کر علامی سعدالله خان کے ساتهه قلعه چتوڑ کے انهدام کے واسطے مامور هوا - اسی سال پرگنه مانڈل گدہ سرکار چتوڑ به تعین اسی لاکهه درم جمع کے بادشاہ نے جاگیر میں مرحمت کیا —

سنه ۱۰۶۸ ھ کی جنگ سموگدہ میں دارا شکوہ نے روپ سنگهه کو اپنی فوج هراول کا سردار مقرر کیا - اس لڑائی میں اُسکی جرات و شجاعت کا یه عالم تها که دلا وران زمانه کے حوصلے سے بڑهکر قدم مارتا تها - آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے توپ خانے سے گذر کر صفوں کو چیرتا پهاڑتا خاص اورنگ زیب کے هاتهی کے پاس جا پہنچا

اور کمال دلیری کے ساتھہ اپنی تلوار سے اُسکے ہاتھی کی عماری کے رسوں کو کاٹنا شروع کیا - اورنگ‌زیب اس جوان مرد اور پرجوش افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلا اٹھا - کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور زندہ گرفتار کر لینا - مگر لڑائی کے ہڑبونگ میں جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے منہ سے نکلا - آناً فاناً میں سیکڑوں تلواریں اُس پر پڑگئیں - جنہوں نے اس بے نظیر بہادر کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا —

راجہ مان سنگھہ راٹھور اس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جائیگا —

راؤ روپ سنگھہ چندراوت

چندراوت پرگنہ رام پور متصل (چتوڑ) کا رہنے والا - اور روپ مکند پسر راؤ چاندہ ابن رائے درگا داس سیسودیہ کا بیٹا تھا - جب اُس کا چچا زاد بھائی راؤ تیج سنگھہ لاولد مر گیا - تو ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۴ ھ کو یہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خطاب راؤ سے موصوف کر کے منصب دو صدی ذات - دو صد سوار پر سر بلند کیا - اور پرگنہ رام پور جاگیر میں مرحمت فرمایا —

سنہ ۱۰۵۵ ھ میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ پر مامور ہوا - اور نذرمحمد خان والی بلخ کے مقابلہ

میں اپنی بہادری کے کارنامے دکھا کر منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا - اس کے بعد قندھار وغیرہ کی مہمات میں شریک ہو کر منصب دو ہزاری ذات ہزار و دویست سوار پر مفتخر ہوا -

سنہ ۲۴ جلوس شاہجہانی میں لاولد انتقال کیا - بادشاہ نے راؤ چاندہ کے دوسرے پوتے امر سنگھہ کو جس کا حال علحدہ قلمبند ہو چکا ہے - اُس کا جانشین مقرر کیا —

رتن سنگھہ راتھور

مہش داس راتھور مہابت خانی کا بیٹا تھا - باپ کی زندگی میں منصب چہار صدی دویست سوار پر سر فراز تھا - سنہ ۱۰۵۷ ھ میں باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم بلخ پر مامور ہوا - اس کے بعد دیگر خدمات پر مامور ہوکر - سنہ ۳۰ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سر بلند ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے صوبہ مالوہ میں متعین ہوا - جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا - اور نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے توپ خانے پر جا پڑا - اور وہاں سے گذر کر صفوں

کو تہ و بالا کرتا ہوا اورنگ زیب کے ہاتھی کے قریب جا پہونچا - اور نہایت بہادری سے اڑ کر مارا گیا —

راجہ راج روپ

راجہ باسو کا پوتا - اور راجہ جگت سنگھہ کا بیٹا تھا - سنہ ۱۲ جلوس شاہجہانی میں ملازمت شاہی میں منسلک ہو کر فوجداری کوہ کانگڑہ پر سرفراز ہوا - جب باپ نے بادشاہ سے بغاوت اختیار کی - یہ بھی وفاداری میں ثابت قدم نہ رہا - اور باپ سے مل گیا - جب باپ کا قصور معاف ہوگیا - باپ کے ساتھہ دربار میں حاضر ہوا —

سنہ ۱۹ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب هزار و پانصدی ذات - هزار سوار پر مفتخر ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوا - اور پرگنہ جموں کی خاندانی حکومت پر سرفراز ہوا - اسی سال شاہزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا - اور اس مہم میں اپنی شجاعت و دلاوری کے کارنامے دکھا کر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر ترقی پائی - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار

پر سر بلند ہو کر خلیل بیگ کی جگہ کہمرو کا قلعدار مقرر ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر متعین ہوا - اِس کے بعد سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ کے ساتھہ صوبۂ کابل میں تعینات ہوا —

سنہ ۲۶ جلوس میں داراشکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۹ جلوس میں کہمرو سے دربار شاہی میں حاضر ہوا - اور رخصت حاصل کرکے جموں روانہ ہوا —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں جب داراشکوہ سموگدہ کی لڑائی میں شکست کھا چکا - راجہ روپ حسب الطلب اُس کے دھلی اور سرھند کے درمیان میں اُس سے آ ملا - لیکن جب دارا شکوہ لاھور سے ملتان روانہ ہوا - صورت حال سے انجام کار کو سمجھکر سپاھیوں کے بھرتی کرنے کے بہانے سے اُس سے جدا ہو کر دریاے بیاس کے کنارے خلیل اللہ خاں سے جو داراشکوہ کے تعاقب پر مامور تھا آ ملا - اور اُس کی سفارش سے منصب سہ ہزار و پانصدی ذات - سہ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہو کر چاندی سرحد سری نگر پر اِس غرض سے متعین ہوا - کہ شاہزادہ سلیمان شکوہ جو کوھستان سری نگر سے اس طرف نہ آنے دے —

جنگ دوم دارا شکوہ

دارا شکوہ ملتان اور گجرات ہوتا ہوا حسب تحریر مہاراجہ جسونت سنگھ اجمیر آپہنچا - ادھر سے اورنگ‌زیب بھی مقابلہ پر جا پہنچا ۲۹ جمادی‌الثانیہ سنہ ۱۰۶۹ھ کو موضع دیورائی میں فریقین کا مقابلہ ہوا - راجہ راج روپ بھی حسب الطلب اس مہم میں آکر شریک ہوا - دارا شکوہ نے اجمیر کے قرب جوار کی پہاڑیوں گھاٹیوں کو اچھی طرح روک کر مورچہ بندی کی تھی - اس کا توپخانہ بھی اچھی جگہ قائم تھا اس وجہ سے دور اندیش اور تجربہ کار اورنگ زیب کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا - کہ اس پر حملہ کرے اس طرح دو تین دن گذر گئے - اور صرف توپ اور بندوق سے دور دور کی لڑائی ہوتی رہی - اس عرصہ میں راجہ راج روپ کے پہاڑی سپاہی کو کلا پہاڑی کے نیچے ایک ایسی جگہ دیکھہ آئے کہ جہاں سے پیادے سپاہی چڑھکر مخالف کے مورچے پر حملہ کرسکتے تھے - راجہ راج روپ نے اورنگ زیب کو اس حال کی اطلاع دیکر اول اپنے کچھہ پہاڑی سپاہی ادھر روانہ کئے - اور پیچھے سے اپنی باقی ماندہ فوج لیکر ان کی امداد کے واسطے روانہ ہوا - اتفاقاً اس وقت اورنگ زیب کے توپ خانے سے توپیں چلنا بند ہوگئی تھیں - اس وجہ سے دارا شکوہ کی فوج کے ایک ہزار سوار راجہ راج روپ پر حملہ کرنے کو اپنے مورچوں سے باہر نکل آئے - یہ حال دیکھکر اورنگ زیب کی طرف سے دلیر خان اور شیخ میر

اپنی فوجیں لیکر ایسے زور سے جھپٹے کہ دارا شکوہ کے مورچوں تک جا پہونچے - خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی - شیخ میر جو ہاتھی پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہا تھا - بندوق کی گولی سے تیر اجل کا نشانہ ہوا - اس کے ایک ہم قوم سید نے جو اس کے پیچھے ہاتھی پر سوار تھا - بڑا کمال کیا - وہ نہایت ہوشیاری سے اُس کے تن بے جاں کو اس طور سے تھامے رہا - جس سے دشمنوں کو بلکہ خود اُس کے سپاہیوں تک کو لڑائی کے ہاتھہ تک اس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ ہوا - دلیر خاں دلیری کر کے دارا شکوہ کے مورچوں میں جا گھسا - اسی عرصے میں راجہ راج روپ کے سپاہیوں نے کوکلا پہاڑی پر اپنا نشان جا گاڑا - راجہ جے سنگھہ بھی معہ اپنی فوج کے مدد کو پہنچ گیا - دارا شکوہ کی سپاہ اور خود دارا شکوہ راج روپ اور دلیر خاں کی جرات اور دلیری سے ہمت ہار کر بھاگ گئے - راجہ جے سنگھہ دارا شکوہ کے اتنے قریب پہنچ گیا تھا - کہ اگر وہ چاہتا تو اس کو گرفتار کرسکتا تھا - مگر یہ دور اندیش راجہ اس موقع کو ٹال گیا - اس لڑائی میں اگرچہ بہت سے امیر شامل تھے - مگر صاحب عالمگیر نامہ اس فتح کو صرف راجہ راج روپ - شیخ میر - دلیر خاں - بہادر خاں - راجہ جے سنگھہ ہی کی کارگذاری سے منسوب کرتے ہیں —

مہم سری نگر

سنہ ۲ جلوس میں راجہ راج روپ - راجہ پرتھی سنگھہ والی سری نگر کی تنبیہہ پر مامور ہوا - کیونکہ اُس نے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے حوالے کرنے یا اپنے ملک سے نکال دینے سے انکار کر دیا تھا - راجہ کے بعد تربیت خاں اور رعد انداز خاں بھی مدد کے واسطے پہنچ گئے - جب پرتھی سنگھہ نے اپنے ملک کی تباہی دیکھی تو راجہ جے سنگھہ اور راجہ راج روپ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کر دینے کا وعدہ کر کے معافی کا خواستگار ہوا - اور راجہ رام سنگھہ پسر جے سنگھ سلیمان شکوہ کو وہاں سے جدا کر لے آیا —

سنہ ۴ جلوس میں راجہ سیف شجاعت خاں کی جگہہ سرحد غزنین پر تعینات ہوا - اور اسی سال سنہ ۱۰۷۱ ھ میں ملک عدم کو روانہ ہوا —

پہاڑ سنگھہ مرید خان

راجہ راج روپ کا چھوٹا بھائی پہاڑ سنگھہ جو باپ کے ساتھہ مہم بدخشاں میں شریک تھا - آخر سال سنہ ۳ جلوس میں مسلمان ہو گیا - بادشاہ نے اس کو مرید خاں کے خطاب سے موصوف کیا - مدت تک غور بند کی تھانہ داری پر مامور رہا - صاحب مآثرالامرا تحریر کرتے ہیں کہ اس وقت تک اس کی اولاد اس کے وطن شاہ پور بھروئین پر جو تارا گذہ سے پچھم کی طرف واقع ہے - قابض چلی آتی ہے - اور ان میں سے جو گدی نشین ہوتا ہے وہ مرید خاں کے خطاب سے موسوم کیا جاتا ہے —

راج سنگھہ راتھور پردھان

کھیواں راتھور کا بیٹا تھا - ابتدا میں راجہ گج سنگھہ راتھور کی سرکار میں وکیل مطلق تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں شاہجہاں نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات - چہار صد سوار پر مفتخر کیا - اور راجہ گج سنگھہ کے بیٹے جسونت سنگھہ کا اتالیق مقرر کیا - ۸ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۸ ھ کو اُس نے ایک ہاتھی پیشکش کیا -

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوا - اور سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا -

رائے - رایان راجہ رگھناتھہ داس سعداللہ خانی

راجہ رگھناتھہ داس حساب کتاب - معاملہ فہمی - اور تحریر و تقریر - دیانت و امانت میں بے نظیر اہلکار تھے - نواب سعداللہ خاں کے عہد وزارت میں اول عام متصدیوں کے زمرہ میں ملازم ہوئے - پھر اپنی حسن لیاقت کاردانی - دیانت و امانت سے خان موصوف کے منظور نظر ہو کر ترقی کرتے ہوئے ان کی نیابت پر پہنچ گئے - جو کام ان کے سپرد کیا گیا اسے انھوں نے نہایت سلیقہ اور ذوق سے انجام دیا -

سنہ ۱۰۶۰ ھ میں کمال کے جوہری (شاہجہاں) نے ان کی کارگذاری سے خوش ہوکر خطاب رائے سے موصوف کیا - اور خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت فرما کر سونے کا قلمدان عطا کیا ــ

سنہ ۱۰۶۲ ھ میں خالصہ شاہی کی دیوانی کی خدمت بھی انھیں کو مرحمت ہوئی ان عہدوں پر مامور ہوکر انھوں نے ایسی لیاقت دکھائی - کہ ان کی کاردانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی - چنانچہ جب سنہ ۱۰۶۶ ھ میں نواب سعداللہ خاں وزیر اعظم نے انتقال کیا تو بادشاہ نے انھیں راے رایاں کے خطاب سے موصوف کر کے منصب هزاری ذات - چہار صد سوار پر سرفراز کیا - اور کل وزارت کا کام ان کے سپرد کر دیا ــ

شاہجہاں کے عہد کا عدل و انصاف

اسی سال وقائع بندر سورت سے معلوم ہوا کہ محمد امین حاکم بندر سورت تشخیص مال و ابواب میں بہت سختی کرتا ہے - دربار شاہجہانی سے فوراً اس کی جاگیر اور منصب کی ضبطی کا حکم صادر ہوا - اور گرز بردار متعین ہوا - کہ اس کو گرفتار کرکے دربار میں پیش کرے - جب گرز بردار نے گرفتار کرکے دربار میں پیش کیا - شاہجہاں نے حکم دیا - کہ سر بازار اس کی آستین میں سانپ چھوڑا جاوے - چند اُمرا نے رحم کی سفارش کی - مگر نہایت سختی سے نا منظور کی گئی - اُس وقت میں بندر سورت

شاہجہاں کی بڑی بیٹی جہاں آرا بیگم کی جاگیر میں تھا۔ محمد امین کے متعلقین اور دربار کے اکثر متصدیوں نے جب دیکھا کہ کسی طرح اس کی جان بچتی نظر نہیں آتی تو بیگم صاحبہ کی خدمت میں نہایت عجز و الحاح کر کے سفارشی رقعہ لکھوایا۔ جب یہ سفارشی رقعہ بادشاہ کے ملاحظہ سے گذرا تو اس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ محمد امین کو تو حوالات میں بھیجا اور خود محل سرا میں پہنچ کر بیٹی کو بہت برا بھلا کہا۔ کہ تم لوگ عدل سے سلطنت نہیں کرنے دیتے۔ با وجود اس کے بندر سورت تمہاری جاگیر میں ہے مگر تم نے ایسے ظالم نا پاک کی سفارش کی۔ جس نے محض اظہار خیر خواہی کے واسطے میری رعیت کو تباہ و برباد کیا ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ مالگذار رعیت باعث آبادی ملک۔ موجب افزونی خزانہ و لشکر رضا ہی ہے۔ کیا ایسے ظلم سے رب العالمین کا غضب نازل نہیں ہو سکتا۔ شاہزادی صاحبہ کو چونکہ ان حالات کی بالکل خبر نہ تھی۔ لہذا بادشاہ سے معافی چاہی۔ اور سفارش سے در گذر کی۔ دوسرے روز دربار میں بادشاہ نے محمد امین کو طلب کرکے پھر وہی حکم صادر کیا۔ تمام دربار میں کسی کی اتنی جرات نہ ہوئی۔ کہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اسی سناٹے کے عالم میں راجہ رگھناتھ داس نے زمین خدمت کی چومی اور

نہایت عجز و انکسار سے دست بستہ ہوکر عرض کیا۔
کہ جہاں پناہ کے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ خط
نصف النہار پر رہے۔ اگرچہ ظالم کی سفارش کرنا خود
بھی اس کے ظلم میں شریک ہونا ہے۔ اور جو ایسی
شہادت کرے وہ خود سزاوار عقوبت ہے مگر بندہ گان
عالی یہ تو خیال فرمائیں۔ کہ مظلوم رعایا کا بہت سا
روپیہ اس ظالم کے ذمے ہے۔ جب تک اس کی تحقیقات
ہوکر مظلوموں کا روپیہ واپس نہ ہوجاوے۔ اس وقت
تک اس کے قتل میں تامل فرمایا جاوے۔ شاہجہاں نے اس
تقریر کو سن کر محمد امین کو راجہ کے حوالے کیا۔
کہ اس کو محاسبہ کے شکنجے میں کسکر جس قدر روپیہ
رعایا سے زیادہ لیا گیا ہے۔ واپس کرایا جاے۔ راجہ نے
سزاول متعین کرکے جتنا جتنا روپیہ زیادہ وصول کیا
گیا تھا۔ واپس کرا دیا۔ اور راجہ کی اس سفارش سے
محمد امین کی جان بخشی بھی ہوگئی۔ اور مظلوم
رعایا بھی اپنی داد کو پہنچ گئی —

سنہ ۱۰۶۸ھ تک راجہ رگھناتھ داس کل دیوانی
کا کام انجام دیتے رہے۔ جب سموگڈھ کی فتح کے
تیسرے دن اورنگ زیب آگرہ میں داخل ہوا۔ رفتہ
رفتہ جملہ اراکین سلطنت اس کی خدمت میں حاضر
ہو گئے تو راجہ رگھناتھ داس بھی معہ اپنے کل عملہ
کے بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوے۔ اور خلعت سے

سرفراز هوکر اسی عہدہ پر قائم رہے —

پہلے سال جلوس میں اورنگ زیب نے منصب ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار سے سرفراز کر کے خطاب راجگی سے مفتخر کیا —

کھجوہ کی لڑائی میں جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی اور جنگ دوم دارا شکوہ میں راجہ رگھناتھہ داس نے قلم کے بجائے تلوار کو ہاتھہ میں لیا - اور اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے - کہ بادشاہ کے ملقوظ خاطر ہوگیا - کہ وہ قلم هی کا دهنی نہیں بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے —

سنہ ۱۰۷۳ ھ تک راجہ وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز رہے - بادشاہ ان کی حسن لیاقت اور تحریر و تقریر اور دیانت و امانت کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا - اس سال جب کشمیر کی سیر کو چلا - تو راجہ کو بھی اپنے ساتھہ لے چلا - اسی سفر میں کشمیر کے قریب پہنچ کر ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۷۳ ھ کو انہوں نے انتقال کیا —

عالمگیر نے اس با لیاقت وزیر کے مرنے کے بعد فاضل خاں اور اس کے بعد دوسرے مسلمان امیروں کو اس عہدے پر سرفراز کیا - مگر اس نے اپنے رقعات میں سوائے سعداللہ خاں اور رگھناتھہ داس کے کسی وزیر کی تعریف نہیں کی - اور اپنے خطوط اور فرمانوں میں شاہزادوں اور امیروں کے نام لکھے ہیں - ان دونوں کی رایوں اور کاموں کو اس طرح

لکھا ہے کہ سب لوگ اُن کی پیروی کریں - اِس پر بڑے متعصب مورخ اُس پر ہندؤں کو ملازمت شاہی سے خارج کرنے کا الزام لگاتے ہیں —

اِس موقع پر رقعات عالمگیری سے دو رقعوں کا وہ مضمون جو راجہ رگھناتھ داس کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے —

رگھناتھ سعداللہ خانی خدمات مالی بہ برادران خود نمیداد - و میگفت کہ خانہ برانداز متصدیان ہمین بلادانند (رقعہ ۵۶ رقعات عالمگیری) —

رگھناتھ سعداللہ خانی درا دیانتکہ راتق مہمات دیوانی بود - میگفت کہ کار سرکار والا بہ کسے باید فرمود کہ جوہر کاردانی و دماغ معاملہ آرائی داشتہ باشد نہ علیل غرض - (رقعہ ۱۳۶ رقعات عالمگیری) —

رام سنگھ راٹھور

کرمسی راٹھور کا بیٹا - اور رانا جگت سنگھ کا بھانجا تھا - سنہ ۱۳ جلوس میں اپنے ماموں کی ملازمت ترک کرکے ۱۱ - ربیع الاول سنہ ۱۰۵۰ ھ کو دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خلعت عطا فرما کر منصب ہزاری ذات - ششصد سوار پر سرفراز کیا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب

هزاري ذات - هفت صد سوار پر مفتخر هوا —

سنه ۱۵ جلوس میں خلعت واسپ مرحمت هوکر شاهزادهٔ دارا شکوه کے ساتهه مهم قندهار پر مامور هوا - سنه ۱۶ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هشت صد سوار پر سر بلند هوا - سنه ۱۹ جلوس میں شاهزادهٔ مراد بخش کے همراه مهم بلخ و بدخشاں میں متعین هوا - اور اس مهم میں شجاعت و کارگذاری کے جوهر دکهاکر سنه ۲۰ جلوس میں منصب دو هزاری ذات - هزار سوار پر سرفراز هوکر قلعهٔ بلخ کی محافظت پر تعینات هوا - سنه ۲۲ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی ذات - هزار و دویست سوار پر سر بلند هوکر شاهزادهٔ اورنگ زیب کے ساتهه مهم قندهار پر روانه هوا - سنه ۲۳ جلوس میں منصب سه هزار و پانصدی ذات - و هزار سوار پر مفتخر هوا — سنه ۲۵ جلوس میں دوسری مرتبه - اور سنه ۲۶ جلوس میں تیسري مرتبه مهم قندهار میں شریک هوا - سنه ۲۸ جلوس میں خلیل الله خاں کے ساتهه راجه سری نگر کی تنبیه پر مامور هوا —

جنگ سموگڈه میں دارا شکوه کے ساتهه تها - اور نهایت شجاعت و بهادری کے ساتهه دشمن کی فوج میں جا گهسا اور حمله هائے مردانه اور شجاعت رستمانه سے صفوں کو تهه و بالا کرتا هوا مراد بخش کے هاتهی کے پاس جا پهنچا - قریب تها که مراد بخش کو هاتهی سے

گراے - مگر مراد بخش کی پھرتی اور شجاعت کے سبب سے
ناکامیاب رہا - مرادبخش اگرچہ زخمی اور راجپوتوں کے
نرغہ میں تھا - لیکن ڈھال سے اپنے سات برس کے بچے کو
جو پہلو میں بیٹھا ہوا تھا بچائے ہوئے بڑے استقلال
سے بدستور لڑتا رہا - اور تاک کر ایسا تیر مارا - کہ
تیر اجل کا ہوکر اِس بہادر پر لگا - اور بے نظیر بہادر
اپنی بہادری کا نقش چھوڑ کر اُسی وقت مُلک عدم کو
سدھار گیا دارا شکوہ کو اُس کے مارے جانیکا حال معلوم
ہوکر بہت رنج ہوا —

راجہ رامسنگھہ کچھواہا

مرزا - راجہ جے سنگھہ کچھواہہ کا بڑا بیٹا تھا - ۵ ذی الحجہ
سنہ ۱۰۵۰ کو باپ کے ساتھہ دربار شاھجہانی میں
حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا - ۱۵ - رمضان
سنہ ۱۰۵۳ ھ کو خلعت واسپ مرحمت ہوا - ۲۴ صفر
سنہ ۱۰۵۹ ھ کو معہ پانسو سواروں کے آنبیر سے آکر
لاہور اور کابل کے درمیان میں بادشاہ کی خدمت میں
حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر
سرفراز کیا اسکے بعد منصب میں متواتر اضافہ ہوکر -
سنہ ۲۷ جلوس تک منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا - اور
باپ کے ساتھہ خدمات شاہی بجالاتا رہا —

جنگ سموگڈھ میں داراشکوہ کے ساتھہ تھا - جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی - یہ بھی باپ کے ساتھہ دربار عالمگیری میں حاضر ھوکر مورد نوازش ہوا -

سنہ ۳ جلوس عالمگیری میں سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے سری نگر بھیجا گیا - اور وھاں سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار میں حاضر ھوا - اور خلعت و انعام سے مفتخر ھوا -

سیوا جی کا دربار میں آنا اور پھر بھاگنا -

سنہ ۸ جلوس میں سیوا جی سرھٹہ نے صلح * ھونے کے بعد اول اپنے بیٹے سنبھا جی کو دربار عالمگیری میں بھیج دیا - اس کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ذریعے سے اپنی جان اور عزت کی حفاظت اور حسن سلوک کا وعدہ لے کر دربار جشن سالانہ کے موقع پر بادشاہ کو سلام کرنے کے لئے خود اکبرآباد چلا آیا بادشاہ نے رام سنگھہ اور مخلص‌خاں کو اُس کے استقبال کے واسطے روانہ کیا - اور دربار جشن میں اُس کے کھڑے ہونے کو جگھہ بھی ایسی معقول دی کہ جو اُمرائے خاص کے لئے تھی - اور اُسی دن کچھہ اور اعزاز و اکرام بھی ھونے والے تھے - اور یہ امر مقرر ھوچکا تھا - کہ چند روز حاضر دربار رھکر عزت و توقیر کے ساتھہ رخصت کر دیا جائیگا - مگر سیوا جی کو اپنے کھڑے ھونے کی جگھہ اور رسوم درباری کچھہ ایسے ناگوار اور اپنی عزت کے منافی معلوم ھوئے کہ اُس

* دیکھو مرزا - راجہ جے سنگھہ کا حال -

نے رام سنگھ کو علحدہ لے جا کر سخت شکایت کی ۔ اور نہایت رنجیدگی کا اظہار کیا - بادشاہ کو یہ حرکت نا گوار گذری اور بغیر اُن مراسم اعزاز و عنایت کے جو اُس کے واسطے تجویز ہوئے تھے حکم دیا کہ ڈیرہ کو چلا جائے اور رام سنگھ کو حکم ملا کہ اس کو اپنے قیام گاہ کے پاس جو شہر سے باہر تھا اتار کر نگرانی کرتا رہے ۔ اور اس کے بیٹے سنبھاجی کو جو منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوچکا تھا - کبھی کبھی اپنے ساتھ دربار میں لاتا رہے - اور اس کے بھاگ جانے کے اندیشہ سے فولاد خان کوتوال کو حکم دیا کہ اس کے ڈیرہ کے ارد گرد پہرے مقرر کر دے - اور راجہ جے سنگھ کو فرمان لکھا گیا - کہ اس معاملے میں جو مناسب جانے رپورٹ کرے - راجہ جے سنگھ نے جواب لکھا - کہ چونکہ میں اس کے ساتھ عہد کر چکا ہوں اور هنوز مہم بیجا پور میں مشغول ہوں - اگر در گزر کیجاوے تو اس میں میری سرخ روئی ہے - اور کاروبار مہم کے لئے بھی یہ امر مناسب اور قرین مصلحت ہے - اس جواب کے آنے پر بادشاہ نے اس کی خطا معاف کرکے پہرے اٹھوا دیئے - اور سنبھاجی پر بھی کچھ اور زیادہ اظہار عنایت کرنے لگا - اور ارادہ تھا کہ چند روز بعد خود اس کو بھی حاضر دربار ہونے کی اجازت دیکر باعزاز و اکرام رخصت کر دیا جائیگا - مگر سیواجی کو اپنی سابقہ حرکتوں کے باعث ایسی بیقراری تھی کہ جب اس نے دیکھا کہ

پھرے اٹھ گئے اور رام سنگھ نے بھی غفلت خواہ سازش سے نگرانی میں کوتاہی کی تو ۲۷ صفر سنہ ۱۰۷۷ ھ کو بھیس بدل کر آگرہ سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو میں نہ آیا اور آٹھ نو مہینے کے بعد بڑی بڑی حکمتوں اور تدبیروں سے اپنے تعقب کرنے والوں سے جان بچاکر ماہ ستمبر سنہ ۱۶۶۶ ع میں راجگڈھ جا پہنچا —

عالمگیر کو سیواجی کے اِس طرح سے بھاگ جانے سے رام‌سنگھ پر سازش کا شبہ پیدا ہوا۔ اور اُس کو منصب سے معطل کر کے دربار میں آنے کی ممانعت کردی —

سنہ ۱۰ جلوس میں ۲۸ — محرم سنہ ۱۰۷۷ ھ کو راجہ جے سنگھ نے برھان پور میں انتقال کیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ رام‌سنگھ کا قصور معاف کر کے خلعت معہ جمدھر مرصع - شمشیر معہ ساز مرصع - اسپ عربی معہ ساز طلا - فیل معہ جل زر بفت و ساز نقرہ مرحمت کیا - اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب چہار ہزاری ذات - چہار ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور باپ کی کل جاگیر اس کو عطا کی —

اسی سال بنگالہ کی سرحد پر گواھتی میں آسامیوں نے فساد برپا کیا — بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سر بلند کر کے اس مہم پر مامور کیا - اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ معہ ساز طلا جمدھر مرصع معہ علاقۂ مروارید کے مرحمت کیا —

سنہ ۱۲ جلوس میں منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوے —

سنہ ۱۳ جلوس میں منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی —

سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۸۶ ھ میں خلعت و اسپ کے ساتھہ بیش قیمت جواہرات انعام میں مرحمت ہوئے ۔ اور اسی سال وفات پائی —

راجہ کشن سنگھہ کچھواہا	راجہ رام سنگھہ کا بیٹا کشن سنگھہ باپ کی زندگی ہی میں ملازمت

شاہی میں داخل اور صوبہ کابل میں تعینات تھا سنہ ۱۳ جلوس میں حاضر دربار ہوا - بادشاہ نے خلعت اور سرپیچ مرصع مرحمت کیا سنہ ۱۷ جلوس میں خلعت و شمشیر اسپ و فیل اور نقد انعام سے سر فراز ہوا - سنہ ۲۰ جلوس میں باپ کے مرنیکے بعد کابل سے دربار میں حاضر ہوا ۔ اور خلعت و جاگیر اور خطاب راجگی سے مفتخر ہوکر چار مہینے کی رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا سنہ ۲۵ جلوس میں کسی خانہ جنگی میں زخمی ہوکر دو دن بعد ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ھ کو انتقال کیا —

راجہ بشن سنگھہ کچھواہا	راجہ کشن سنگھہ کا بیٹا بشن سنگھہ باپ کے مرنیکے بعد ۱۵ - ربیع الثانی

سنہ ۱۰۹۳ ھ کو منصب ہزاری ذات چہار صد سوار پر سر بلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر اول راٹھوروں

کی قلعہ پر مامور ہوا - اسکے بعد اسلام آباد کی فوجداری پر سر فراز ہو کر سنہ ۴۴ جلوس ۱۱۱۱ ھ میں وفات پائی بادشاہ نے اسکے بھتیجے بجے سنگھہ کو خطاب راجہ جے سنگھہ کا مرحمت فرمایا - جو راجہ جے سنگھہ سوائی کے نام سے مشہور ہوئے - اُن کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے —

رام سنگھہ ہادا

کشور سنگھہ ہادا

مادھو سنگھہ ہادا کا پوتا تھا - جب سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۹۲ ھ عالمگیری میں جگت سنگھہ مکند سنگھہ ہادا لاولد فوت ہو گیا تو بادشاہ نے کوٹھہ کی حکومت پر مکند سنگھہ ہادا کے بھائی کشور سنگھہ کو سرفراز کیا - اس کے بعد کشور سنگھہ مذکور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھہ مہم بیجاپور میں متعین ہوا اور اس مہم میں شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا - سنہ ۳۰ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھہ مہم حیدرآباد میں مامور ہوا سنہ ۳۸ ھ میں نقارہ مرحمت ہوا اور اسی سال مر گیا —

رام سنگھہ

بادشاہ نے ذوالفقار خان بہادر کی سفارش سے کوٹھہ کی حکومت پر اُس کے بیٹے رام سنگھہ کو سر فراز کیا - اور اُس کا منصب جو اس وقت تک شش صدی تھا ہزاری کردیا —

رام سنگھہ نے مرہٹوں کی لڑائیوں میں ذوالفقار خان بہادر کے ساتھہ نہایت جانفشانی اور اخلاص سے خدمتیں

انجام دیں اور اس کے صلے میں سنہ ۴۴ جلوس میں نقارہ مرحمت ہوکر سنہ ۴۸ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا ۔ اور مرمہدانہ کی زمینداری جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی —

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے اس کو منصب چہار ہزاری سے سرفراز کیا — وہ شاہزادہ عظیم الشان کی لڑائی میں نہایت مردانگی سے لڑ کر مارا گیا —

بھیم سنگھ ہاڈا

رام سنگھ کے بعد بھیم سنگھ اس کا بیٹا کوٹھہ کی حکومت پر سرفراز ہوا — سنہ ۱۱۳۱ ھ میں سید دلاور علی خاں اور نواب نظام الملک آصف جاہ کی لڑائی میں یہ دلاور علی خاں کے ساتھ تھا — جب دلاور علی خاں مارا گیا — اس کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے — مگر اس بہادر نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا اور میدان جنگ میں قدم جما کر خوب لڑا — آخرکار مارا گیا —

رگھناتھہ سنگھہ سیسودیہ

اول رانا اودے پور کی سرکار میں ملازم تھا — سنہ ۱۲ جلوس عالمگیری میں رانا کی ملازمت ترک کرکے دربار عالمگیری میں حاضر ہوا — بادشاہ نے جمعدار

مرصع قیمتی ایک هزار روپیه مرحمت فرماکر منصب هزاری سه سرفراز فرمایا —

سنه ۲۳ جلوس میں تهانه داری سبانه اور امان پر سر بلند هوا —

رتن سنگهه عرف راجه اسلام خاں

گوپال سنگهه کا بیٹا - اور راؤ امر سنگهه چندراوت کا پر پوتا تها - سنه ۳۳ جلوس عالمگیری میں جب گوپال سنگهه اس کا باپ ملازمت شاهی میں داخل هوا - اس نے اپنی جاگیر پرگنهٔ رام پور کے انتظام کے واسطے بیٹے کو وطن روانه کیا - بیٹا ناخلف نکلا - اور تهوڑے دنوں بعد باپ سے بغاوت اختیار کرکے خود مختار هو بیٹها - اور جاگیر کی آمدنی باپ کے پاس بهیجنا بند کردی —

سنه ۴۲ جلوس مطابق سنه ۱۱۰۹ ه میں مختار خاں صوبه دار مالوه کے ذریعے سے مسلمان هو کر راجه اسلام خاں کے خطاب سے موصوف هوا اور خاں موصوف کی سفارش سے رام پور کی حکومت پر سرفراز هوا - سنه ۱۱۲۳ ه تک نه صرف پرگنه رام پور بلکه قرب و جوار کے علاقوں اور صوبه مالوه کے مشهور شهر اجین پر قابض رها - جب امانت خاں صوبه مالوه کا ناظم مقرر هوا - اور اجین

وغیرہ پر اپنا دخل کرنا چاہا - تو اسلام خاں تیس چالیس
ہزار فوج کے ساتھ لڑائی کے واسطے مستعد ہوا - سارنگ پور
کے قریب لڑائی ہوئی - چونکہ اسلام خاں کی بد زبانی سے
اس کے تمام افسر نالاں تھے - عین حالت جنگ میں پہلوتہی
کرگئے - فوج بر سر پیکار تھی وہ تن تنہا گھوڑا بڑھا کر
آگے بڑھا - راستے میں تیر اجل کی طرح گولہ لگا -
اور مرگیا - امانت خان فتحیاب ہو کر رام پور کی طرف
بڑھا - رانیوں نے خبر پاکر دو ہاتھی اور کسی قدر زر نقد
اس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا - کہ راجہ نے جیسا کیا
تھا اس کی سزا پائی - ہم بیواؤں پر حملہ کرنا بزرگوں
کے طریقے کے خلاف ہے - آئندہ آپ کو اختیار ہے - جب
امانت خان نے یہ پیغام سنا عالی ہمتی کو کام فرما کر
اپنا ارادہ ترک کردیا - اور رانیوں کی عقل مندی سے
رام پور لوٹ مار سے بچ گیا —

راجہ رتن چند

قوم کا بنیا اور سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد
کا دیوان تھا - جب جہاندار شاہ کے عہد سلطنت میں
سید عبداللہ خان اور اس کے بھائی سید حسین علی خان نے
جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا فرخ سیر کی رفاقت اختیار
کی - اور سنہ ۱۱۲۳ ھ میں اپنی اپنی فوجیں لیکر

فرخ سیر کے ساتھہ جہاندار شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوئے - توجہاندار شاہ نے راجی محمد خاں نام ایک امیر کو عبداللہ خان کی جگہہ الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا - اور سید عبدالغفار کو جو شجاعت و بہادری میں بے نظیر سمجھا جاتا تھا اس کا نائب مقرر کرکے ساتھہ کیا - کرّہ مانک پور کے مقام پر ابوالحسن خان بخشی سید عبداللہ خان کے لشکر اور اس فوج سے مقابلہ ہوا - رتن چند بھی تین چار سو سواروں کے ساتھہ ابوالحسن خان کی کمک پر آموجود ہوا - بڑی سخت لڑائی ہوئی - آخر میں ابوالحسن خان کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - اور سپاہیوں نے بھاگنا شروع کیا - اور میدان جنگ میں صرف ابوالحسن خان اور رتن چند اور تین چار سو سپاہی ثابت قدم جمائے باقی رہ گئے - اور وہ بھی سید عبدالغفار کے لشکر سے محصور ہوگئے - تو سید عبداللہ خان کے اقبال نے زور مارا - عبدالغفار کا فتحیاب لشکر غنیم کی لوٹ میں مصروف تھا کہ یکایک عبدالغفار کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوگئی - اس خبر کا اڑنا تھا کہ اس کے لشکر نے اڑنا شروع کردیا ہرچند بہادر عبدالغفار خود چلایا کہ میں زندہ ہوں مگر لڑائی اور بھاگنے کی ہڑبونگ میں کسی نے نہ سنا - اس تائید غیبی کو دیکھہ کر رتن چند اور ابوالحسن خان نے فتح کے شادیانے بجوانا شروع کردئے - بہادر مگر بدقسمت عبدالغفار کو بھی بھاگتے ہی بن پڑا - رتن چند اور ابوالحسن خاں

موچھوں پر تاؤ دیتے ہوے سید عبداللہ خاں کے پاس واپس آئے۔

اس کے بعد جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی میں رتن چند نے خدمات نمایاں انجام دیں۔ فتح کے بعد ۱۴۔ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان کو قطب الملک کا خطاب دے کر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز کرکے وزیر اعظم۔ اور سید حسین علی خاں کو امیرالامرا کا خطاب دے کر میر بخشی کے عہدے پر سر بلند کیا۔ اور رتن چند کو خطاب راجگی عطا کرکے منصب دو ہزاری سے مفتخر کیا ــــ

رفتہ رفتہ دونوں بھائیوں اور ان کے ساتھ رتن چند کا ایسا اقتدار بڑھا کہ بادشاہ کا نام برائے نام رہ گیا۔ رتن چند کو ایسا غرور اور گھمنڈ پیدا ہوا کہ ہر کام میں دخل دینے لگا۔ دیوان خالصہ دیوان تن سب بے اختیار اور معطل محض ہوگئے۔ مجبور ہوکر اعتصام خاں دیوان خالصہ اور راے رایان حہاں شاہی دیوان تن نے اپنے عہدوں سے استعفے دیدئے ــــ

احمد آباد میں ہندو اور مسلمانوں کا فساد | سنہ ۱۱۲۵ھ میں احمد آباد گجرات میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد اور کشت و خون ہوا صورت یہ ہوئی کہ ہولی کے ایام میں ایک ہندو نے جو ایسے محلہ میں رہتا تھا جس میں ہندو و مسلمان دونوں آباد تھے اپنے

مکان کے سامنے کل محلہ کے مشترکہ چوک میں ہولی جلانا چاہی - مسلمانوں نے ممانعت کی - بڑھتے بڑھتے یہ مقدمہ داؤد خاں صوبہ دار گجرات تک پہنچا - اُس نے اس حجت پر کہ ہر شخص کو اپنے مکان کے سامنے اپنے رسوم مذہبی کے بجا لانے کا اختیار حاصل ہے اجازت دے دی اور خوب دھوم دھام سے ہولی جلائی گئی - دوسرے دن اتفاق سے بارہ وفات کا دن تھا - مسلمانوں نے اُسی حجت پر اپنے مکانوں کے سامنے فاتحہ کے واسطے گائے کو لاکر ذبح کیا جب ہندؤں کو یہ حال معلوم ہوا اکھٹے ہوکر مسلمانوں پر حملہ کیا - مسلمان تعداد میں کم تھے - بھاگ کر اپنے گھروں میں جا چھپے - ہندؤں نے قصائی کے لڑکے کو جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی پکڑ کر اُسی مقام پر لا کر ذبح کر ڈالا - جب یہ حال شہر کے مسلمانوں اور فوج معینہ احمد آباد کے پٹھان سپاہیوں کو معلوم ہوا - اُنہیں بہت جوش آیا - اور سب اکھٹا ہوکر انصاف کے واسطے قاضی شہر کے مکان پر پہونچے - چونکہ داؤ خاں صوبہ دار کے مزاج میں کپور چند نامی جوہری کو جو اُس کا مصاحب اور نہایت متعصب آدمی تھا - بہت دخل تھا لہذا قاضی نے اُس کے خوف سے اِس معاملے میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا - اور اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا - مسلمانوں نے انصاف سے نا امید ہوکر اول قاضی جی ہی پر ہاتھ

صاف کیا - اور اُس کے مکان سے آگ لگاتے ہوئے
کپور چند کے مکان پر پہونچے - کپور چند کو پہلے حال
معلوم ہو چکا تھا - اور اُس نے بہت سی جمعیت اکٹھا
کر رکھی تھی غرضکہ فریقین میں بہت کشت و خون ہوا -
دونوں طرف کے ہزاروں آدمی قتل و زخمی ہوئے - تین
چار روز تک شہر کے تمام بازاروں میں ہڑتال رہی -
اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا آخر کار داؤد خاں نے
بہت مشکل سے فساد کو رفع کیا - دونوں طرف کے
لوگ انصاف کے واسطے دهلی روانہ ہوئے - داؤد خاں نے
کپور چند کی خاطر سے قاضی اور دیگر حکام شہر سے
مسلمانوں کی زیادتی کا محضر مرتب کراکر اپنے دستخطوں
کے ساتھہ ہندؤں کے هاتھہ دهلی روانہ کیا - وہاں اندھیر
نگری چوپٹ راج کا مضمون تھا - رتن چند نے بجائے
انصاف کرنے یا فریقین میں مصالحت کرا دینے کے بلا
فریقین کے بیان سنے ہوئے عبدالعزیز اور شیخ عبدالوحید
اور شیخ محمد علی واعظ اور دوسرے همراهی مسلمانوں
کو قید کر دیا —

سنہ ۱۱۳۰ ھ میں عنایت اللہ خاں اس شرط پر دیوان
خالصہ اور دیوان تن مقرر کیا گیا کہ بغیر اطلاع اور
اجازت قطب‌الملک اور راجہ رتن چند کے کوئی کام بادشاہ
کے سامنے پیش نہ کرے - اور رتن چند محالات خالصہ کے
انتظام میں دخل نہ دے - لیکن یہ قول و قرار قائم نہ

رہا - عنایت اللہ خاں نے بادشاہ سے کہکر جزیہ لئے جانیکا حکم حاصل کیا اور رتن چند کے خاص متوسلوں کے منصب ضبط اور کم کر نیکی تجویز بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی - قطب الملک نے رتن چند کی خاطر سے ان دونوں حکموں کے اجرا سے انکار کیا - اسی عرصے میں معاملات خالصہ کا ایک عامل جو رتن چند کا متوسل تھا زیر محاسبہ ہوا - اور حساب میں بہت سا روپیہ اُس کے ذمے نکلا - عنایت اللہ خاں نے اسے قید کیا - رتن چند کو یہ امر ناگوار گذرا - وہ عامل بھی کسی طرح موقع پا کر قید سے بھاگ کر رتن چند کے پاس جا پہنچا - عنایت اللہ خاں نے بادشاہ سے یہ حال عرض کیا - بادشاہ نے اپنے خاص حکم کے ساتھ سپاہیوں کو اس کی گرفتاری کے واسطے رتن چند کے مکاں پر بھیجا - بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل بھی رتن چند نے نہ کی - بادشاہ کو اس پر غصہ آیا - اور اسی وقت قطب الملک کو اس کی برخاستگی کے واسطے لکھا - قطب الملک نے بھی اس تحریر کی کچھہ پروا نہ کی —

واہ کیا خدا کی قدرت اور اقبال و ادبار کی طلسم کاری ہے - ابھی چند مدت پیشتر جس فرخ سیر نے عبداللہ خاں کو قطب الملک بنا کر ہفت ہزاری کے منصب پر پہنچایا - وہی فرخ سیر آج ایک معمولی عہدہ دار

کے بر خاست کرنے سے قاصر ھے - امیر خسرو نے سچ
فرمایا ھے :-

اقبال را بقا نبود دل برو مبند
عمریکه بر غرور گزاری بہا بود
گر نیست باورت ز من این نکتۂ شریف
اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

غرض کہ اس قسم کی باتوں سے بادشاہ اور بادشاہ گروں *
میں روز بروز کدورت بڑھتی گئی - نتیجہ یہ ہوا - کہ
دونوں بھائیوں نے راجہ اجیت سنگھہ کو اپنا ھمدم و
ھمراز بنا کر بادشاہ کا کام تمام کر دیا - اور ۹ ربیع‌الاول
سنہ ۱۱۳۱ ھ کو بہادر شاہ کے پوتے ابوالبرکات رفیع‌الدرجات
کو بیس برس کی عمر میں تخت نشین کیا - اور جلوس
کے پہلے ھی دن رتن چند نے معافی جزیہ کا حکم جاری
کر دیا - رفیع‌الدرجات مرض سل میں گرفتار تھا - ۳۱ رجب
سنہ ۱۱۳۱ ھ تک براے نام سلطنت کر کے بیچارہ ملک
عدم کو سدھارا - دونوں بھائیوں نے مشورہ کر کے اس کے بھائی
رفیع‌الدولہ کو اس کا جانشین قرار دیا - اور جب ذیقعدہ
سنہ ۱۱۳۱ ھ میں وہ بھی مر گیا - تو ۱۵ ذیقعدہ
سنہ ۱۱۳۱ ھ کو شاھزادۂ روشن اختر کو محمد شاہ کے نام
سے بادشاہ بنا دیا —

---

* مورخین نے سید عبداللہ خاں اور سید حسین علی خاں
کو اس خطاب سے موسوم کیا ھے —

رتن چند کا اقتدار محکمۂ قضا پر

فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ نام کے واسطے علحدہ علحدہ عہدے دار مقرر کئے جاتے تھے - لیکن حقیقت میں کل عہدے داران مالی و ملکی حتیٰ کہ حکام عدالت تک اپنے آپ کو رتن چند کا نائب سمجھکر اس کے اشاروں پر چلتے تھے - اور صوبہ دار - سپہ سالار سے لے کر خدمتگار - رکاب دار - فراش وغیرہ تک کی خدمتوں پر سادات بارہ اور رتن چند کے بھائی بند مامور تھے - آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ مذهبی محکمہ قضا میں بھی رتن چند کی دست اندازی ہونے لگی - ایک دن رتن چند نے ایک شخص کو سید عبداللہ خاں کے سامنے پیش کیا - کہ یہ شخص فلاں شہر کا قاضی مقرر کیا جاوے - اس وقت ان کے پاس ایک گستاخ مصاحب بیٹھا ہوا تھا - سید صاحب نے اس کی طرف دیکھا - اور مسکرا کر کہا کہ " میرا رتن چند قاضی بھی تجویز اور مقرر کرتا ھے " - اس مصاحب نے رتن چند کی طرف دیکھکر کہا کہ " راجہ جی کیا مالی اور ملکی انتظام سے فارغ ہو گئے - جو اب امور شرعی کے انتظام میں مشغول ہوے ہو " —

۲۲ رمضان سنہ ۱۱۳۱ ھ کو جمعہ کے دن اکبرآباد میں ایک ہندو عورت کسی مسلمان مرد کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئی اس

کے رشتہ داروں نے رتن چند کے پاس پہنچکر شکایت کی۔ رتن چاند نے اسی وقت کوتوال اکبر آباد کے نام حکم بھیجا۔ کہ اُس عورت کو نہایت ذلت و خواری سے شہر میں تشہیر کراکر رشتہ داروں کے سپرد کر دو۔ اور اس مرد کو بے آبرو کر کے جلا وطن کر دو۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی مسلمانوں کو بہت جوش آیا۔ مگر زمانہ کا رنگ دیکھکر چپ ہو رہے۔

اس قسم کے واقعات سے جماعہ امیر و غریب۔ ہندو۔ مسلمان سخت نالاں اور پریشان تھے۔ امرائے تورانی مثل نظام الملک آصف جاہ۔ اور محمد امین خاں وغیرہ دونوں بھائیوں اور رتن چند کے اقتدار کی وجہ سے مدتوں خاموش رہے لیکن جب اپنی بربادی دیکھی تو ان کی بیخ کنی پر آمادہ ہوے۔ اور سازش کا جال پھیلا کر بادشاہ کو ھاتھ پاؤں ہلانے پر آمادہ کیا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ دکن کا صوبہ دار تھا۔ امیر الامرا کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر اور بادشاہ کو ساتھ لیکر اس کی سرکوبی کے واسطے دکن روانہ ہوا۔ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ ھ کو فتح پور سیکری سے ۳۵ کوس آگے کسی جگہہ پر مقام تھا۔ جب کوچ ہوا۔ راستے میں میر حیدر خاں کاشغری جو دلیری اور مردانگی میں بے نظیر اور اس سازش میں شریک تھا۔ اپنی جان کو ھتیلی پر رکھکر عرضی دینے کے بہانے سے امیرالامرا

کی پالکی کے پاس پہنچا - جب امیرالامرا اس کی عرضی کے پڑھنے میں مشغول ہوا - اُس نے کمر سے پیش قبض نکالکر اُس کے پیٹ میں دے مارا - بیچارے کا اسی وقت دم نکل گیا - نوراللہ خان امیرالامرا کے چچا زاد بھائی نے یہ حال دیکھکر حیدر خاں پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اسی وقت قاتل بھی مقتول کے پاس جا پہنچا - قریب ہی ایک مغل سپاہی کھڑا تھا - اُس نے نوراللہ خاں پر ہاتھ صاف کر کے اس کا بھی کام تمام کر دیا - اور آناً فاناً میں تین جانیں ضائع ہو گئیں - اور نظر عبرت سے دیکھنے والوں کے دل میں دنیا کے مکافات کا خاکہ کھنچ گیا - کسی نے سچ کہا ہے —

از دور نیفتد قدم تلخ مکافات
زہرے کہ چشیدن نتوانی نچشانے

رتن چند بھی اس لشکر میں موجود تھا - امیرالامرا کے مارے جانے کے بعد اس نے عزت خاں ان کے بھانجے کے ساتھ بادشاہی لشکر اور تورانی امیروں کا خوب مقابلہ کیا - جب عزت خاں مارا گیا - محمد امین خاں نے اس سے کہلا بھیجا کہ اب فضول لڑنے سے کیا فائدہ ہے بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا - رتن چند اس پیغام کو سن کر ہاتھی سے اُترا - اور پالکی میں سوار ہو کر اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا - لشکر کے لچوں اور شہدوں نے پالکی کو جا گھیرا - اور اس کو پالکی سے

نکال کر گھونسوں اور لاتوں سے مارنا شروع کیا - اور ننگا مادر زاد کر کے محمد امین خاں کے پاس لے آے - محمد امین خاں نے کپڑے پہنوا کر قید خانے میں بھیج دیا - اور تھوڑی هی دیر میں کل سلطنت مغلیہ کا مالک فہل اقبال سے اتر کر ادبار کے گڑھے میں جا گرا —

از فروغ صبح دولت اے جوان غافل مباش
خندۂ شیر است لطف آسماں غافل مباش

رتن چند نے امیرالامرا کے مارے جانے کے وقت ایک سانڈنی سوار کو سید عبدالعد خاں کے پاس دوڑا دیا تھا - انہوں نے بہت ہاتھ پاؤں پٹکے لیکن اقبال اپنا چارج ادبار کو دے چکا تھا باوجود شجاعت و بہادری کے کچھ نہ ہو سکا - ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۳ ھ کو بادشاهی فوج سے لڑ کر شکست کھائی - اور قید ہو گئے - اور حالت قید هی میں انتقال کیا —

رتن چند کا پورا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا - کہ قید ہونے کے بعد اس کا کیا حشر هوا —

راے سرجن هاڑا

هاڑا چوهان راجپوتوں کی ایک گوت کا نام ہے - اس گوت کے راجپوت هاڑوتی سرکار رنتھنبور مضافات صوبہ اجمیر میں زیادہ رهتے هیں - راے سرجن

هاتا رانا ادے سنگھ والیء ادے پور کے عزیزوں میں تھا۔ اور اس کی طرف سے قلعہ رنتھنبور کا حاکم تھا۔ اس قلعہ کو شیر شاہ نے فتح کیا تھا۔ اور اس کے بعد حاجی خاں اس کا غلام وہاں کا حاکم تھا۔ اس نے اکبری اقبال سے ڈر کر سنہ ۹۶۶ھ میں اس قلعہ کو رانا کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ راے سرجن نے اس میں بہت سے محل اور مکانات بنوائے۔ باہر بھی دور دور تک عملداری پھیلائی —

مہم رنتھنبور

سنہ ۱۳ جلوس ۹۷۶ھ میں جب اکبر قلعہ چتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو رنتھنبور کے قلعہ پر فوج کشی کی۔ یہ قلعہ راجگان سلف کی عالی ہمتی نے پہاڑوں کے بیچ میں جاکر کوہ رن کی چوٹی پر بنایا تھا۔ اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہیں۔ اور درختوں میں چھپے ہوے ہیں۔ رن پہاڑ کو کہتے ہیں۔ تھنبور جوشن پوش۔ یعنی جوشن پوش پہاڑ۔ براے نام قلعہ تھا۔ مگر حقیقت میں ملک خدائی تھا۔ جس کے گرد کھنچی ہوئی تھی۔ کہیں فصیلیں تھیں۔ کہیں پہاڑوں کی دھاروں پر قدرتی فصیلیں تھیں۔ غرض کہ محاصرہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بے قدموں کے کامیابی ممکن نہ تھی۔ بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خاں میر بحر کے سپرد کیا۔ انھوں نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اس کا بندوبست کیا۔ بہادروں نے ڈروں

میں گھس کر اور پہاڑوں پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام پیدا کئے - جن کی بلندی قلعہ کی عمارتوں کو تھر کی نظر سے گھورتی تھی - ان پر ساٹھ ساٹھ منی توپیں چڑھائیں - ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل اور سات سات آٹھ آٹھ سو کہاروں نے کھینچا - اور ان پہاڑوں کی چوٹیوں اور دھاروں پر مورچوں میں جماد یا کہ جہاں چیونٹی کے پاؤں پھسلتے تھے - جب ان توپوں کے فیر ہونا شروع ہوے - تمام قلعہ کے مکانات فرش زمین ہوگئے - راجہ چتوڑ کا حال دیکھہ چکا تھا - گھبرا گیا - اسی عرصے میں ایک دن جب کہ رمضان کی آخری تاریخ تھی - بادشاہ نے ارشاد فرمایا - کہ اگر آج رات تک راجہ یا اس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا - تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعہ کے اندر مناویں گے - یہ حال سنکر راے سرجن کے اور بھی چھکے چھوٹ گئے - بعض ٹھاکروں اور سرداروں کو بیچ میں ڈالا - اور دودا - اور بھوج اپنے دونوں بیٹوں کو دربار میں بھیجا - اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر مجھے بھی لے جاے تو میں بھی حاضر ہوں —

جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوے - بادشاہ نے بہت خاطر داری کی - دونوں کو خلعت مرحمت ہوے - جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لاے - ان کے ایک ہمراہی نے اپنی

جہالت سے یہ سمجھا - کہ بادشاہ نے ان کے قید کرنے کا حکم دیا ہے - اور لوگ انہیں قید خانے میں لئے جاتے ہیں فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا - ہر چند راجہ بھگوان داس کے ایک نوکر نے جو وہاں کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اس کو یقین نہ آیا - اور مجنونانہ حالت میں ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوے بارگاہ شاہی کی طرف دوڑا - راستے میں راجہ پورن مل اور دو تین اور آدمیوں کو زخمی اور شیخ بہاؤ الدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا - یہ حال دیکھ کر مظفر خاں کے ایک نوکر نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ میں کام تمام ہوگیا - اس ناگوار واقعہ کو دیکھ کر راے سرجن کے بیٹوں کو بہت خجالت ہوئی - اور خوف بھی پیدا ہوا - مگر چونکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے ان کو خلعت پہنوا کر نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا - اور حسین قلی خاں کو راے سرجن کے پاس بھیجا - راے سرجن قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا - بہت تعظیم و احترام کیا - اور قلعہ میں لے جا کر اتارا - خان موصوف نے بھی راجہ کی بہت تشفی کی - اور اپنے ساتھ دربار میں لا کر حضور میں پیش کیا - اس نے سونے کی کنجیاں اور گراں بہا پیشکش نظر کی - اور تین دن کی مہلت لے کر تیسرے دن قلعہ سپرد کر دیا -

اکبر نے راے سرجن کو منصب دو هزاری پر سرفراز کرکے اول گڈھ کی جاگیر عطا فرمائی - سنه ۲۰ جلوس میں گڈھ کے بجاے چنادہ کی جاگیر مرحمت هوئی - اور اس کے وطن بوندی کی حکومت پر بھی اس کو سر فراز کیا —

دودا ھادا	سنه ۲۲ جلوس میں دو دا بلا حصول رخصت دربار سے چلاگیا اور بوندی پہونچکر لوٹ مار شروع کردی -

اکبر نے راے سرجن کو سعد زین خاں کوکلتاش کے اس کی تنبیهه کے واسطے روانه کیا - سنه ۲۳ جلوس میں شهباز خاں کنبوہ کی سفارش سے اس کا قصور معاف هوگیا - اکبر نے صوبهٔ پنجاب میں اس کو تعینات کردیا - سنه ۳۰ جلوس میں مرگیا -

راے سرجن نے بھی سنه ۳۰ جلوس میں انتقال کیا - اس کے دوسرے بیٹے راے بھوج کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ھے —

راجه سورج سنگھ راتھور

راجه اُدے سنگھ راتھور کا بیٹا اور راجه مالدیو فرماں رواے جودھپور کا پوتا تھا سنه ۴۰ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب هزاری پر سرفراز هوا - اور شاهزادهٔ مراد کے ساتھه صوبهٔ گجرات میں متعین هوا —

جب شاهزادهٔ موصوف گجرات سے مهم دکن پر مامور هوا - راجه بھی اس کے ساتھه روانه هوا - سنه ۴۲ جلوس میں بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا - راجه فوج لے کر اس کی

تنبیہہ کے واسطے روانہ ہوا - بہادر بغیر لڑے مارا گیا —

سنہ ۱۰۰۷ ھ میں مراد نامراد دنیا سے سدھارا - بجائے اس کے شاہزادۂ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا - راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھہ تعینات ہوا - سنہ ۴۵ جلوس میں میاں راجو دکھنی اور سنہ ۴۷ جلوس میں خداوند خاں حبشی نظام شاہی کے مقابلے میں مصدر خدمات پسندیدہ ہوکر سنہ ۴۸ جلوس میں شاہزادۂ دانیال کی سفارش سے نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا —

سنہ ۳ جلوس جہانگیری میں دکن سے دربار میں آیا - سنہ ۴ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خانخاناں مرزا عبدالرحیم کی کومک پر پھر مہم دکن میں متعین ہوا —

سنہ ۸ جلوس میں شاہزادۂ خورم کے ساتھہ مہم رانا پر مامور ہوا - اور مہم کے بعد شاہزادۂ موصوف کے ساتھہ دکن میں تعینات ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا - جہانگیر نے منصب پنجہزاری پر سر بلند کیا - اسی سال رن راوت - اور سنگار نام دو ہاتھی پیش کئے - جہانگیر کو رن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اس کی قیمت تشخیص کی —

اسی سال سورج سنگھ اور اس کے بھائی کشن سنگھ میں خانہ جنگی ہوئی * - کشن سنگھ مارا گیا - اس کے بعد راجہ دو ماہ کی رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا - اور وہاں سے اپنے بیٹے گج سنگھ کے ساتھہ دربار میں آکر پھر دکن میں متعین

---

* اس کا حال کشن سنگھ راٹھور کے حال میں دیکھو -

ھوا - اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۲۸ ھ سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا۔

جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس کے حالات میں اپنی توزک میں لکھا ھے " راجہ سورج سنگھ ملازمت میں حاضر ھوا اور ھندی زبان کے ایک شاعر کو اپنے ساتھہ لایا جس نے میری مدح میں شعر موزوں کرکے سنائے - چونکہ میں نے ھندی شاعروں کی زبان سے ایسے تازہ اور عالی مضامین کم سنے تھے لہذا اس شاعر کو میں نے ایک ھاتھی مرحمت کیا ایک شاعر نے ان اشعار کے مضمون کو اپنی زبان میں اس طرح نظم کیا ھے -

گر پسر داشتے جہاں افروز	شب نہ گشتی ھمیشہ بودے روز
زانکہ چوں او نہفتہ افسر زر	بہ نمودی کلاہ گوشہ پسر
شکر کز بعد آنچناں پدرے	جانشیں گشت ایں چنیں پسرے
کہ ز شلقار کشتن آں شاہ	کس بہ ماتم نہ کرد جامہ سیاہ

سبل سنگھ راتھور

گج سنگھ اور سبل سنگھ دو بیٹے راجہ سورج سنگھ کے تھے - گج سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا - سبل سنگھ شاھی ملازمت میں داخل - اور سنہ ۱۰ جلوس شاھجہانی تک منصب نہ صدی ذات - ھشت صد سوار سے سرفراز اور احمدآباد گجرات میں متعین تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ھزاری ذات - ھزار سوار - اور سنہ ۲۰ جلوس میں منصب دو ھزاری - ھزار و پانصد سوار سے سر فراز ھوا - اور اسی سال انتقال کیا —

راجہ سورج مل

راجہ باسو کا بڑا بیٹا تھا - باپ اس کی حرکتوں سے ہمیشہ ناراض رہتا تھا - چنانچہ اُس نے اس کو قید کر رکھا تھا - باپ کے مرنے کے بعد جہانگیر نے ۱۰۲۲ ھ میں منصب دو ہزاری سے سر فراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا - اور باپ کی کل جاگیر اور وطن کی حکومت پر اُس کو مقتدر کیا - سنہ ۱۱ جلوس میں شاہزادہ خورم کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا - سنہ ۱۲ جلوس میں خلعت و فیل اور کھپوہ مرصع مرحمت ہو کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر متعین ہوا - سنہ ۱۳ جلوس میں نمک حرامی پر کمر باندھکر اپنی جاگیر کا ملک دبا کر بیٹھ گیا - جہانگیر نے راجہ بکر ماجیت کو قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر مامور کیا - اُس نے اول اس کے پہاڑی ملک میں گھس کر شکست پر شکست دی - اور قلعہ مئو وغیرہ کو فتح کر لیا - یہ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں مر گیا - جہانگیر نے اس کے بھائی جگت سنگھہ کو جس کا حال علیحدہ تحریر ہو چکا ہے خطاب راجگی سے موصوف کیا —

رائے سورج سنگھ المعروف بہ راؤ سور بھورتیہ

رائے رائے سنگ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا - باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاھتا تھا * لیکن جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلیپ سنگھ کو جانشین مقرر کیا - اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ ۷ جلوس میں دلیپ سنگھ نے نمک حرامی پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی - تو جہانگیر نے اس کو اس کی سر کوبی کے واسطے روانہ کیا - اس نے بھائی کو شکست دے کر بھگا دیا - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب میں پانصدی کا اضافہ کردیا —

جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ هزاری ذات دوهزار سوار تک پہنچا - شاهجہاں نے پہلے سال جلوس میں علم نقارہ دیگر منصب چہار هزاری ذات دو هزار سوار سے مفتخر کیا - اور خانخانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خاں والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا - متعین کیا - سنہ ۲ جلوس میں خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور هوا سنہ ۳ جلوس میں مہم دکن میں تعینات هوا - اور خدمات نمایاں انجام دیکر سنہ ۴ جلوس ۱۰۴۰ ھ میں انتقال کیا —

---

* دیکھو رائے دلیپ سنگھ کا حال —

ستر سال پسر	راؤ کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے -
راؤسورج سنگھ	راؤ کرن جس کا حال علحدہ لکھا جائےگا -

باپ کا جانشین ہوا - ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا - سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا —

عمدۃ الملک رائے رایان راجہ بکرماجیت

سندر داس

ذات کے برھمن تھے - اول عام منشیوں کے زمرے میں ولی عہد سلطنت شاہزادہ خورم کی سرکار میں ملازم ہوئے اور اپنی حسن لیاقت اور تحریرو تقریر - اور وفاداری کے جوھر سے معمولی محرروں کے زمرے سے منتخب ہوکر امارت کے درجے پر پہنچے - اور میر سامانی کی خدمت پر سرفراز ہوگئے - اور جب اس عالی ہمت نے دیکھا کہ اس زمانے میں وھی شخص ترقی کر سکتا ھے کہ جو ملک گیری کے میدان میں اپنی تلوار کے جوھر اور شجاعت اور بہادری کے کار نامے دکھائے تو قلم کے بجائے تلوار ھاتھ میں لے کر کاغذی میدان سے دلاوری کے میدان میں قدم رکھا - اور شجاعت و بہادری کے ایسے جوھر دکھائے کہ

اس کی کاردانی اور کارگذاری شاهزادہ کے منظور خاطر هوگئی —

سنہ ۹ جلوس جهانگیری میں جهانگیر نے شاهزادہ خورم کو بڑے ساز و سامان کے ساتھہ رانا امر سنگهہ کی تادیب کے واسطے روانہ کیا - اس مهم میں انہوں نے اپنی دلاوری کے خوب جوهر دکھائے - اور رانا کے ملک کو تاخت و تاراج اور اس کی بنیاد مملکت کے ضعیف کرنے میں کوئی کسر اتھا نہ رکھی - اور جب رانا بہت تنگ هوا تو اس نے عفو تقصیر کی التجا کی جهانگیر کی اجازت کے بعد یہ معافی کا فرمان لے کر رانا کے پاس گئے - اور اپنی حسن تدبیر اور شیریں کلامی سے اس وحشی کو رام کر کے معہ کنور کرن اس کے بیتے کے شاهزادہ کی ملازمت میں لے آئے رانا امر سنگهہ نے بادشاہ کی اطاعت کا وعدہ کیا - اور کنور کرن کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا - اور مهم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے هوا - جهانگیر نے اس خدمت کے صلے میں منصب میں اضافہ کر کے خطاب رائے رایاں سے مفتخر کیا —

سفارت بیجاپور

سنہ ۱۲ جلوس میں جوهر اعتبار اور حسن تدبیر سے منتخب هو کر افضل خاں کے ساتھہ ابراهیم عادل شاہ والی بیجاپور

نے دربار میں سفارت پر بھیجے گئے - اور وہاں پہنچ کر اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ پندرہ لاکھ روپیہ نقد اور بہت سے تحفہ تحائف پیشکش میں لے کر واپس ہوے ابراھیم عادل شاہ ان کے منتروں سے ایسا تسخیر ہوا کہ علاوہ شاہی پیشکش کے دو لاکھ روپیہ نقد ان کو علحدہ مرحمت کیا - اس روپیہ سے انہوں نے بندرگوہ سے ایک لعل وزنی ۱۷ مثقال ۱/۲ سرخ جو آب و تاب سنگ و رنگ میں بے نظیر تھا خرید کر کے شاہزادہ کی خدمت میں پیش کیا - شاہزادہ نے اپنی پیشکش کے ساتھ باپ کے نذر کیا جہانگیر نے اس حسن خدمت کے انعام میں ان کے منصب میں ترقی کرکے سب سے معزز خطاب راجہ بکرماجیت سے سر بلند کیا —

سنہ ۱۰۲۶ ھ میں گجرات کا صوبہ شاہزادہ خورم کی جاگیر میں مرحمت ہوا - راجہ بکرماجیت شاہزادہ کی نیابت میں وہاں کی حکومت پر سرفراز ہوے - انہیں ملک گیری کا چٹخارا لگ چکا تھا - راجہ جام اور راجہ بھارا کے ملک پر جن کے راج صوبہ گجرات کی سرحد سے ملے ہوے تھے فوج لے کر جا پہنچے اور ایسا میدان مارا کہ دونوں تابعدار ہو گئے - اور جہانگیری حکومت کی سرحد سمندر سے جا ملی - راؤ بھارا احمد آباد میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر

ہوا - اور چالیس اشرفیاں دو ہزار روپیہ - سو گھوڑے پیشکش کئے —

مہم کانگڑہ

سنہ ۱۲ جلوس میں جہانگیر نے قلعہ کانگڑے کی تسخیر اور راجہ سورج مل پسر راجہ باسو کی تادیب پر مامور کیا - شہباز خاں لودی - ہردے نرائن ہاڈا - رائے پرتھی چند وغیرہ امراء کو ان کی ماتحتی میں ساتھ کیا - رخصت کے وقت راجہ نے زمرد کی تسبیح جس کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی پیشکش کی -- بادشاہ نے خلعت و شمشیر عطا کر کے بدھانہ کا پرگنہ جس کی مالگزاری بائیس لاکھ دام تھی جاگیر میں مرحمت کیا —

اس مہم میں راجہ بکرماجیت نے بکرماجیت کا نام روشن کیا -- اور اس خطاب کی لاج رکھ لی -- اول سورج مل کے ملک پر دھاوا بول دیا -- اور بہت جلد مئو وغیرہ کو فتح کرلیا -- سورج مل اس فوج کی ٹکر نہ اٹھا سکا -- بھاگ کر پہاڑوں میں جا گھسا -- جہانگیر نے اس فتح کا حال سن کر راجہ کے واسطے نقارہ ارسال کیا —

سنہ ۱۴ جلوس میں راجہ کسی مشورے کے واسطے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوے -- اور مشورہ لے کر پھر مہم مذکور پر واپس گئے -- اور نہایت سختی سے قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ شروع کیا - اور بڑی ہوشیاری اور تدبیر کے

ساتھ غلہ کا جانا قلعہ میں بند کر دیا ۔ اور غنیم کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایسا تنگ کیا ۔ کہ اُنھوں نے یکم محرم سنہ ۱۰۳۰ ھ کو جان کی امان کا وعدہ لیکر قلعہ راجہ کے حوالے کر دیا —

قلعہ کانگڑے کی تسخیر کے بعد راجہ بکرماجیت کا دربار میں بہت اعزاز و احترام ہوا ۔ عمدۃ الملک القاب میں داخل ہوا ۔ منصب میں ترقی ہوئی ۔ خلعت و شمشیر اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوے —

مہم دکن

سنہ ۱۵ جلوس میں دکن میں ملک عنبر نے زیادہ ھاتھہ پاؤں پھیلائے ۔ اور بادشاھی علاقہ پر دست درازی شروع کی جہانگیر نے شاہزادہ خورم کو اس مہم پر مامور کیا ۔ شاہزادہ موصوف نے برھان پور پہنچکر تیس ہزار سوار معہ پانچ سرداروں داراب خاں ، عبداللہ خاں ، خواجہ ابو الحسن ، راجہ بھیم ، راجہ بکرماجیت کی ماتحتی میں ملک عنبر کی سرکوبی کے واسطے روانہ کئے ۔ اگرچہ اس کل فوج کی سپہ سالاری برائے نام داراب خاں کے نام تھی لیکن در اصل کل اختیار اور انتظام راجہ بکرماجیت کے ھاتھہ میں تھا ۔ غرض کہ یہ فوج کئی معرکوں کے بعد آٹھویں دن قصبۂ کھرکی میں جو ملک عنبر اور نظام شاہی حکومت کا دارالحکومت تھا جا پہنچی ۔ اور کھرکی کی شاھی عمارتوں کو جڑ سے اُکھڑوا کر پھنکوا دیا ۔ ملک عنبر نے تنگ ہوکر نہایت

عجز وانکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی۔ اور کل شاہی علاقہ جو دیا تھا واپس کرکے چودہ کروڑ دم اس کی مالگذاری کے بابتہ بھی ادا کئے۔ اس کے بعد راجہ نے پچاس لاکھ روپیہ عادل شاہی حکومتوں سے وصول کرکے دربار شاہی میں ارسال کیا۔ اور قصبۂ تھرنی کے پاس ایک نہایت مستحکم قلعہ تعمیر کراکر ظفر نگر کے نام سے موسوم اور حسب الحکم معہ فوج کے اس قلعہ میں مقیم ہوا —

شاہجہاں کا مجبور ہوکر باپ سے باغی ہونا | جہانگیر کے عہد سلطنت خصوصاً آخری عہد میں نور جہاں بیگم کل سلطنت کی مالک بنی بیٹھی تھیں۔ لوازم سلطنت میں صرف خطبہ میں تو بیگم کا نام نہ تھا۔ باقی سب میں بیگم کا نام شامل تھا۔ سکہ پر یہ ضرب ہوتی تھی —

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نور جہاں بادشاہ بیگم زر

اور فرمانوں پر یہ طغرہ ثبت ہوتا تھا۔ "حکم علیۃ العالیہ نور جہاں بیگم بادشاہ"

پھر یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ خود بادشاہ کہنے لگے۔ "کہ میں نے سلطنت نور جہاں کو بخش دی۔ مجھے سیر بھر شراب۔ اور آدھ سیر گوشت کے سوا کچھ نہیں چاہئے" جب جہانگیر کی مستی اور مدہوشی سے اُسے بیماریوں نے آ گھیرا تو یہ شاہ مزاج اور دور اندیش بیگم ایسی تدبیریں سوچنے لگی۔ کہ جس سے جہانگیر کے بعد بھی

سلطنت اسی کے قبضہ اور اقتدار میں رہے - اُس کی ایک بیٹی شیر افگن خاں پہلے شوہر سے تھی اس کی شادی سنہ ۱۰۳۰ ھ میں جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہریار سے کردی اور اس فکر میں ہوئی کہ شاہجہاں کی جگہ شہریار کی سلطنت کی بنیاد ڈالے - اب تک وہ معاملے میں اپنے بھائی آصف خاں کے داماد ہونے کی وجہ سے شاہجہاں کی طرف دار تھی اب بقول شخصے —

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

صد حجاب از دل بہ سوے دیدہ شد

شاہجہاں کی جڑ اکھیڑنے کی تدبیروں میں مصروف ہوئی - پہلی کوشش یہ ہوئی کہ سنہ ۱۰۳۱ ھ میں شاہجہاں دربار میں طلب ہوے - کہ مہم قندھار پر جاکر ملک موروثی کو زیر نگیں کریں - جب شاہجہاں نے دربار میں حاضر ہوکر اس خدمت کو قبول کرلیا - اور یہ وار خالی گیا تو جوڑ توڑ لگا کر دھولپور کے علاقہ پر شہریار اور شاہجہاں کے امیروں میں تلوار چلوادی - اور اس واقعہ کو اس طرح بادشاہ کے گوش گذار کیا - کہ بادشاہ کا دل اپنے پیارے بیٹے سے پھر گیا - شاہجہاں نے افضل خاں اپنے دیوان کو بھیجا - اور بہت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی عرضی لکھی - یہاں آتے ہی افضل خاں قید ہوگیا - بیگم

نے بادشاہ کو بہت سا اکسا بجھا کر کہا کہ شاہجہاں کا دماغ بہت بلند ہوا ہے اسے قرار واقعی نصیحت دینی چاہئیے - سنت الست بادشاہ نے اپنے عالم میں خدا جانے کچھہ ہوں ہاں درمدی ہوئی - فوراً فوج کو تیاری کا حکم پہنچا - اور امرا کو حکم دیا - کہ شاہجہاں کو گرفتار کر لاؤ - بیگم کو معلوم تھا کہ اُس کے بھائی آصف خاں اور مہابت خاں میں لال ہے - اس نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک مہابت خاں سپہ سالار نہ ہوگا - مہم کا بندوبست نہ ہوگا - مہابت خاں نے کابل سے لکھا کہ اگر شاہجہاں سے لڑنا ہے - تو پہلے آصف خاں کو نکالئے جب تک وہ دربار میں ہے - فدوی کچھہ نہ کر سکے گا - آصف فوراً بنگالے بھیجے گئے - مہابت خاں سپہ سالار شاہجہاں کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہوے - پیچھے پیچھے بادشاہ بھی لاہور سے آگرہ چلے - غرضکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ شاہجہاں سا سعادت مند اور فرمان بردار بیٹا مجبور ہو کر باپ سے باغی ہو گیا —

بیگم نے مہابت خاں کے ساتھہ شاہزادہ مراد کو بھی بھائی کے مقابلے پر بھیجا - کیا اچھی چال تھی - کہ دونوں میں جو مارا جاے - شہریار کے لئے ایک پہلو صاف ہو جاے —

غرض جب دونوں لشکر جرار قریب پہنچے تو

مقابلے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ بادشاہی لشکر میں تھا۔ راجہ بکرماجیت نے جوڑ توڑ لگا کر اسے توڑ لیا۔ اور اس نے موقع ملنے پر بادشاہی لشکر سے شاہزادہ کے لشکر میں چلے آنے کا وعدہ کر لیا۔ اس راز سے سوائے شاہزادہ اور راجہ بکرماجیت اور عبداللہ خاں کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں۔ عبداللہ خاں گھوڑا بڑھا کر راجہ بکرماجیت کے پاس چلا آیا۔ راجہ بکرماجیت اُسے لیکر داراب خاں کے پاس گیا تاکہ اس واقعہ کی اس کو بھی اطلاع ہو جائے۔ جب وہاں سے تین چار آدمیوں کے ساتھ واپس آرہا تھا راستے میں فرشتہ اجل نے آدبایا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب عبداللہ خاں گھوڑا بڑھا کر راجہ بکرماجیت سے جا ملا۔ نوازش خاں پسر سعید خاں چغتا جو اُس کے ساتھ فوج ہراول میں متعین تھا یہ سمجھا کہ عبداللہ خاں دھاوا کرکے فوج مخالف میں جا گھسا ہے۔ اس کے جوش بہادری نے بھی زور مارا۔ اور اپنے سواروں کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ راستے میں راجہ بکرماجیت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اِس موقع پر راجہ اگر بھاگنا چاہتا تو بخوبی بھاگ کر اپنی فوج سے جاملتا۔ مگر اُس نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا۔ اور میدان ہمت میں قدم جما کر مقابلہ پر آمادہ ہوگیا۔ کچھ لوگ اور بھی مدد کو آپہونچے

اگرچہ اُس نے نہایت شجاعت و بہادری دکھائی ۔ مگر موت کا وقت آپہونچا تھا - ایسی حالت میں نہ تدبیر چلتی ہے نہ شمشیر کام دیتی ہے - آخر کار فوج مخالف سے ایک تیر آکر اُس کی پیشانی پر لگا - جس نے تیر اجل کا کام دیکر اس بے نظیر بہادر کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا - اس کے مارے جانے کے بعد دونوں لشکروں میں کشت و خون ہوا - بڑے بڑے امیر مارے گئے مگر شاہجہاں کی فوج کو شکست نصیب ہوئی اور وہ راجہ بکرماجیت کے مارے جانے اور فوج کے شکست کھانے سے نہایت شکستہ دل ہو کر دکن کی طرف روانہ ہوا —

راجہ بکرماجیت اس زمانے کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری سے سر فراز تھا - افسوس ہے کہ اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی - اس کا بھائی کنہر داس اس کی نیابت میں صوبہ گجرات کی حکومت پر سر فراز تھا —

راجہ سارنگ دیو

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب ہفت صدی پر سر فراز ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہشت صدی ذات - چہار صد سوار پر ترقی پائی سنہ ۱۷ جلوس میں خطاب راجگی مرحمت ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات شش صد سوار پر مفتخر ہوا —

شاهجہاں کے عہد سلطنت میں سنہ ۲ جلوس میں قلعہ عنبر کوٹ کے معرکہ میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں کو پسپا کرتا ہوا قلعہ کے اندر پہونچ گیا - آخر کار قلعہ فتح ہو گیا —

سنہ ۸ جلوس میں جھجہار سنگھہ بندیلہ کی سر کوبی کے واسطے مامور ہوا - پھر کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

راجہ موصوف نہایت ہوشیار - عقلمند - اور صاحب تدبیر امیر تھا - جہانگیر کے عہد میں کثر منصب سفارت پر مامور ہوا - اور کار مفوضہ کو نہایت عقلمندی سے انجام دیا - پرتھی راج اس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا —

راجہ سنگرام

جموں کا راجہ تھا - سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری میں منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا — اور خلعت و فیل مرحمت ہوا - سنہ ۱۵ جلوس میں پرگنہ جموں جاگیر میں عطا ہوا - اور منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار سے سر بلند ہوکر قاسم خان کے ساتھہ کانگڑے میں متعین ہوا - شاہجہاں کے عہد میں

سنہ ۶ جلوس میں قلعہ دولت آباد کے محاصرے میں - اور سنہ ۷ جلوس میں قلعہ پرلیدہ کی تسخیر میں کارہائے نمایاں انجام دیے —

سنگرام گونڈ

قوم کا گونڈ اور ظفور صوبہ مالوہ کا زمیندار تھا - سنہ ۶ جلوس شاہجہانی میں خان دوران خان بہادر کے ہمراہ صوبۂ مالوہ میں متعین ہوا - جب خان موصوف نے قلعہ کہاتا کویری کا جو دواگیرتوہ بھیل کے قبضہ میں تھا محاصرہ کیا تو سنگرام کے توسل سے دواگیرتھہ مذکور نے قلعہ خان موصوف کے حوالے کردیا —

سنہ ۸ جلوس میں ججہار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اس مہم کے ختم ہونے کے بعد کیپا زمیندار چاندہ سے پیشکش وصول کرنے پر تعینات ہوا - پانچ لاکھ روپیہ نقد پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نقد و جلس فوج متعینہ کے واسطے وصول کرکے واپس آیا اور دو ہاتوی روپ سالکار - اور بھوج نامی اہی پیشکش میں وصول کرکے لایا - اور آئندہ کے واسطے یہ قرار پایا - کہ کیپا ہر سال پانچ ہاتھی - پندرہ ہتنیاں دربار میں بطور پیشکش ارسال کیا کرے یا بالعوض ان کے اسی ہزار روپیہ نقد داخل خزانہ کیا کرے - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز کیا اور خان دوران خاں کے ساتھہ مہم دکن میں متعین کیا - اس کے بعد منصب ہزار و

پانصدی ذات - شش صد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۵ جلوس میں مرگیا - اس کے مرنے کے بعد اس کے غلام مارو گونڈ نے اس کے خورد سال بیٹے بھوپت کو قید کرلیا - بادشاہ نے سنہ ۱۷ جلوس میں خان دوران خان کو اس کی تنبیہہ کے واسطے حکم بھیجا - اس نے دُنور کا محاصرہ کرکے قلعہ فتح کرلیا اور بھوپت کو قید سے چھڑادیا —

ستر سال کچھواھا

مادھو سنگھ کچھواھہ کا بیٹا اور راجہ بھگوان داس کا پوتا تھا - اخیر عہد جہانگیری تک منصب هزار و پانصدی سے سرفراز تھا - پہلے سال جلوس شاھجہانی میں خانجہان لودی کے ساتھ ججھار سنگھ بندیلہ کی سر کوبی پر متعین ھوا - سنہ ۳ جلوس میں راجہ گج سنگھ کے ساتھ مہم دکن میں مامور ھوا اور نظام شاھی فوج کے مقابلہ میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا —

بھیم سنگھ و انند سنگھ	(۱) بھیم سنگھ - (۲) انند سنگھ - (۳) اگر سین - (۴) عجب سنگھ -

چار بیٹے تھے - بھیم سنگھ اور انند سنگھ دو بیٹے ۔۔۔ کے ساتھ سنہ ۳ جلوس کی مہم دکن میں شریک تھے اور نہایت بہادری سے لڑ کر مارے گئے —

اگر سین کچھواھا	اگر سین کو بادشاہ نے منصب شش صدی ذات - سہ صد سوار سے سرفراز کیا -

سنہ ۱۱ جلوس میں مہم قندھار پر مامور کیا - سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں پر متعین ھوا - سنہ ۲۰ جلوس میں منصب شش صدی ذات - چہار صد سوار سے مفتخر ھوا —

عجب سنگھ کچھواھا	عجب سنگھ منصب ھشت صدی ذات - سہ صد سوار سے سر بلند ھوا اور خدمات

نمایاں انجام دے کر سنہ ۹ جلوس میں انتقال کیا —

راو ستر سال ھاڈا

گوپی ناتھ	راؤ رتن ھاڈا کا پوتا تھا - اس کا باپ گوپی ناتھ بہت لاغر مگر اس قدر شہزور تھا کہ جب درخت

کے موٹے موٹے گدوں کے درمیان میں بیٹھ کر پیٹ اور پاؤں کو اڑا کر زور کرتا تو دونوں گدے ایک دوسرے سے جدا ھوکر گر پڑتے تھے - اسے اسی قسم کی زور آزمائی کا شوق تھا - آخر کار انہی شہزوریوں سے بیمار ھوکر اپنے باپ کی زندگی ھی میں مرگیا —

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سنہ ۱۰۴۰ ھ ۴ جلوس شاھجہانی میں بادشاہ نے راؤ ستر سال کو جو گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا - اس کا جانشین مقرر کر کے منصب سہ ھزاری

ذات ۔ دو ہزار سوار سے سرفراز کیا ۔ اور خطاب راؤ سے مفتخر کر کے بوندی ۔ اور قرب و جوار کے پرگنات جاگیر میں مرحمت فرمائے —

جب راؤ ستر سال بالا گھاٹ سے دربار میں حاضر ہوا چالیس ہاتھی پیشکش کئے ۔ بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کر کے بقیہ ہاتھی راؤ موصوف کو واپس کردئے اور خلعت فاخرہ اور علم اور نقارہ اسپ معہ زین نقرہ کے عطا کیا —

سنہ ۲ جلوس میں محاصرہ قلعہ دولت آباد ۔ سنہ ۷ جلوس میں تسخیر قلعہ پرنیدہ میں شریک ہو کر شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے ۔ اور اس کے صلے میں سنہ ۱۰ جلوس میں خان زماں خاں صوبہ‌دار بالا گھاٹ کا نائب مقرر ہو کر بالا گھاٹ میں متعین ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں مہم قندھار میں شریک ہوا ۔ سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا ۔ سنہ ۲۱ جلوس میں وہاں سے واپس آکر رخصت ہو کر وطن روانہ ہوا —

سنہ ۲۲ جلوس میں واپس آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات ۔ سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا ۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا ۔ اور رستم خاں اور قلیچ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ بست میں نہایت بہادری

اور بے جگری سے خدمتیں انجام دیں۔

سنہ ۲۵ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ اور سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۹ جلوس میں شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھہ دکن میں متعین ہوا - اور قلعہ بدر اور قلعہ کلیانی کے معرکوں میں خدمات نمایاں انجام دیں —

سنہ ۳۱ جلوس میں جب شاہجہاں بیمار ہوا۔ داراشکوہ نے کار و بار سلطنت میں دخیل ہوکر جملہ اُمرائے متعین دکن کو دربار میں طلب کر لیا - راؤ ستر سال بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے روانہ ہوا اور داراشکوہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشیران خاص میں شامل ہوا عاقل خاں رازی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے " کہ چونکہ دارا شکوہ کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے لڑائی بھڑائی کی بالکل لیاقت نہ تھی اور اُسکی اکثر تدبیریں نامناسب اور خلاف عقل ہوتی تھیں اِس لئے خاندان کے خیرخواہوں نے ہر چند عرض کیا کہ یہ جو آگ بھڑک گئی ہے (یعنی شجاع اور اورنگ‌زیب اور مرادبخش بادشاہ کی بیماری کی خبر سنکر اپنی اپنی فوجوں کے ساتھہ دارالخلافت کی طرف آرہے ہیں) آب تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اِس میں بادشاہ

کو ایک فریق بنانا مناسب نہیں ہے - اورنگ زیب اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہئیے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُن سے علیحدہ ہو جائینگے - تو اُن میں خود ہی لڑنیکی طاقت نہ رہیگی - بادشاہ نے بھی اِس راے کو بہت پسند کیا - مگر دارا شکوہ نے راؤستر سال اور رام سنگھہ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس راے کو نفاق پر محمول کر کے علانیہ کوہ اتھا - من عنقریب این کوتهہ پائچہ هارا (یعنی شرعی پائچوں والے مسلمان امیروں کو) درحلیب (اردلی) - مترسال خوهم وانید " اِس فقرے کے سنتے ہی سب اُمرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہو کر در پردہ فریق ثانی کے طرفدار ہو گئے ـــ

غرضکہ اورنگزیب معرکہ اُجین* میں جسونت سنگھہ سے میدان مار کر ایک غیر معروف * گھات سے چنبل اُتر آیا اور آگرہ کے قریب موضع سموگدہ میں پڑاؤ ڈال کر مورچے جماے - دارا شکوہ بھی دھولپور سے اپنے مورچے چھوڑ کر آن پہنچا اور اورنگزیب کے لشکر اور آگرہ کے مابین جمنا کے کنارے ڈیرے آن لگائے - شاہجہان نے جو حتی الامکان لڑائی کو روکنا چاہتا تھا باوجود ضعف و نقاہت اور سخت گرمی

---

* اس لڑائی کا حال مہاراجہ جسونت سنگھہ کے حال میں دیکھو ـــ

† دیکھو مہا سنگھہ بھدوریہ کا حال ـــ

کے موسم کے یہ چاہا کہ خود جاکر دونوں لشکروں کے
درمیان میں اُتر پڑے - یہاں تک کہ پیش خیمہ بھی
بھیجدیا - اور بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بسواری
کشتی موقع فساد پر پہونچنا چاہا - مگر دارا شکوہ نے
اس تجویز کو اپنے مدعا کے خلاف تصور کر کے عمل میں
نہ آنے دیا - تین چار روز تک دونوں لشکر آمنے سامنے
پڑے رہے - اِس عرصے میں شاہجہاں نے دارا شکوہ کو
خط پر خط بھیجے کہ سلیمان شکوہ قریب پہونچگیا ہے -
بے موقع جلدی نہ کرنا اور سلیمان شکوہ کے آنے تک
لشکر کو کسی مناسب جگہہ پر ٹھیرا کر اردگرد خندق
کھدوا کر مورچے قائم کرلینا مگر دارا شکوہ نے جواب
میں صرف یہ لکھہ بھیجا کہ حضور کچھہ اندیشہ نہ
فرمائیں انشاء اللہ تعالی تین دن نہ گزرنے پاویں گے کہ
اورنگ زیب اور مراد بخش کو ہاتھہ پاؤں باندھکر حاضر
کردوں گا - آخر کار ۷ - رمضان سنہ ۱۰۶۸ ھ کو صف آرائی
ہوکر لڑائی شروع ہوگئی - اول گولہ چلنا شروع ہوا -
اور پھر دارا شکوہ نے نہایت شجاعت و دلیری سے
دھاوا بول دیا راؤ سترسال ہاڑہ - رام سنگھہ راٹھور -
روپ سنگھہ راٹھور اور بہت سے راجپوت اس تیزی سے
بڑھے کہ اورنگ زیب کی توپوں تک جا پہونچے -
اور صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے اورنگ زیب اور مرادبخش

تک پہنچ گئے - اور فریقین اس شدت سے لڑے کہ جس قدر سپاهی مارے جاتے اسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا - آخر کار اورنگ‌زیب کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور سواروں نے بھاگنا شروع کیا - اورنگ زیب نے جو هاتھی پر سوار تھا هر چاله سپاه کے قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کچھه فائدہ نہ هوا - مگر واہ‌رے اورنگ زیب تیری دلاوری اور استقلال جب دیکھا کہ تمام فوج بھاگ گئی اور جو لوگ اب‌تک میدان میں جمے هوے هیں وہ بھی ایک هزار سے زیادہ نہیں تو نہایت استقلال سے اپنے سرداروں کے نام لیکر پکارا "- کہ بہادرو خدا پر نظر رکھو - خدا تمہارے ساتھه هے - بھاگنے سے کیا هوگا - خدا سب جگہ هے کیا تم نہیں جانتے کہ ملک دکن کس قدر دور هے -" اور حکم دیا کہ همارے هاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی جاوے بادشاہ کی اس تقریر کو سن کر اس کے رفقا اور جانثاروں نے وفاداری کی قسم کھائی اور نہایت اصرار سے اُس کو اس ارادہ سے باز رکھا - اس عرصے میں دارا شکوہ کو معلوم هوا کہ رستم خاں اور ستر سال نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر کام آئے - اور رام سنگھه بھی گھر گیا هے - دارا شکوہ اُس کی مدد کے واسطے اُدھر روانہ هوا لیکن اُس کے پہونچنے سے پہلے اُس کا کام تمام هو گیا - ان سرداروں کے مارے جانے کا اُس کے دل

پر بہت بڑا اثر پڑا اُسی وقت خلیل اللہ خاں نے جو اُس کے دائیں پرے کا سردار تھا اور جو در پردہ اورنگ زیب سے ملا ہوا تھا آکر کہا کہ حضور ایسے موقع پر جب کہ تیر اور گولیوں کی بوچھار ہو رہی ہے۔ اتنے بڑے ہاتھی پر کیوں سوار ہیں خدا کے واسطے جلد اُتر آئیے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو لیجیے اب لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ صرف بھگوڑوں کا تعاقب باقی ہے۔ ناتجربہ کار شاہزادہ اس فریب میں آ گیا۔ اور ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اُس کا ہاتھی سے اُترنا گویا اوج سلطنت سے گرنا تھا۔ تمام فوج میں مارے جانے کی افواہ اُڑ گئی۔ اور تمام فوج حواس باختہ ہو کر تتر بتر ہو گئی اور پاؤ گھنٹہ کے عرصے میں غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہو گیا۔ اورنگ زیب کے استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا سچ ہے—

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

بیچارہ اور بد قسمت دارا شکوہ شکست کھا کر آگرہ آیا۔ مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا۔ اور آدھی رات کے وقت معہ اپنی بیگم اور سپہر شکوہ اپنے بیٹے تین چار سو رفیقوں کے ساتھ دہلی کی طرف چل دیا۔

راؤ ستر سال کے علاوہ اور بھی بہت سے راجپوت

سردار اس معرکہ میں اپنی بے نظیر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھا کر کام آے - راؤ بھاؤ سنگھہ راؤ ستر سال کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا جا چکا ھے —

راجہ سیو رام گوڑ *

رام بلرام | راجہ بلرام کا بیٹا تھا - جو شاھجہاں کے ایام شاھزادگی کے رفیقوں میں سے تھا - اور معرکۂ تہتہ میں شاھزادۂ موصوف کی رفاقت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر معہ اپنے باپ راجہ گوپال داس گوڑ کے مارا گیا † —

شاھجہاں نے تخت نشین ھو کر سیو رام کو منصب ھزاری ذات - پانصد سوار پر سرفراز کیا —

سنہ ۹ جلوس میں منصب ھزار و پانصدی ذات - ھزار سوار پر مفتخر ھو کر دھندیرہ (صوبہ مالوہ) کی تیولداری پر سر بلند ھوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں اندر من زمیندار دھندیرہ نے جمعیت فراھم کر کے سیو رام پر حملہ کیا - اور کل ولایت

---

* بعض جگہہ شیو رام گوڑ لکھا ھے -

† دیکھو راجہ بیٹھلداس گوڑ کا حال —

دھندیرہ پر قابض ہو گیا - بادشاہ نے یہ حال سن کر راجہ بیتھلداس اور سید عبدالماجد امروھوی - عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ وغیرہ کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا —

سنہ ۱۷ جلوس میں آسیر کا قلعدار مقرر ہوا -

سنہ ۱۹ جلوس میں شاھزادۂ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں میں تعینات ہوا - سنہ ۲۰ جلوس میں کابل کا قلعدار مقرر ہوا - سنہ ۲۱ میں پھر بلخ کو روانہ کیا گیا - سنہ ۲۲ میں اول مرتبہ قندھار میں شریک ہوا —

سنہ ۲۵ جلوس میں اپنے چچا راجہ بیتھلداس کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے مفتخر ہوکر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا —

۲۶ جلوس میں شاھزادۂ دارا شکوہ کے ساتھہ مہم قندھار - اور سنہ ۲۸ میں علامی سعداللہ خاں کے ساتھہ چتوڑ میں شریک ہوکر خدمات نمایاں بجا لایا —

سنہ ۳۱ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار پر سربلند ہوکر مانڈو کا قلعدار مقرر ہوا - جب اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج مانڈو کے قریب آ گئی تو خوف زدہ ہوکر مہاراجہ جسونت سنگھہ کے لشکر میں بھاگ آیا - اور معرکۂ اجین میں شریک ہوا - اس کے بعد سموگدہ کی لڑائی میں دارا شکوہ

کی رفاقت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر
مارا گیا —

سبھان سنگھہ سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا - اور رانا امر سنگھہ کا پوتا تھا - سنہ ۱۰ جلوس شاہجہانی تک منصب ھشت صدی سہ صد سوار پہ سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں منصب هزاری ذات پانصد سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۹ جلوس میں شاهزادہ مراد بخش کے ساتھہ مہم بلخ و بدخشاں پر متعین ھوا - سنہ ۲۲ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هفت صد سوار پر مفتخر ھوکر شاهزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار میں مامور ھوا - سنہ ۲۵ جلوس میں منصب دو هزاری ذات هشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ - اور سنہ ۲۶ جلوس میں تیسری مرتبہ مہم قندھار میں شریک ھوا - سنہ ۲۹ جلوس میں اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھہ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ھوا - سنہ ۳۰ جلوس میں معظم خاں کے ساتھہ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن روانہ ھوا —

جب شاهجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ

نے جملہ اُمرائے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا - دارا شکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ مالوہ میں تعینات کیا - جنگ اجین میں مہا راجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا - اور نہایت بے لطیر شجاعت کے ساتھہ رام رام کرتا ہوا اورنگ زیب کے توپ خانے میں جا پڑا - اور ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر اپنی جاں کو حق نمک پر فدا کر گیا —

فتح سنگھہ | سبھان سنگھہ کا بیٹا فتح سنگھہ ملازمت شاہی میں داخل اور منصب قابل پر سرفراز تھا —

راجہ سبھان سنگھہ بندیلہ

راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ کا بیٹا تھا - سنہ ۲۸ جلوس شاہجہانی میں باپ کے مرنے کے بعد اس کا جانشین مقرر ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہا راجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ صوبۂ مالوہ میں متعین ہوا - معرکۂ اجین میں مہا راجہ جسونت سنگھہ کے لشکر میں تھا لیکن لڑائی شروع ہونے کے بعد فریق مخالف کا غلبہ دیکھہ کر کھسک گیا - اور بھاگ کر اپنے وطن جا پہنچا - سموگدہ کی لڑائی کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا - اور کھجوہ کی لڑائی میں

جو شاهزادۂ شجاع سے هوئی - شریک هوکر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا —

سنہ ۴ جلوس میں خانخانان میرجملہ کے ساتھہ مہم آسام اور کوچ بہار میں متعین هوا - اور اس مہم کے اکثر معرکوں میں نہایت شجاعت و بہادری سے غنیم کو پسپا کیا - خصوصاً متھرا پور کی لڑائی میں چارانگ کے راجہ کو جو آسام کا ایک بہت بڑا ذیلدار تھا - اور جس نے متھرا پور کے نزدیک مورچے آن جمائے تھے - ایک سخت لڑائی لڑکر بھگا دیا —

سنہ ۷ جلوس میں راجہ جے سنگھہ اور دلیر خاں کے ساتھہ سیواجی کی سرکوبی پر متعین هوا - اس کے بعد راجہ موصوف کے ساتھہ مہم بیجا پور میں شریک هوا —

سنہ ۲۳ جلوس میں قلعۂ سیوانہ سیوا جی سے فتح کرلیا - اور اس کے صلے میں فرمان تحسین اور اضافہ منصب کا دربار سے صادر هوا —

سنہ ۲۴ جلوس میں شاهزادۂ شاہ عالم کے ساتھہ شاهزادۂ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور هوا - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

سبل سنگھہ سیسودیہ

رانا امر سنگھہ کا پوتا تھا - اول شاهزادۂ شکوہ کی سرکار میں ملازم تھا - سنہ ۲۳ جلوس میں ملازمان شاهی

میں منسلک ہوکر منصب دوهزاری ذات - هزار سوار پر مفتخر
هوا - سنہ ۲۵ جلوس میں پانصدی کا اضافہ هوکر علم سرحمت
هوا - اور مہم قندهار میں تعینات هوا - سنہ ۲۶ جلوس میں
دارا شکوہ کے ساتھہ دربارہ مہم قندهار پر روانہ هوا —
عالمگیر کے عہد میں کھجوہ کی لڑائی میں شریک تھا - اس کے
بعد خانخانان میر جملہ کے ساتھہ مہم آسام میں متعین هوا —

ستر سال بندیلہ

چنپت بندیلہ

چنپت بندیلہ کا بیٹا تھا - چنپت مذکور
جھجھار سنگھہ بندیلہ کے مارے جانے کے بعد
اوندچھہ کے قرب و جوار میں لوٹ مار میں ایام گذاری کرتا تھا -
سنہ ۱۱ جلوس میں عبداللہ خاں فیروز جنگ اور اس کے بعد
راجہ پہاڑ سنگھہ بندیلہ اس کی تنبیہ پر مامور هوے چنپت نے
تنگ هوکر اپنے عفو تقصیر کی التجا کی اور اول راجہ پہاڑ سنگھہ
اور اس کے بعد شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت اختیار کی —
سنہ ۱۰۶۸ ھ میں سبھکرن بندیلہ کی سفارش سے
ملازمت عالمگیری میں داخل هوا - لیکن تھوڑے دنوں بعد
لاهور سے اپنے مکان کو بھاگ گیا - اور پھر لوٹ مار کا
پیشہ اختیار کرلیا - بادشاہ نے سبھکرن بندیلہ اور اس کے
بعد راجہ دیبی سنگھہ کو اس کی سرکوبی کے واسطے
روانہ کیا - چنپت موضع سہرہ میں جا چھپا - وهاں کے
لوگوں نے ڈر کے مارے اس کا سر کاٹ کر راجہ دیبی سنگھہ
کے پاس بھیج دیا —

ستر سال چنپت کا بیٹا منصب دار تھا - جب باپ کے مارے جانے کا حال سنا - دربار سے بھاگ کر سیواجی کے پاس پہنچا - جب اس نے پناہ دینے سے انکار کیا وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن پہنچا - اور باپ کی قزاقی کا پیشہ اختیار کیا عالمگیر نے سنہ ۲۲ جلوس میں راجہ جسونت سنگھ بندیلہ کو اس کی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا - ستر سال اس کے پاس حاضر ہوگیا - اور اس کے ساتھ دربار میں چلا آیا - اور نہایت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی بادشاہ نے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں منسلک کیا —

سنہ ۴۴ جلوس قلعہ ستارہ عرف اعظم تارا کا قلعدار مقرر ہوا -

سنہ ۴۸ جلوس میں ملازمت ترک کر کے اپنے وطن چلا گیا —

سنہ ۴۹ جلوس میں حاضر دربار ہوا - اور فیروز جنگ بہادر کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب چہار ہزاری پر سرفراز ہوا —

عالمگیر کی وفات کے بعد پھر نوکری چھوڑ کر چلا گیا اور بہادر شاہ کے عہد میں باوجود کئی مرتبہ طلب ہونے کے حاضر دربار نہیں ہوا - محمد شاہ کے عہد میں مرہٹوں کے ساتھ شامل ہو کر محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ سے برسر پیکار ہوا - آخر صلح ہوگئی —

کنور خان چلد | ستر سال بہت کثیرالاولاد تھا اس کا ایک بیٹا کنور خان چند نواب نظام الملک آصف جاہ

کے ساتھہ دکن چلا گیا - نواب موصوف نے پرگنہ شیرپور مضافات صوبہ برار اس کو جاگیر میں مرحمت کیا وہ اپنی اخیر زندگی تک خدمات شاہی میں سرگرم رہا -

راجہ ساہوجی بھونسلا

سنبھا جی کا بیٹا - اور سیواجی مرہٹہ کا پوتا تھا - سنہ ۱۰۱۱ ھ میں ساتھہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھہ قید ہوکر دربار عالمگیری میں آیا - بادشاہ نے اس کی جان بخشی کر کے منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار سے سرفراز کیا - اور خطاب راجگی سے مرصرت کر کے خلعت و جمدھر مرصع اور اسپ و فیل - اور علم و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر کیا - اور اس کی سرکار کے واسطے دیوان بخشی - خانساماں غرض کہ جملہ عملہ علحدہ مقرر کر کے ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو اس کا اتالیق مقرر کیا - اور منصب کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز پرگنے جاگیر میں مرحمت کئے اور ہمیشہ احاطۂ گلال بار (جہاں شاہی خیمے نصب ہوتے تھے) میں اس کے ڈیرے نصب کئے جانے کا حکم صادر کیا - سنہ ۴۷ جلوس میں اڑیسی نگھین اور سونے کی پہونچی جس میں الماس

جڑے ہوئے تھے ۔ اور پانچ سونے کی انگوٹھیاں جڑاؤ
اور جمدھر اور اسپ معہ زین طلا کے عطا کیا ۔ سنہ ۳۸
جلوس میں بہادر جی کی لڑکی سے نہایت دھوم دھام سے
شادی کردی اور کہر بلد مرصع اور سرپیچ میناکار اور
جیغہ مرصع قیمتی دس ہزار روپے مرحمت کیا —

غرض کہ سنہ ۱۱۱۷ ھ تک بادشاہ نہایت ناز و نعمت
سے ساہوجی کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرتے رہے اور
کبھی اس کو احاطۂ گلال بار سے باہر نہیں کیا ۔ کوچ و
مقام سب جگہہ اپنے ساتھہ رکھا ۔ جب سنہ ۱۱۱۷ ھ میں
ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ قلعہ بخشندہ کی تسخیر
پر متعین ہوا وہ بادشاہ سے عرض کرکے اس کو اپنے
ساتھہ لے گیا اسی سال بادشاہ نے انتقال کیا ۔ خان موصوف
نے شاہزادہ محمد اعظم شاہ سے سفارش کرکے راجہ ساہوجی
کو مطلق العنان کردیا ۔ اکثر مرہٹے سردار اس سے آن
ملے ۔ ساہوجی نہایت شان و شوکت سے روانہ ہوکر اول
اس مقام پر پہنچا جہاں بادشاہ نے انتقال کیا تھا ۔ اور
بہت سا کھانا پکواکر اور اس پر بادشاہ مرحوم کی فاتحہ دلاکر
نقد روپیہ کے ساتھہ فقرا مساکین میں تقسیم کرایا ۔ اور
بیس ہزار سواروں کے ساتھہ وہاں سے چل کر خلدآباد میں
بادشاہ مرحوم کے مزار پر حاضر ہوا ۔ اور بہت سی خیرات
کرکے وہاں سے کوچ کردیا ۔ اور صدر مقام پر پہنچ گیا —
اس دن سے مرہٹوں کا زور برابر بڑھتا گیا ۔ اور

عالمگیر کا یہ فیاضانہ برتاؤ آخر میں " الغی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خرد مندان نیست " کا مصداق ہو کر سلطنت مغلیہ کی بربادی کا باعث ہوا —

ساھوجی اور اس کے بھائیوں اور اس کی ماں اور دادی کے ساتھہ جو فیاضانہ برتاؤ عالمگیر نے کیا اس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں تو بے نظیر ہے بلکہ اس عہد تک کی کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں بھی ملنا مشکل ہے - ساھوجی کے علاوہ مدن سنگھہ اور اودے سنگھہ اس کے چھوٹے بھائیوں اور اس کی ماں اور دادی وغیرہ کے ساتھہ جو قیدیوں میں شامل تھے نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا گیا - عورتوں کو احاطہ گلال بار کے اندر علحدہ خیموں میں اتارا - اور سب کے واسطے علحدہ علحدہ بیش قرار منصب اور وظیفے مقرر کر کے قلعۂ دولت آباد میں رہنے کا حکم صادر کیا - اور سب کے واسطے متصدی اور خدمتگار علحدہ علحدہ مقرر کردئے —

راؤ سبھکرن بندیلہ

بھگوان داس پسر مہاراجہ نرسنگھہ دیو کا بیٹا تھا - ایام شاھزادگی میں اورنگ زیب نے اس کو وطن سے بلاکر اپنی ملازمت میں منسلک کر کے منصب ہزاری پر سرفراز کیا - اس کی دلاوری اور حسن تدبیر سے وہ ملک نتم

هوکر مملکت شاهی میں شامل هوا —

جنگ اُجین - اور معرکہ سموگڑہ - اور محاربہ کھجوہ میں راؤ سبھکرن نے اورنگ زیب کی خدمت میں نہایت جاںفشانی اور گرمجوشی سے خدمتیں انجام دیں - اس کے بعد چانپت بندیلہ کی سرکوبی پر متعین هوا - سنہ ۷ و ۸ جلوس میں مرزا راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ مہم سیواجی اور بیجاپور میں شریک هوا - سنہ ۱۰ جلوس میں کسی بات پر راجہ موصوف سے بردداشتہ خاطر هوکر دربار میں چلا آیا - اور محمد امین خان ناظم صوبۂ کابل کے ساتھہ کابل میں تعینات هوا سنہ ۱۱ جلوس میں وهاں سے طلب هوکر پھر دکن پر مامور هوا - اس کے بعد راتھہ صوبہ کی فوجداری پر سرفراز هوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں دلیر خان کے ساتھہ بہادر گڑہ میں خدمات شاهی بجالا رہا تھا - کہ بیمار هوگیا - اور رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ هوا - اور وهاں پہونچکر سنہ ۲۱ جلوس میں انتقال کیا - راؤ دلیپ سنگھہ اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے —

سلطان جی

دھیراج هندوفت راؤ	مرهٹوں کا مشہور سردار اور راجہ ساهوجی کا سپہ سالار تھا - نواب

نظام الملک آصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانے میں مبارز خان کی لڑائی کے بعد بادشاہی ملازمت میں داخل ہوا - اور منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہو کر تیولداری سرکار بیڑ - اور بعضے محالات سرکار فتح آباد صوبہ اورنگ آباد - اور پرگنہ دیولی پاتری صوبۂ برار پر مفتخر ہوا - تین ہزار سوار ہمیشہ اس کی ملازمت میں رہتے تھے - سنہ ۱۱۶۱ ھ میں اس نے انتقال کیا - اس کے انتقال کے بعد ہنونت راؤ اس کا جانشین مقرر ہو کر نواب صلابت جنگ کے زمانے میں خطاب دھیراج سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۱۷۶ ھ میں وہ بھی مر گیا —

سکھہ جیون

ذات کا کھتری - اور کابل کا رہنے والا تھا - ابتدا میں اشرف‌الوزرا شاہ ولی خاں وزیر احمد شاہ درّانی کی سرکار میں معمولی متصدیوں کے زمرہ میں ملازم تھا - ایک مرتبہ احمد شاہ درانی نے اس کو محالات کابل کی مالگذاری وصول کرنے کو معین الملک کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا - اس خدمت کو اس نے اس عمدگی سے انجام دیا کہ اس کی کار گذاری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی - چنانچہ جب سنہ ۱۱۶۷ ھ

میں احمد شاہ نے اپنے سپہ سالار عبداللہ خان ایشک آغاسی کو کابل سے کشمیر کی تسخیر کو روانہ کیا ۔ تو سکھ جیون کو بھی اُس کے ساتھ متعین کیا ۔ عبداللہ خاں مذکور نے صوبہ کشمیر کو مغلیہ صوبدار سے فتح کر کے عبداللہ خاں عرف خواجہ کچک کو وہاں کا صوبدار اور سکھ جیون کو دیوان مقرر کیا اور خود کابل واپس چلا گیا —

جب سکھ جیون نے دیوان ہوکر جمعیت امیرانہ بہم پہونچائی ۔ دماغ میں خیالات شاہانہ سمائے ۔ عبداللہ خاں کو اپنی نمائشی اطاعت وفرمان برداری کا ایسا سبز باغ دکھایا ۔ کہ وہ اُس کا غلام بن گیا ۔ اور کُل ملکی اور فوجی انتظام اُس کے ہاتھہ میں دیدیا ۔ اُس نے جوڑ توڑ لگا کر بہت جلد عبداللہ خاں کو قید کرایا پھر بھی اتنا احسان کیا ۔ کہ جان سے نہیں مارا اور تھوڑے دنوں بعد جب کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہا تو قید خانے سے نکالکر کشمیر سے ملک بدر کردیا —

سکھ جیون حسن قابلیت اور عقلمندی کے جوہر سے موصوف تھا ۔ جب اس نے دیکھا کہ بلا کسی آڑ کے کشمیر پر حکومت کرنا مشکل ہے ۔ تو اظہار خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری کی عرضی عالمگیر ثانی کی خدمت میں لکھی اور معہ کسی قدر زرنقد کے نواب عماد الملک کے توسل سے بادشاہ کے پاس بھیجی ۔ جب وہاں سے منصب اور

صوبہ‌داری کشمیر کی سند آگئی۔ تورعایا اور اُمرا کی تالیف قلوب اور دلجوئی کے واسطے اُس کو تمام ملک میں بخوبی مشتہر کراکر خطبہ اور سکے میں بھی عالمگیر ثانی کا نام داخل کیا۔ اور کل صوبہ کو معہ خالصہ شاہی اور جاگیر منصبداراں کے ضبط کر کے خود مختارانہ حکومت کرنے لگا —

سنہ ۱۱۵۷ ھ تک اُس نے صوبہ‌داری کے نام سے کشمیر میں بادشاہت کی جب اس سال احمدشاہ درانی ساتویں مرتبہ سکھوں کی سرکوبی کے واسطے ہندوستان میں آیا۔ اور سکھوں کو شکست دیکر ۷ شعبان سنہ ۱۱۷۵ ھ کو لاہور میں داخل ہوا۔ وہاں سے نورالدین خان ابدالی کو جو اُس کے وزیر شاہ‌ولی خان کا چچا زاد بھائی تھا سکھ جیون کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ سکھ‌جیون نے میدان ہمت میں قدم جماکر خوب مقابلہ کیا لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخر لڑائی میں رفیقوں کی ہمت نے بھی دغا کی اور وہ ایسے بھاگے کہ گویا اسی ساعت کے منتظر تھے لیکن یہ برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ اپنے چند جاں نثاروں اور عزیزوں کے ساتھ قید ہوگیا —

سکھ جیون حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی موصوف تھا۔ نہایت بے تعصب اور ہر مذہب و ملت کی رعایا سے یکساں سلوک کرتا تھا — ہندؤں میں ہندو اور مسلمانوں میں مسلمان سمجھا جاتا تھا روزانہ کھیری سے

فارغ ہو کر دوسو مسلمانوں کو اپنے سامنے بٹھاکر نہایت نفیس نفیس کھانے کھلوایا کرتا تھا - ہر قمری مہینے کی گیارھویں بارھویں تاریخ کو بہت سا کھانا پکوا کر اور اس پر نیاز دلا کر غربا اور مساکین میں تقسیم کرایا کرتا تھا - تمام کشمیر کے بزرگان اسلام کے مزاروں اور شاہی عمارات اور باغات کی مرمت کرا کر ان کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کئے - جس قدر مسافر اور سیاح امیر و غریب کشمیر میں وارد ہوتے ہر ایک کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق سلوک ہوتا تھا علم اور اہل علم کا قدر داں تھا - اس کے دربار میں ہر ہفتے مجلس مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی - جس میں تمام کشمیر کے شاعر حاضر ہو کر طبع آزمائیاں کرتے تھے - مجلس کے برخاست ہونے کے بعد جملہ حاضرین کو اپنے سامنے کھانا کھلواتا - اور انعام و اکرام سے مالا مال کر کے رخصت کرتا تھا - ابتداء آبادی سے اپنے عہد تک کی کشمیر کی تاریخ نظم میں لکھوانے کا ارادہ کر کے اس کا دفتر قائم کیا تھا - اور پانچ بڑے بڑے شاعروں کو اس کام پر متعین کر کے دس دس شاعر ہر ایک کی امداد کے واسطے مقرر کئے تھے - کل دفاتر کا مہتمم محمد توفیق کو جو کشمیری زبان میں لالہ جو کے نام سے مشہور اور بہت بڑا فاضل بے نظیر شاعر تھا مقرر کیا تھا - بقیہ شاعروں میں

محمد علی خاں متین پسر حسام الدین خاں مغل کشمیری صاحب تذکرہ حیات الشعرا اور محمد علی پٹنہ بہت مشہور ھیں —

رانا شنکر *

رانا اُدے سنگھہ کا بیٹا تھا - جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے مخالفت کی - یہ دربار میں حاضر ھو کر ملازمان شاھی میں منسلک ھوا - اور منصب دو صدی پر سر فراز ھوکر خطاب رانا سے موصوف ھوا - جہانگیر نے تخت نشین ھو کر بارہ ھزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - اور خلعت و شمشیر مرصع عطا کر کے شاھزادۂ پرویز کے ساتھہ رانا پرتاب کی تادیب کے واسطے روانہ کیا - اس کے بعد دلیپ سنگھہ بیکا نیری کی سرکوبی پر متعین ھوا - اور نہایت شجاعت و بہادری سے ناگور کے قریب اُس سے لڑ کر اُس کو بھگا دیا - سنہ ۲ جلوس میں علم مرحمت ھوکر منصب دو ھزار و پانصدی ذات - ھزار سوار پر سر فراز ھوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب سہ ھزاری ذات - دو ھزار سوار پر مفتخر ھو کر صوبۂ بہار میں متعین ھوا - سنہ ۱۳ جلوس میں

---

* اکبر نامہ اور آئین اکبری میں سگرا اور توزک جہانگیری میں شنکر نام لکھا ھے —

وفات پائی —

مان سنگھہ پسر رانا شنکر	بادشاہ نے اس کے بیٹے مان سنگھہ کو منصب هزاری ذات - شش صد سوار پر

سر بلند کر کے صوبہ بہار میں متعین کیا - سنہ ۱۵ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هشت صد سوار پر سر فراز هوا —

راجہ شیام سنگھہ

اودے سنگھہ پسر راجہ شیام سنگھہ	شہنشاہ اکبر کے عہد کا منصبدار تھا - سنہ ۱ جلوس جانگیری میں

منصب هزار و پانصدی ذات - هزار دو بست سوار پر سر فراز هو کر مہم بنگش پر متعین هوا اور اس مہم میں نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجا لایا - اس کے صلے میں خطاب راجگی سے مفتخر هو کر منصب دو هزاری پر سر فراز هوا - سنہ ۱۰ جلوس میں منصب دو هزار و پانصدی ذات - هزار و چہار صد سوار پر سر بلند هوا - سنہ ۱۱ جلوس میں بمقام بنگش انتقال کیا - اُس کا بیٹا اُدے سنگھہ شاهجہاں کے عہد میں منصب هشت صدی چہار صد سوار پر سر فراز تھا - سنہ ۳ جلوس میں مرگیا —

شیو سنگھہ

عالمگیر کے عہد میں اول منصب هزاری ذات - هزار سوار پر سرفراز اور راهیری کی قلعداری پر سرفراز تھا - سنہ ۴۷ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هزار و پانصد سوار پر مفتخر هوا - اور فوجداری راهیری کی خدمت بهی سپرد هوئی - سنه ۵۰ جلوس میں منصب دو هزاری ذات - هزار و هفتصد سوار پر سرفراز هوکر قلعداری اور فوجداری بنی شاہ گدہ پر تبدیل هوا - اور قلعداری چاکنہ کی خدمت بهی سپرد هوئی —

راے کلیان مل بیکانیری

بیکانیر کا راجه اور راٹھور خاندان سے تھا - اس کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں راے مالدیو والی جودھپور سے جا ملتا هے - جب شہنشاہ اکبر کی قدردانی اور جوهر شناسی کا عام شہرہ هوا - سنه ۱۵ جلوس میں راے کلیان معه اپنے بیتے راے سنگھه کے بمقام اجمیر بادشاہ موصوف کی خدمت میں حاضر هوکر منصب دو هزاری ذات - ۵ و هزار سوار سے سربلند هوا - اور اکبر کی دلداری اور خاطرداری سے ایسا خوش هوا

که اپنی بھتیجی کو پرستاران محل میں داخل کیا - اور جوھر اعتبار سے ملتخب ھوکر امراے جاں نثار میں شامل ھوا —

راے سنگھہ اس کے بھتیے کا حال علحدہ لکھا گیا ھے —

راجہ کشن داس

شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب سہ صدی پر سرفراز اور فیل خانہ اور اصطبل کی داروغگی پر مامور تھا —

سنہ ۷ جلوس جہانگیری میں منصب ھزاری پر سرفراز ھو کر خطاب راجگی سے موصوف ھوا سنہ ۱۱ جلوس میں راجہ کلیان جیسلمیری کے پاس روانہ کیا گیا اور اس کو ساتھہ لے کر حاضر دربار ھوا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب دو ھزاری پر مفتخر ھوا —

جب رانا امر سنگھہ کی وفات کی خبر دربار میں آئی جہانگیر نے اس کے ھاتھہ فرمان عنایت آمیز اور خلعت و اسپ اور فیل کنور کرن کے واسطے روانہ کیا اس نے خدمت سفارت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا —

سنہ ۱۶ جلوس میں منصب دو ھزاری پر سرفراز ھو کر فوجداری دھلی پر متعین ھوا —

راجه راول کلیان جیسلمیری

راول بھیم جیسلمیری

اس کا بڑا بھائی راول بھیم جیسلمیر کا راجه اور شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سر فراز تھا - اس کی لڑکی کی شادی شاهزادهٔ سلیم (جہانگیر) سے ہوئی تھی - شاهزادہ موصوف نے اس بیگم کو ملکه جہاں کے خطاب سے موسوم کیا تھا - جب جہانگیر کے عہد میں راول بھیم ایک خورد سال بچه دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر مر گیا - اور وہ بھی تھوڑے دن بعد مر گیا - تو بادشاہ نے سنه ۱۱ جلوس میں راجه کشن داس کو جیسلمیر بھیج کر اس کے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار میں طلب کیا - اس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیاں اور هزار روپیه به طریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکه راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا - اور ایک قبضه مرصع اور ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی —

اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو هزار اشرفیاں نو راس گھوڑے پچیس اونٹ - ایک هاتھی پیشکش میں پیش کیا - بادشاہ نے منصب دو هزاری ذات - هزار سوار سے سرفراز کر کے جیسلمیر کو اس کی جاگیر میں مرحمت کیا - اور خلعت - اور اسپ و فیل - اور شمشیر مرصع -

اور کھپوہ مرصع عنایت کر کے وطن کو رخصت کیا —
بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید لاہوری سے معلوم ہوتا ہے کہ راول کلیان شاہجہاں کے جلوس تک زندہ تھا - اور تخت نشینی کے دن اسی منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر قائم رہا - اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

کشن سنگھہ راتھور

راجہ ادے سنگھہ راتھور کا بیٹا اور راجہ سورج سنگھہ کا بھائی تھا - سنہ ۳ جلوس جہانگیری میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ مہم رانا پر متعین ہوا - اور معرکۂ جنگ میں نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں پر جا پڑا - اور حملہ ہاے مردانہ سے غنیم کی صفوں کو تہ و بالا کر کے تین ہزار سپاہی اور سرداروں کو قید کر لیا - اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب داروں کے درجہ سے ترقی کر کے امارت کے درجے کو پہنچا - یعنی منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار سے سر بلند ہوا - سنہ ۹ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سر فراز ہوا —
اسی سال بادشاہ اجمیر تشریف لے گئے - کشن سنگھہ

اور سورج سنگھ دونوں بھائی ساتھ تھے - ایک دن بادشاہ پشکرتال کی سیر کو تشریف لے گئے - اور رات کو وھیں رہ گئے - دونوں بھائیوں میں عرصے سے رنج چلا آتا تھا - وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھاٹی نے جو سورج سنگھ کی سرکار میں وکیل مطلق تھا کسی خانگی معاملے میں گوپال داس اس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا - راجہ سورج سنگھ نے نہ معلوم کسی مصلحت یا محض گوبند داس کی حسن قابلیت کے لحاظ سے اس سے کچھہ باز پرس نہ کی - کشن سنگھہ نے بھتیجے کے خون کا بدلا لینے پر زور دیا - بھائی نے نہ مانا آخر کار دونوں بھائیوں کے دلوں میں محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو گئی - اور بول چال کھانا پینا - آنا - جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھہ موقع اور وقت کا متلاشی تھا - اس موقع کو غنیمت سمجھا - اور کچھہ رات رہے اپنے سپاھیوں کو مسلح کر کے سورج سنگھہ کے پڑاؤ پر جا پہنچا - اور گوبند داس کے خیمے پر پہنچ کر سپاھیوں کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا - گوبند داس شور و غل سن کر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کے واسطے خیمے سے باھر نکلا ھی تھا کہ کشن سنگھہ کے آدمیوں نے جو اس کی تلاش میں تھے پکڑ کر اس کا کام تمام کر دیا - اسی عرصے میں راجہ سورج سنگھہ بھی شور و غل سے بیدار ہوا - اور شمشیر برہنہ لے کر خیمے

سے باھر نکلا - کچھ سپاھی بھی مدد کو آگئے - کشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ ھوا تھا وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرتے پھرتے اس کے خیمے میں گھسا - اسی وقت سورج سنگھ بھی آ پہنچا - دونوں بھائیوں اور ان کے سپاھیوں میں زور شور سے تلوار چلنے لگی - کشن سنگھ معہ اپنے بھتیجے کرن سنگھ کے مارا گیا - صبح ھوتے ھوتے چھتیس سپاھی راجہ کشن سنگھ کے اور تیس سپاھی راجہ سورج سنگھ کے مارے گئے - اور اتر ستھ جانیں ذراسی دیر میں اس خانہ جنگی کی نذر ھوگئیں - صبح کو بادشاہ کو یہ حال معلوم ھوا بہت افسوس کرکے لاشوں کے جلانے اور امر واقعی کی تحقیقات کا حکم صادر کیا - جب یہ حال معلوم ھوا سورج سنگھ کو سرزنش کرکے چپ ھورھا - راجہ کشن سنگھ کی یادگار سے اس کا آباد کیا ھوا شہر کشن گڈہ اب تک موجود ھے - ھری سنگھ ' جگمال ' پھاڑامل ' نتھہ مل چار بیٹے تھے - جہانگیر نے تینوں کو ملازمت شاھی میں منسلک کرکے منصب مناسب پر سرفراز کیا - ھری سنگھ کا حال علحدہ لکھا جائے گا -

جگمال راٹھور پسر کشن سنگھ راٹھور جگمال - شاھجہان کے عہد میں سنہ ۱ جلوس میں منصب ھزار و پانصدی ذات - ھفت صد سوار پر سرفراز ھوا - سنہ ۲ جلوس میں انتقال کیا - روپ سنگھ راٹھور اس کا بیٹا تھا -

جس کا حال علاحدہ لکھا جا چکا ہے —

پہاڑا مل، پسر کشن سنگھہ راٹھور	پہاڑا مل - سنہ ۱ جلوس شاہجہانی تک منصب ہزاری ذات - پانصد سوار پر پہنچانے پایا تھا - کہ انتقال کیا —
نتھہ مل پسر کشن سنگھہ راٹھور	نتھہ مل - سنہ ۱۴ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی پر سرفراز ہوا —

راجہ کلیان

راجہ تودر مل کا بیٹا تھا - جہانگیر کے عہد میں نواب اسلام خاں صوبہ دار بنگالہ کی ماتحتی میں تعینات تھا —

سنہ ۶ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا - اس کے بعد منصب ہزار و ہفت صدی ذات - ہزار سوار پر مفتخر ہوکر اڑیسہ کی حکومت پر سرفراز ہوا —

سنہ ۱۲ جلوس میں اس کے خلاف کچھہ شکائتیں دربار میں پیش ہوئیں جہانگیر نے اڑیسہ سے بلا بھیجا - اس نے حاضر ہوکر سولہ ہاتھی پیشکش کئے - بادشاہ نے ان شکایتوں کی تحقیقات آصف جاہ کے سپرد کی - جب تحقیقات سے کوئی قصور ثابت نہیں ہوا تو

سعادت ملازمت حاصل ہوئی - ملازمت کے وقت سو اشرفیاں - ایک ہزار روپیہ - ایک لڑی مروارید کی - جس میں اسی دانے اور دو قطعہ لعل تھے - ایک پہنچی جس میں ایک لعل اور دو دانے مروارید کے تھے - ایک سونے کا بنا ہوا خوشنما گھوڑا جس میں جواہر جڑے تھے پیشکش میں گذارنا -

اس کے بعد خانخاناں مہابت خاں کے ساتھ مہم بنگش پر متعین ہوا پھر کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

کیشو داس مارو راٹھور

جیمل * میرتھیہ کا بیٹا اور اکبر کے عہد میں منصب سہ صدی پر سرفراز تھا جہانگیر نے پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی پر سرفراز کیا - اور صوبہ بنگالہ میں تعینات کیا - سنہ ۵ جلوس میں ایک گھوڑا طویلہ خاص سے مرحمت ہوا - اور سرکار آرہ میں جاگیر عطا ہوئی —

* یہ وہی جیمل ہے جو جنگ چتور میں اکبر سے نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا - اور جس کی بہادری کے گیت اور کبت اب تک لوگوں کے زبان پر ہیں - اکبر نے اس کی اور اس کے بھائی فتا کی مورتیں ترشوا کر دو ہاتھیوں پر سوار کرائیں - اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھیں - (دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواہہ کا حال) —

سنہ ۱ جلوس میں دربار میں طلب ہوا ۔ حاضر
ہوکر ر ھاتھی پیشکش کئے بادشاہ نے منصب
دو ہزاری پر سرفراز کیا —
سنہ ۱۱ جلوس میں صوبۂ دکن میں متعین ہوا —
سنہ ۱۳ جلوس میں حسب الحکم دربار میں
حاضر ہوا —
جہانگیر جب گجرات اور مالوہ کی سیر کو تشریف
لے گئے تھے موضع جلوت میں بھی قیام کیا تھا اس کی
نسبت لکھا ہے " یہ پرگنہ میرے باپ کے وقت سے
کیشو داس مارو کی جاگیر میں ہے جو حقیقت میں
بہ طور وطن اس کے ہے (یعنی اس کو استحقاق
حکومت موروثی عطا کیا گیا ہے) اس نے اس مقام پر
عمارتیں اور باغات تعمیر کرائے ہیں ۔ منجملہ ان کے
راستے میں ایک باولی نہایت خوش قطع واقع ہے اس
کو دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ راستوں
پر اسی نمونے کی باولیاں تعمیر کرائی
جایا کریں "
کیشو داس خدمات شاہی کو بکمال عقیدت و اخلاص
سے بجا لاتا تھا ۔ جہانگیر اس سے بہت خوش تھا اور
اس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا —

راجہ گردھر پسر کیشو داس	کیشو داس کا بیٹا گردھر خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۔ پہلے سال

جلوس شاهجهانی میں منصب هزاری ذات ـ پانصدی سوار پر سر فراز هوا ـ اسی سال ججهار سنگهه بندیله کے تعاقب پر مامور هوا ـ سنه ٣ جلوس میں مهم خانجهان لودی میں نهایت شجاعت و بهادری سے لڑ کر مارا گیا ـــ

راجه ادے بهان پسر راجه کرده هر | بادشاه نے اُس کے بیٹے اُدے بهان کو منصب شش صدی ـ چهار صد سوار پر سر فراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا ـــ

سنه ٢٠ جلوس تک منصب هفت صدی ـ چهار صد سوار پر مفتخر تها ـــ

کرمسی راٹهور

رائے مالدیو کا بیٹا ـ اور رائے چندر سین والی جودهپور کا پوتا تها ـ سنه ١٠ جلوس جهانگیری میں به اضافه منصب ـ منصب هزاری سے سر فراز هوا ـ پهلے سال جلوس شاهجهانی میں منصب هزار و پانصدی ذات ـ هشت صد سوار پر سر فراز هوا ـ سنه ٣ جلوس میں خانجهان لودی کی لڑائی میں اپنی شجاعت و بهادری کے کارنامے دکها کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا ـــ

اُس کے بڑے بیٹے رام سنگهه کا حال علیحده قلمبند هوچکا هے ـ دوسرا بیٹا شیام سنگهه باپ کی وفات کے بعد

ملازمت شاهی میں داخل هوا - سنه ۱۵ جلوس میں شاهزادۂ اورنگ زیب کی سفارش سے منصب هزاری ذات - پانصد سوار پر سربلند هوا - سنه ۲۰ جلوس تک منصب هزار و پانصدی ذات - شش صد سوار پر سرفراز تها —

رانا کرن

راجگان میواڑ (اودے پور) اپنے خاندان کا سلسلۂ نسب نوشیروان عادل سے ملاتے هیں - کل ممالک هندوستان کے راجہ - مہاراجہ همیشہ سے اس خاندان کی عزت و عظمت کرتے آئے هیں - اور راجگان میواڑ نے بهی اپنے اوصاف قومی کا همیشہ لحاظ رکها هے - عهد سلف میں جو راجہ کسی راج میں گدی پر بیٹهتا تها - اول اُس عالی دربار میں حاضر هوتا تها - رانا اپنے پاؤں کے انگوٹهے میں سے ذرا سا خون نکالکر اُس سے اُس کے ماتهے پر تلک کهینچ دیتا تها - اس کے بعد تخت نشینی کی باقی رسمیں ادا هوتی تهیں - جهانگیر نے اپنے تزک کے سنه ۸ جلوس میں رانا امر سنگهہ کے حال میں لکها هے - "رانا - زمینداران اور راجهائے معتبر هندوستان میں سے هے - اِس کی اور اِس کے آباؤ اجداد کی سروری اور سرداری کو تمام رائے اور راجہ اِس ولایت کے تسلیم کرتے هیں -

مدت دراز سے دولت و ریاست اِن کے خاندان میں چلی آتی ھے - پہلے مدت دراز تک سمت مشرق میں حکومت کرتے رھے - ان دنوں راجہ کے لقب سے موسوم تھے - پھر دکن کی طرف رخ کیا - اور اکثر ریاستیں ادھر کی فتح کیں - اور بجائے راجہ کے راول کا لقب اختیار کیا پھر کوھستان میوات میں ائے - اور رفتہ رفتہ قلعہ چتوڑ کو فتح کیا - اس وقت سے آج تک کہ میرے جلوس کا آٹھواں برس ھے ۱۴۷۱ برس ھوتے ھیں ۱۰۱۰ برس کے عرصے میں ۲۶ فرماں‌روا اس خاندان کے راول کے لقب سے نامور ھوئے - اور راول سے رانا امر سنگھ تک کہ جو اب رانا ھے - ۴۶۱ برس میں ۲۶ فرماں‌روا ھوئے — "

جب بابر نے آگرہ تک قبضہ کر لیا - اس وقت میواڑ کا فرماں روا سنگھرام عرف رانا سانگا تھا - وہ نہایت جاہ و جلال سے ۸۰ ھزار سوار - ساتھ راجہ مہاراجہ - نو راؤ ۱۰۴ راول اور راوت - ۵۰۰ ھاتھی لے کر میدان جنگ میں آیا کرتا تھا - مارواڑ - آنبیر - دودھپور وغیرہ کے راجہ اس کا ادب کرتے تھے گوالیر - اجمیر - رسائن - سیکری - کالپی - چندیری - بوندی - گگراؤں - رامپور الور کے راجہ اس کے باج گزار تھے - راج کی شمالی حد پر پیلا کھل (متصل بیانہ) مشرق میں دریائے سندھ - جنوب میں مالوہ - مغرب میں میواڑ کے پہاڑ تھے - بابر نے واقعات بابری میں لکھا ھے - جب میں کابل میں تھا تو رانا

نے رفیقانہ مراسلے لکھے اور وکیل بھیجے کہ جب آپ دلی کی طرف کوچ کرینگے تو میں آگرہ پر حملہ کروں گا - مگر جب میں نے ابراھیم کو شکست دی اور دلی سے آگرہ تک ختم کر لیا تو اس نے میری بات تک نہ پوچھی - اور تھوڑے دنوں بعد کندھار کا محاصرہ کر لیا - کندھار حسن ادی لکن کے پاس تھا - وہ اگرچہ خود میرے پاس نہیں آیا مگر کئی دفعہ وکیل میرے پاس بھیجے - یہاں اٹاوہ - دھولپور - گوالیار - اور بیانہ میرے پاس نہ تھے - افغانوں نے پورب میں شور و فساد مچا رکھا تھا اس سبب سے میں اُسے کمک نہ بھیج سکا - اور اُس نے لاچار ھو کر قلعہ رانا سانگا کے حوالے کر دیا - قلعہ مذکور رنتھنبور سے چند میل مشرق کی جانب ھے - اور نہایت مستحکم ھے - مہدی خواجہ کے خط میرے پاس آگرہ میں آئے - کہ رانا بڑھا چلا آتا ھے - تمام ھندو راجہ اُس کے ساتھہ ھیں - اور حسن خان میواتی بھی شریک ھو گیا ھے -

غرض کہ ۱۳ - جمادی الثانیہ سنہ ۹۳۳ ھ کو نواح موضع خانوادہ مضافات بیانہ (ریاست بھرتپور میں ھے) پس بابر اور رانا سانگا سے مقابلہ ھوا - یہ لڑائی اس شان کی تھی کہ بابر اور اُس کی فوج کی جانوں پر بنی ھوئی تھی - رانا کے ساتھہ بڑے بڑے راجہ مہاراجہ ٹھاکر سردار ھندو مسلمان اپنی اپنی فوجیں

لیکر شریک ہوئے تھے - کل فوج کی تعداد دولاکھہ ایک ہزار تھی
بابر کی فوج میں کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی - اسی
حالت ناامیدی میں بابر نے اپنے شراب پینے کے کل طلائی
ظروف توڑ کر منت مانی - کہ اگر راناسانگا پر فتح
پاؤنگا تو آئندہ کبھی شراب نہ پیونگا - اب اسے قدرت
الہی کا تماشا سمجھئے - یااتفاق وقت خیال کیجئے کہ ناکامی
مبدل بہ کامیابی ہو گئی - بڑے سخت معرکے کے بعد جس
میں بہت سے راجہ ٹھاکر اور مسلمان سردار مارے گئے رانا
سانگا نہایت ذلت سے رن سے بھاگا - اور بابر اور اُس کے ساتھی
یہ شعر پڑھتے ہوے ہنسی خوشی واپس ہوے —

اے گر بہک چرانہ نشستی بجاے خویش
بابر پنجہ کردی و دیدی سزاے خویش

رانا سانگا - سنہ ۹۳۴ ھ میں مرگیا - کوئی کہتا ہے کہ اجل
طبعی سے مرا - کسی کا بیان ہے کہ بی بی نے زہر دیا —

رانا اودے سنگھہ

رانا کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹوں میں چند
روز تک لڑائی جھگڑا ہوتا رہا - آخر میں
سب سے چھوٹا بیٹا اُدے سنگھہ گدی پر بیٹھا - اس کے عہد
میں اکبر نے سنہ ۹۷۵ ھ میں * قلعہ چتوڑ اور
سنہ ۹۷۶ ھ میں + قلعہ رنتھنبور فتح کیا اُدے سنگھہ
پہاڑوں میں گھس گیا - اسی کے عہد میں اکبر کے حکم

* دیکھو راجہ بھگوان‌داس کچھواھہ کا حال —
+ رائے سرجن ھاڈا کے حال میں دیکھو —

سے اول مرزا شمس‌الدین نے قلعہ میرٹھہ پر فوج کشی کی جیمل رانا کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا۔ اُس نے بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور سنہ ۹۶۹ ھ میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا۔

اُدے سنگھہ نہ دربار اکبری میں حاضر ہوا۔ نہ اطاعت پر راضی ہوا۔ اس نے پیچ در پیچ گھاٹیوں کے جال میں اپنے نام پر اُدے پور آباد کیا۔ ایک گھاٹی میں کئی طرف سے بند باندہہ کر ایک جھیل بنائی۔ وہ اب اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ عرصہ دراز تک بدنامی اور بے لیاقتی کے ساتھہ حکومت کر کے ۴۲ برس کی عمر میں مر گیا —

رانا پرتاب

اُس کے بعد پرتاب اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ وہ بیشک خاندان کا نام روشن کرنیوالا تھا۔ اگر رانا سانگا کے بعد وہی گدی پر بیٹھتا تو بابر اور اُس کی اولاد کو دم نہ لینے دیتا۔ اکبر نے بھی ہزار جتن کئے مگر اس کی گردن نہ جھکی نہ دربار میں آیا۔ کئی معرکے * ہوئے شکست کھا کھا کر پہاڑوں میں جا گھسا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوا۔ سنہ ۴۱ جلوس میں مر گیا —

اُس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا امر سنگھہ گدی پر بیٹھا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر شاہزادہ پرویز

---

* مرزا راجہ مان سنگھہ کے حال میں دیکھو —

کو بہت سے امیروں کے ساتھہ اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - اسی عرصے میں شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی اور شاہی فوج رانا کے چھوٹے بیٹے باگھہ کو ساتھہ لیکر واپس چلی آئی - اس کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ اور پھر خانخانان مہابت خان اس مہم پر مامور ہوئے مگر کوئی قابل اطمینان نتیجہ نہ نکلا - سنہ ۹ جلوس میں جہانگیر نے شاہزادہ خورم (شاہجہان) کو اس مہم پر مامور کیا - اس مرتبہ رانا شاہی فوج کی ٹکر نہ اُٹھا سکا - اور مع اپنے بیٹے رانا کرن کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پیشکش پیش کرنے پر مجبور ہوا اور بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کا حلف اٹھا کر کرن کو ملازمت شاہی کے واسطے دربار میں روانہ کیا - + سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری میں اُس نے انتقال کیا —

کرن نے دربار جہانگیری میں حاضر ہوکر معمولی ادب و آداب کے بعد بادشاہ کو سجدہ کیا - اور حسب الحکم اُمرائے دست راست کے زمرے میں کھڑا ہو گیا - بادشاہ نے اُسی وقت خلعت پہنوا کر شمشیر مرصع کمر سے بندھوائی اور دلداری اور خاطر داری میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - خود لکھا ہے " چونکہ کرن کو ہمیشہ پہاڑوں میں رہنے کی وجہ سے کبھی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا لہذا وحشی مزاج ہے - ایسے وحشی کے رام کرنے

+ عمدۃ الملک راجہ بکرماجیت سندر داس کا حال دیکھو -

کے واسطے میں نے روزانہ نئی نئی نوازشوں سے سرفراز
کرنا مناسب سمجھا - چنانچہ دوسرے دن خنجر مرصع
اور تیسرے دن عراقی گھوڑا معہ زین مرصع کے اپنی
طرف سے - اور خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور
اسپ و فیل نورجہاں بیگم کی طرف سے مرحمت کیا -
اس کے بعد نہایت قیمتی مروارید کی تسبیح - تین ہاز
تین جرے - ایک قبضہ شمشیر - ایک بکتر - ایک
جوشن - دو انگوٹھیاں جن میں سے ایک میں لعل کا
اور دوسری میں زمرد کا نگینہ تھا عطا کیں - آخر
اخیر مہینے میں ہرقسم کے کپڑے - ہرقسم کی خوشبوئیں
طرح طرح کے طلائی برتن سو خوانوں میں چن کر اور
احدیوں کے کندھوں پر رکھا کر دربار میں منگائے اور
معہ دو اہل گجراتی کے کرن کو مرحمت فرمائے " -
غرض کہ اسی قسم کی نوازشوں سے مفتخر کرکے بادشاہ
نے منصب پنج ہزاری ذات و سوار پر سرفراز کیا -
اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا - اس کے بعد
اسی سال (سنہ ۱۰ جلوس) کرن کا بھتا جگت سنگھ
حاضر دربار ہوا - اور نوازش ھاے شاھانہ سے مالا مال
ہو کر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس
گیا - رخصت کے وقت بھی بادشاہ نے خلعت کے ساتھ
بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا - ایک ھاتھی - ایک

پیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچ ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہرداس جھالا کو مرحمت کیا —

سنہ ۱۱ جلوس میں رانا کرن پھر حاضر دربار ہوا - اور چند روز حاضر دربار رہ کر خلعت اور انعام و اکرام سے مفتخر ہو کر واپس گیا - سنہ ۱۳ جلوس میں جب بادشاہ گجرات سے واپس آ رہے تھے رانا امرسنگھ اور رانا کرن دونوں ملازمت میں حاضر ہوے —

سنہ ۱۴ جلوس میں رانا امرسنگھ کی وفات کے بعد بادشاہ نے کرن کو خطاب رانا سے موصوف کرکے خلعت اور ہاتھی اور گھوڑا اُس کے واسطے ارسال کیا - اور جگت سنگھ اور راجہ بھیم سنگھ پسر رانا امرسنگھ کو جو ملازمت شاہی میں تھے - خلعت تعزیت مرحمت ہوا —

سنہ ۱۰۳۸ ھ میں جب شاہجہان باپ کی وفات کے بعد جنیر سے اکبرآباد آ رہے تھے - راستے میں رانا کرن ملازمت میں حاضر ہو کر عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوا - اور اسی سال وفات پائی —

جگت سنگھ سنہ ۱۰۳۸ ھ میں باپ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن میں خدمت بجا لاے - باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اس کو خطاب رانا سے موصوف کر کے منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سرفراز کیا —

سنہ ۷ جلوس میں کلیان جھالا کے ساتھہ پیشکش ارسال کی ۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ ۔ اور اسپ و فیل معہ ساز و سامان کے ارسال کیا —

سنہ ۹ جلوس میں پھر پیشکش ارسال کی ۔ اور خلعت و شمشیر اور سر پیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا —

سنہ ۱۰ اور سنہ ۱۷ اور سنہ ۱۸ جلوس میں راج کنور رانا کا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا ۔ اور انعام و اکرام سے سر فراز ہوا ۔ سنہ ۲۶ جلوس میں جگت سنگھہ نے انتقال کیا —

رانا راج سنگھہ | جگت سنگھہ کے مرنے کے بعد شاھجہان نے راج کنور کو خطاب رانا راج سنگھہ سے موصوف کرکے منصب پنجہزاری ذات ۔ پنجہزار سوار سے سر فراز کیا ۔ عالمگیر کے عہد میں سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت و جمدھر مرصع ارسال ہوا ۔ سنہ ۲۲ جلوس میں راٹھوروں کے ساتھہ اس نے بغاوت اختیار کی ۔ شاھی فوجیں سرکوبی پر مامور ہوئیں ۔ رانا ملک چھوڑ کر پہاڑوں میں بھاگ گیا ۔ شاھی فوج اُدے پور اور کل ملک پر قابض ہوگئی ۔ شاھزادہ محمد اعظم شاہ رانا کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ آخر کار سنہ ۲۴ جلوس میں جزیہ کے عوض میں دو پرگنہ ناندل پور

اور بعد ہور دیگر شاہزادہ مذکور کے توسل سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا - اور شاہزادہ کی سفارش سے قصور معاف ہو کر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سر فراز ہوا - اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا اسی سال اس نے وفات پائی - بادشاہ نے خلعت تعزیت اُس کے بڑے بھائی جے سنگھ کے پاس بھیجکر خطاب رانا عطا کیا - اور منصب پنجہزاری پر سر فراز کیا —

اندر سنگھ بہادر سنگھ

سنہ ۴۳ جلوس میں اندر سنگھ رانا راج سنگھ کا بیٹا حاضر دربار ہو کر منصب دو ہزاری - ہزار سوار سے مفتخر ہوا - اُس کا دوسرا بھائی بہادر سنگھ بھی اسی سال منصب ہزاری - پانصد سوار سے سر فراز ہوا —

رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے بت

جہانگیر نے سنہ ۱۱ جلوس میں رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے سنگ مرمر کے بت تیار کرا کے قلعہ آگرہ میں جھرو کہ درشن کے نیچے پائین باغ میں نصب کرائے تھے - افسوس ہے کہ اب قلعہ میں ان بتوںکا کوئی نشان نہیں پایا جاتا —

راؤ کرن بیکانیری

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا - اپنے باپ

کی وفات کے بعد سنہ ۴ جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزاری ذات - ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا - اور حسب قاعدہ سابق بھالکی جاگیر میں مرحمت ہوا —

سنہ ۵ جلوس میں حاضر دربار ہوکر وزیر خاں کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا —

سنہ ۲۲ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سر بلند ہوکر بجاے سیادت خاں کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا —

۲۳ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار سوار اور سنہ ۲۶ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا - جب دولت آباد کی حکومت شاہزادۂ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی - یہ شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی میں دکن میں بدستور تعینات رہ کر وہاں کی مہمات میں شریک ہوتا رہا —

سنہ ۱۰۶۸ھ میں جب شاہجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے جملہ امراے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا - راؤ کرن وہاں سے روانہ ہوکر بھالکی چلا گیا - شاہنشاہ عالمگیر نے بھائیوں کے جھگڑے سے فارغ ہوکر سنہ ۳ جلوس میں امیر خاں خوافی کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا - اس سے سواے اس کے کچھہ بن نہ پڑا کہ امیر خاں کے ساتھہ دربار میں چلا آیا - اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ

نے تصور معاف فرما کر اور منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر سر بلند کرکے دکن میں تعینات کیا سنہ ۹ جلوس میں دلیر خاں داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی پر متعین ہوا - وہاں کچھ ایسا قصور سرزد ہوا - کہ جاگیر بیکانیر - اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا - اسی حالت میں بیمار پڑ گیا - اور سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۷۷ ھ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا —

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشہ میں راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اس کے نام سے آباد ہے —

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے - انوپ سنگھ ' پدم سنگھ ' کیسری سنگھ ' موہن سنگھ - سوائے انوپ سنگھ کے جس کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے سب نے لا ولد انتقال کیا - موہن سنگھ پر شاہزادۂ محمد معظم کی خاص نظر عنایت تھی - اس وجہ سے شاہزادے کے سب نوکر اس سے حسد رکھتے تھے - ایک دن شاہزادے کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطہ میں چلا گیا - محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا - دونوں میں باتوں باتوں میں ایسی بات بڑھی کہ تلواریں کھنچ گئیں - محمد شاہ کے کئی آدمی اس وقت اور موجود تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھ کو زخمی کیا - پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونوں بھائیوں میں عرصے

سے عداوت چلی آتی تھی - جب اس نے یہ حال سنا - ارادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھہ میں لے کر موقع واردات پر جا پہنچا اور ایک ہی وار میں محمد شاہ کا کام تمام کر دیا - اور موہن سنگھہ کو پالکی پر سوار کراکر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا - راستے میں موہن سنگھہ بھی مر گیا - جب شاہزادے کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا - اور پدم سنگھہ سے کچھہ باز پرس نہ کی —

راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ

بہداور اس قطعہ ملک کو کہتے ہیں جس میں بھدوریہ گوت کے راجپوتوں کی آبادی ہے - یہ آگرہ سے چودہ پندرہ کوس پورب ارنوتہ ندی کے پار سے دریاے جمنا کے حدود کے اندر اور دریاے چنبل کے دونوں طرف واقع ہے تحصیل باہ ضلع آگرہ کا کل علاقہ اور کچھہ علاقہ چنبل پار ریاست گوالیار کا بھداور میں شامل ہے - بہدوریہ راجپوت زمانہ قدیم سے دلاوری اور شجاعت میں مشہور ہیں یہ اکثر شاہان سلف سے سرتابی کرتے رہتے تھے - خانخانان بیرم خاں آدم خاں سے ناراض تھا اس نے یہ ملک اس کی جاگیر میں دیدیا - آدم خاں سنہ ۳ جلوس میں بہادر خان خانجہاں

سید محمد محمود بارهہ شاہ قلی خاں محرم - صادق خاں وغیرہ کے ساتھہ تھکانت (پرگنہ باہ میں ایک موضع ھے) میں جو اس وقت پرگنہ کا صدر مقام تھا پہنچا - اور نہایت بہادری سے اس قوم کے سر گروہ کو جو نہایت مفسد تھا - گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا اور جب وہ اطاعت پر راضی نہ ھوا تو اکبر نے اسے ھاتھی کے پاؤں کے نیچے کچلوا دیا مکتمن بہدوریہ کو اس قوم کا سرگروہ مقرر کر کے منصب پانصدی سے سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف کیا - یہ سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات اور سنہ ۳۰ جلوس کی مہم سوار ہا درج میں شریک تھا - سنہ ۴۰ جلوس کے بعد منصب ھزاری سے مفتخر ھوا —

راجہ بکرماجیت بھدوریہ | راجہ مکتمن کے بعد جہانگیر نے بکرماجیت کو اس کا جانشین مقرر کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا - وہ اول عبداللہ خاں فیروز جنگ کے ساتھہ مہم رانا پر متعین ھوا - اس کے بعد صوبۂ دکن میں مامور ھوا - اور مہمات دکن میں خدمات انجام دیتا رہا - سنہ ۱۱ جلوس میں وھیں مر گیا —

راجہ بھوج بھدوریہ | راجہ بکرماجیت کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بھوج دکن سے دربار میں حاضر ھوا - اور سو اشرفیاں پیشکش کیں - جہانگیر نے اس کو

خطاب راجگی سے مفتخر کر کے باپ کے منصب اور جاگیر پر سرفراز کیا ۔

راجہ کشن سنگھہ بھدوریہ | اس کے بعد شاہجہاں کے عہد میں کشن سنگھہ بھدوریہ سردار قوم مقرر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا پہلے سال جلوس میں خانخاناں مہابت خاں کے ساتھہ جھجھار سنگھہ بندیلہ کی سرکوبی پر تعینات ہوا ۔ سنہ ۳ جلوس میں امیرالامراء شایستہ خاں کے ساتھہ مہم بیجاپور میں شریک ہوا ۔ سنہ ۶ جلوس میں قلعۂ دولت آباد کے محاصرے اور تسخیر میں شجاعت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر مورد نوازش ہوا ۔ سنہ ۷ جلوس میں خانزماں کے ساتھہ ساھوجی بھونسلا کی سرکوبی پر متعین ہوا ۔

سنہ ۱۰۵۳ ھ میں جب کہ منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا انتقال کیا ۔ چونکہ اس کی خاص رانی سے کوئی اولاد نہ تھی اور باندی سے جو بیٹا تھا وہ حسب رواج خاندان جانشین نہیں ہو سکتا تھا ۔ لہذا بادشاہ نے بدن سنگھہ کو جو اس کے چچا کا پوتا تھا جانشین مقرر کیا ۔ اس کا حال علحدہ لکھا گیا ہے ۔

کیرت سنگھہ کچھواھا

مرزا راجہ جے سنگھہ کچھواھہ کا چھوٹا بیٹا تھا ۔

سنہ ۲۳ جلوس شاہجہانی میں منصب ہشت صدی ذات ۔ ہشت صد سوار پر سرفراز ہوکر کاما پہاڑی کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔ اور اس ملک کو فساد پیشہ میواتیوں سے جو چوری اور ڈکیتی کا پیشہ کرتے تھے ۔ پاک و صاف کیا ۔ سنہ ۲۸ جلوس میں منصب ہزاری ذات ۔ ہشت صد سوار پر سر بلند ہوکر نواح آگرہ کا فوجدار مقرر ہوا ۔

عالمگیر کے عہد میں اول اسی عہدے پر مامور رہا ۔ سنہ ۱۰۷۵ ھ میں باپ کے ساتھ سیواجی کی سرکوبی پر مامور ہوا ۔ اور اس مہم میں نہایت شجاعت و بہادری سے خدمتیں بجا لایا ۔ اس کے صلے میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات ۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا ۔ اس کے بعد باپ کے ساتھ مہم بیجاپور میں شریک ہوا ۔ اور باپ کی وفات کے بعد منصب سہ ہزاری ذات ۔ دو ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا ۔ اور بدستور سابق دکن میں متعین رہا ۔ اور اسی جگہہ سنہ ۱۰۸۴ ھ میں انتقال کیا ــ

رائے کاشی داس

شاہجہاں کے عہد میں اہل قلم کے زمرے میں ملازم ہوکر سنہ ۵ جلوس میں خدمت دیوانی اور امیلی چکلہ

سہولت پر مفتخر ہوے۔ وہاں سے ترقی پاکر دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہوگئے۔ بعد اس کے صوبۂ کابل کے بخشی مقرر ہوے۔ سنہ ۱۱ جلوس میں زاہد جگت سنگھ کے ساتھ ایرانی فوج کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوے۔ اور اس مہم کی حسن خدمت کے صلے میں منصب ہزاری پر سرفراز ہوے۔ سنہ ۱۷ جلوس میں کابل سے دربار میں طلب ہوے۔ سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ پھر صوبہ کابل میں تعینات ہوے۔ سنہ ۲۰ جلوس میں دارالخلافت آگرہ کے دیوان مقرر ہوے۔ اس کے بعد صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر تبدیل ہوے۔

کانہوجی دکھنی

مرہٹوں کا سردار اور ابتدا میں شاہان دکن کی ملازمت میں منسلک تھا۔ سنہ ۲۵ جلوس عالمگیری میں ملازمان شاہی میں منسلک ہوکر منصب پنجم ہزاری ذات۔ پنجم ہزار سوار پر سرفراز ہوا اور عقیدت و اخلاص سے دکن میں خدمات شاہی بجا لاتا رہا۔ سنہ ۴۹ جلوس میں منصب شش ہزاری ذات۔ شش ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا—

ساندھاتا | ساندھاتا اس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور نصرت جنگ کے ساتھ تعینات تھا۔ سنہ ۴۹ جلوس

میں قلعہ مہپت آگرہ اور پر یچہت آرہ تسخیر پر مامور ہوا —

رائے گوردھن سورج دھج

گنگا کے کنارے قصبہ کہاتی کے رہنے والے تھے۔ اول کچہری میں عرضی نویسی کے پیشہ سے تین چار پیسے روز پیدا کرکے ایام گذاری کرتے تھے - افلاس کی وجہ سے باوجود دولت تہنا کے تانبے یا پیتل کی دوات بھی خرید کرتے سے معذور تھے - اسی عرصے میں ان کا ایک دوست ہرکرن جو کنول تھالی کا رہنے والا تھا - ان کے پاس آیا اور ان دونوں سامان کرکے امید وارانہ حیثیت سے خواجہ ابوالحسن تربتی دیوان شہنشاہ جہانگیر کی کچہری میں لوا لے گیا جب ان دونوں کی عرضی خواجہ موصوف کی خدمت میں پیش ہوئی - دونوں کو اپنے روبرو طلب کیا اور نظر قیافہ سے دونوں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہرکرن سیاق داں ہے مگر چور معلوم ہوتا ہے اور گوردھن بیوقوف ہے - خواجہ صاحب کو یہ کیا معلوم تھا کہ کسی وقت یہ ہی بیوقوف بڑے بڑے امیروں کو بیوقوف بناوے گا - غرضکہ ہرکرن کو تیس روپیہ ماہوار اور گوردھن کو پچیس روپیہ ماہوار کی جگہ ملی ان کے لئے اس وقت یہ بھی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھی —

خواجہ ابوالحسن کے بعد اعتمادالدولہ دیوانی کے عہدے پر سرفراز ہوے - انہوں نے اُن کی کاردانی کو دیکھکر پچاس

روپیہ ماهوار پر شاگرد پیشوں کا بخشی کردیا - اب گوردهن کو اپنی لیاقت کے جوهر دکھانے کا موقع ملا اور انھوں نے ایسی لیاقت دکھائی کہ ان کی لیاقت اور کار دانی کو دیکھہ کر اعتمادالدولہ نے اپنی سرکار کے دیوان اور سرکار شاهی کے پیشکار دیوان کے عہدے پر سرفراز کردیا - اس عہدے پر سرفراز هوکر یہ اکثر بادشاہ کے سامنے بھی جانے اور خود کاغذات پیش کرنے لگے - قاعدے کی بات هے کہ جب اقبال رفیق حال هوتا هے تو عالم دلمهات کو بھی مت کردیتا هے اور خود بخود اسباب بہتری کے پیدا هوتے چلے جاتے هیں - چنانچہ بہت جلد یہ اپنی مزاج دانی اور خدمت گذاری کی سفارش سے بادشاہ کے بھی منظور نظر هوکر خطاب رائے سے موصوف هوے - رفتہ رفتہ ایسا اعزاز بڑھا کہ بڑے بڑے امرا ان کا منہ تکنے لگے مرزا عبدالرحیم خان خاناں تک ان کے در دولت پر حاضر هوکر اپنے معاملات میں عرض معروض کرتے تھے —

همیشہ سے قاعدہ چلا آتا هے کہ جس شخص کا عروج هوتا هے اُس کے بہت سے دشمن بھی پیدا هو جاتے هیں -

سنہ ۱۲ جلوس میں جب کہ بادشاہ گجرات کے دورہ میں تھے - دریائے شور کی سیر کو تشریف لے گئے - رائے صاحب بھی حضوری رکاب کی عزت سے مفتخر تھے - ایک دن شام کے وقت جب کہ اندهیرا هو گیا تھا دریا سے

اشنان کر کے واپس آ رہے تھے - راستے میں شریف الملک اعتماد الدولہ کے بخشی کے اغوا سے ایک شخص نے تلوار کا وار کیا جو خوبی قسمت سے خالی گیا - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا - تحقیقات کا حکم دیا - اور اُس دن سے انہیں اور بھی زیادہ عزیز رکھنے لگے -

عصمت بیگم اعتماد الدولہ کی بیگم تھیں اعتماد الدولہ کو اُن کے ساتھ ایسی محبت تھی - کہ اُن کے مرنے کے بعد دو تین مہینے کے عرصے میں وہ بھی ان کے فراق میں چل بسے - یہ کسی بات پر رائے صاحب سے ناراض ہو گئیں بہتیرا چاہا کہ انہیں کسی قسم کا نقصان پہونچائیں - مگر کوئی نقصان نہ پہونچا سکیں —

اعتماد الدولہ کے مرنے کے بعد رائے گور دھن نور جہاں بیگم کی سرکار کے دیوان مقرر ہوئے - نور جہاں بیگم کل سلطنت کی مالک تھیں - ان کی بڑی عزت ایک سے ہزار ہو گئی - اور ان کا آفتاب اقبال خط نصف النہار پر پہونچ گیا —

سنہ ۱۰۳۵ ھ میں مہابت خاں نے نمکحرامی سے جہانگیر کو اپنے قبضے میں کر لیا - افسوس اور سخت افسوس کہ رائے صاحب نے بھی باوجود اس اعزاز اور اقتدار کے بیوفائی سے اپنا منہ سیاہ کیا - اور بقول مولانا 'حالی' —

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ
پڑے رہ گئے جو نکل جاتے ہیں وہ

ہر ایک سانچے میں جاکے ڈھل جاتے ہیں وہ
جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ

گرگٹ کی طرح فوراً ہی رنگ بدلا - اور مہابت خان کو بادشاہی خزانوں اور دفینوں کے راز سے مطلع کر کے اس کی سرکار کے دیوان بن بیٹھے - جب نور جہاں بیگم کی حسن لیاقت سے بادشاہ نے مہابت خان کے پنجے سے رہائی پائی - آصف خان نے رائے صاحب کو گرفتار کر کے قید خانہ کی ہوا کھلائی - اسی حالت قید میں تھوڑے دن بعد نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے چل دئیے —

رائے صاحب نے قاضی کھاری میں اپنے وطن میں پختہ فصیل - عالیشان عمارتیں - چوڑے چوڑے راستے - خوش نما دوبڑ کے بازار تعمیر کرکر اس کو گوردھن نگر کے نام سے موسوم کیا - اپنے صرف سے تمام قصبہ کے مکانات نہایت سلیقے سے از سر نو پختہ تعمیر کرائے - اور رعایا کو آباد کر کے دوکانوں اور مکانوں کا کرایہ غریب اور مفلس رعایا - اور اہل حرفہ کے واسطے وقف کیا - ہزاروں گائے - بھینس - اونٹ - بکری - گھوڑا - گھوڑی - گنگا کی ترائی میں پال رکھی تھیں - ان کا دودھ - دہی - گھی رعایا کے صرف میں آتا تھا - لاہور کے راستے میں پختہ تالاب - سرائیں مسافروں کے آرام کے واسطے بنوادی تھیں - متھرا اور اجین میں دو عظیم الشان مندر اور تالاب تعمیر کرائے تھے —

راجہ گردھر کچھواہا

راجہ رائے سال درباری کے بیٹے تھے - سنہ ۱۳ جلوس جہانگیری میں منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار پر سرفراز ہوئے —

سنہ ۱۶ جلوس میں منصب ہزار دو صدی ذات - نہ صد سوار پر مفتخر ہوکر مہم دکن میں متعین ہوئے -

سنہ ۱۷ جلوس میں دربار میں حاضر ہوکر منصب دو ہزاری ذات - ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوئے - اس کے بعد مہابت خان کی ماتحتی میں پھر دکن میں مامور ہوئے —

ایک راجپوت کے قصاص میں ایک سید کا قتل کیا جانا —

سنہ ۱۸ جلوس میں لشکر شاہی متعینہ صوبۂ دکن میں عجیب فساد برپا ہوا - سید کبیر کے ایک بھائی نے جو شاہزادۂ پرویز کی فوج میں نوکر تھا اپنی تلوار صیقل کرانے کے لئے ایک صیقلگر کو جس کی دوکان راجہ گردھر کے مکان کے پاس تھی دی - دوسرے دن سید اور صیقلگر میں مزدوری پر کچھہ جھگڑا ہونے لگا - سید کے نوکروں نے غصہ میں آکر صیقلگر کے دو تین لکڑیاں ماریں - راجہ گردھر کے راجپوت سپاہیوں نے صیقلگر کی حمایت کی - اور سید اور اس کے نوکروں

کو مارنا شروع کیا - اسی عرصے میں دو تین سید اور آگئے یہ حال دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا - اپنی تلواریں سونت کر ان راجپوتوں پر حملہ کر دیا - فریقین میں زور شور سے تلوار چلنا شروع ہو گئی جب سید کبیر کو یہ حال معلوم ہوا تیس چالیس سواروں کو ساتھ لے کر موقع واردات پر جا پہنچا - اور وہاں سے راجہ گردھر کے مکان پر روانہ ہوئے - راجہ گردھر معہ اپنے بھائی بندوں کے چوکے میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے سید کبیر کے اس طرح آنے اور سادات کے غلبہ پانے کا حال معلوم کر کے چوکے سے اٹھ کھڑے ہوئے - اور اپنے سپاہیوں کو حویلی کے اندر کرکے دروازہ بند کر لیا - سید کبیر جلال میں بھرے ہوئے راجہ کے دروازے پر پہونچے - اور دروازہ بند پاکر آگ لگا دی - اور کود پھاند کر حویلی کے اندر گھس گئے - وہاں پر راجپوتوں اور سیدوں میں تلوار چلنا شروع ہوئی - آخر کار راجہ گردھر معہ چھبیس راجپوتوں کے مارے گئے - چار سید قتل ہوئے"- سید کبیر راجہ گردھر کے گھوڑے لے کر وہاں سے چل دئیے —

جب لشکر کے راجپوت سرداروں کو یہ حال معلوم ہوا اپنی اپنی فوجوں کو لے کر میدان میں جمع ہوئے - اسی طرح سادات بارہ جمع ہوکر سید کبیر کی امداد کو پہونچے - قریب تھا کہ فریقین میں کشت وخون شروع

هوجاے که مہابت خان سپه سالار کو خبر پہانچ گئی ۔ اور اُسی وقت موقع واردات پر پہانچ گئے - اول حکمت عملی سے سادات کو قلعه کے اندر پہنچا دیا - پھر راجپوتوں کے جوش کو دلداری اور خاطر داری اور تسلی و دلاسا سے ٹھنڈا کرکے اپنے اپنے قیام گاہ کو واپس کیا - اور چند خاص سرداروں کو ساتھه لے کر خان عالم کی حویلی میں گئے - اور اُن کو سمجھا بجھا کر نہایت اعزاز سے رخصت کیا - دوسرے دن راجه گردھر کے مکان پر گئے - اور اُنکے بیٹوں کے زخم پر دلداری اور خاطر داری کا مرهم رکھا - سید کبیر کو اُسی وقت حوالات میں بھیجدیا ۔ اور تحقیقات کے بعد راجه گردھر کے قصاص میں قتل کرا دیا - دوارکا داس راجه گردھر کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ھے —

راجه گج سنگهه راٹهور

راجه سورج سنگهه راٹهور کا بیٹا تھا - سنه ۱۰ جلوس جهانگیری میں باپ کے ساتهه دربار جهانگیری میں حاضر هوا سنه ۱۴ جلوس جهانگیری میں باپ کے انتقال کے بعد منصب سه هزاری ذات - دو هزار سوار سے مفتخر هوکر خطاب راجگی سے موصوف هوا - اور متواتر ترقی پاکر منصب پنجم هزاری ذات و پنجم هزار سوار سے

سرفراز ہوا —

سنہ ۱۸ جلوس میں مہابت خاں اور شاہزادۂ پرویز کے ساتھ شاہزادۂ خورم (شاہجہاں) کے تعاقب پر مامور ہوا - اور جہانگیر کے آخیر عہد تک دکن میں تعینات رہا —

جب جہانگیر کی جہانگیری ختم ہوئی - اور شاہجہاں نے تخت سلطنت کو رونق بخشی - گج سنگھ دکن سے اول اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوگیا - اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر پہلے ہی سال جلوس میں حاضر دربار ہوگیا - شاہجہاں نے منصب سابقہ پر بحال کر کے خلعت - جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ - شمشیر مرصع علم و نقارہ - اور اسپ وفیل مرحمت فرمایا —

سنہ ۳ جلوس میں مہم نظام الملک اور اس کے بعد مہم بیجاپور میں متعین ہوکر کارہاے نمایاں انجام دئے —

سنہ ۹ جلوس میں دربار میں حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا —

سنہ ۱۰ جلوس میں ایک برس کی رخصت لےکر جودھپور روانہ ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں معہ اپنے بیٹے جسونت سنگھ کے واپس آیا - اوراسی سال ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ھ کو انتقال کیا - بادشاہ نے اُس کے چھوٹے بیٹے جسونت سنگھ کو جس کا حال لکھا جا چکا

ہےاس کی وصیت کے بموجب جانشین مقرر کیا - اور دوسرے بیٹے امرسنگھ کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کرکے خطاب راؤ سے موصوف کیا - اُس کا حال بھی قلمبند ہوچکا ہے —

راجہ گج سنگھ کی یادگار سے آگرہ میں اُس کا تعمیر کیا ہوا محل اِسوقت تک موجود ہے جو محلۂ پیپل منڈی میں کالے محل کے نام سے موسوم ہے —

گوردھرداس گوڑ

راجہ بیٹھلداس گوڑ کا چھوٹا بھائی تھا - سنہ ۲ جلوس شاہجہانی میں خانجہان لودی کے تعاقب میں مامور ہوکر کار ہاے نمایاں انجام دئے —

سنہ ۹ جلوس میں قلعہ جھانسی کے فتح ہونے کے بعد وہاں کا قلعدار مقرر ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں منصب ہزاری ذات چہار صد سوار پر سرفراز ہوا —

سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار پر ترقی پائی —

سنہ ۲۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار دو بست سوار سے ممتاز ہوا - اور مہمات قندھار میں شریک ہو کر اپنی مردانگی کے جوہر دکھائے —

سنہ ۲۹ جلوس میں سیادت خاں کی جگہ منصب دو

هزاری پر مفتخر هو کر اکبر آباد کا قلعدار مقرر هوا —

سنه ۳۰ جلوس میں منصب دو هزاری ذات - دو هزار سوار سے سر بلند هو کر علاوہ قلعداری کے فوجداری اکبر آباد کی خدمت بھی سپرد هوئی —

سنه ۱۰۶۸ ھ میں سموگدہ کی لڑائی میں دارا شکوہ کی فوج میں تھا - اور عالمگیر نامه سے معلوم هوتا هے که عالمگیر کے عهد میں بھی خدمت شاهی میں سرگرم تھا —

گوکل داس سیسودیه

شاهجهاں کے عهد میں سنه ۱۰ جلوس تک منصب نه صدی ذات - پانصد سوار پر سرفراز تھا - سنه ۸ جلوس میں مهم ساهو جی بھونسلا میں شریک هوا - سنه ۱۱ جلوس میں منصب هزاری ذات پانصد سوار اور سنه ۱۲ میں منصب هزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز هوا - سنه ۱۴ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت هو کر راجه جگت سنگه کی سرکوبی پر متعین هوا - اور اُس کے ملک کے فتح هونے کے بعد دستاں کی حکومت پر سر بلند هوا - سنه ۱۵ جلوس میں شاهزادهٔ دارا شکوہ کے ساتھ مهم قندهار پر مامور هوا - سنه ۱۹ جلوس میں منصب هزاری ذات - هشت صد سوار پر سرفراز هو کر

شاهزادهٔ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں علامی سعداللہ خان کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار پر سر بلند ہوا —

گوردھن راٹھور

ابتدا میں راجہ گج سنگھہ راٹھور کی سرکار میں ملازم تھا۔ سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی میں ۱۶ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۹ ھ کو ملازمان شاہی میں منسلک ہو کر منصب ہفت صدی پر سر فراز ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس میں ۱۰ - شعبان سنہ ۱۰۵۴ ھ کو بھائی سیو رام گوڑ کے قلعہ آسیر کا قلعدار مقرر ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں منصب ہشت صدی ذات - چہار صد سوار پر سر بلند ہوا۔ اس کے بعد مہم قندھار وغیرہ میں شریک ہو کر خدمات ... بجا انجام دیتا رہا۔ سنہ ... ھ میں راجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ صوبہ مالوہ میں تعینات ہوا۔ اور جنگ اجین میں شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا —

گوپال سنگھہ چندراوت

محکم سنگھہ کا بیٹا - اور راؤ امر سنگھہ چندراوت کا

پوتا تھا - سنہ ۳۳ جلوس عالمگیری میں حاضر دربار ہوکر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا - اور پرگنہ رام پور جاگیر میں قرار پا یا - رتن سنگھہ اُس کا بیٹا وطن میں تھا اُس نے باپ سے بغاوت کی اور جاگیر پر قابض ہو گیا - گوپال سنگھہ بلا اجازت شاہزادہ بیدار بخت کے پاس سے بھاگ گیا - جب بیٹے کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی وہاں سے بھاگ کر رانا کے ملک میں چلا گیا - سنہ ۴۶ جلوس میں پھر حاضر دربار ہوکر عفو تقصیر کا خواستگار ہوا - بادشاہ نے قصور معاف کر کے گولاس کا قلعدار کر دیا - سنہ ۴۷ جلوس میں کسی قصور پر وہاں سے معطل ہو کر طلب ہوا لیکن حاضر نہیں ہوا اور مرھٹوں سے جاملا پھر اُس کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

راجہ گوپال سنگھہ گوڑ

راجہ گو پال سنگھہ کے بزرگ اندرکھی صوبہ الہ آباد کے زمیندار اور ہمیشہ سے راجگان اوندچھہ (اُرچھا) کی ملازمت کیا کرتے تھے - بہادر سنگھہ راجہ گوپال سنگھہ کے دادا نے عالمگیر کے عہد میں بغاوت کی اور معہ اپنے بیٹے بھگونت سنگھہ کے جو راجہ گوپال کا باپ تھا ملوک چند نائب صوبہ دار مالوہ کے ہاتھہ سے مارا گیا - باقی اولاد وطن سے بھاگ کر ادھر اُدھر جا بسی - راجہ گوپال سنگھہ نے

نواب نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی میں ملازمت شاہی اختیار کرلی - اور اُن کے ساتھ دربار سے دکن روانہ ہوا اور دکن کی مہمات میں کارہائے نمایاں انجام دیکر قلعہ قندھار (صوبہ بدر) کا قلعدار مقرر ہو گیا - سنہ ۱۱۶۲ ھ میں اُس نے انتقال کیا - دلپت سنگھ - رتن سنگھ - اجے چند نرپت سنگھ چار بیٹے تھے - دلپت سنگھ باپ کے سامنے مر چکا تھا - راجہ گوپال سنگھ کی وصیت کے بموجب اجے چند قندھار کا قلعدار مقرر ہوا —

راجہ گردھر بہادر

ذات کے ناگر برھمن تھے - ان کا باپ دیا رام شاہزادہ عظیم الشان کی سرکار میں ملازم تھا - یہ اپنے چچا چھبیلا رام ناگر کے ساتھ رہے - جب چھبیلا رام الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور ہوے - یہ ان کی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوے - اور لشکر کو اپنی ذاتی لیاقت سے ترتیب دے کر شجاعت و بہادری میں نامور ہوے - سنہ ۱۱۳۱ ھ میں چچا کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوے —

امیرالامرا حسین علی خاں اور چھبیلا رام سے رنج

تھا ۔ امیرالامرا نے انہیں معزول کراکر قلعۂ الہ آباد کو خالی کرانا چاہا ۔ مگر انہوں نے قلعہ نہ چھوڑا امیرالامرا نے حیدر قلی خاں کو فوج دے کر قلعہ خالی کرانے کے واسطے روانہ کیا ۔ مدت تک نامہ و پیام ہوتے رہے ۔ آخرکار سنہ ۱۱۳۲ ھ میں راجہ رتن چند کے ذریعے سے صلح ہوگئی ۔ دربار سے انہیں راجگی کے ساتھہ منصب پنج ہزاری اور صوبۂ اودھ کی صوبہ داری اور چند دیگر پرگنوں کی فوجداری کا خلعت ارسال ہوا ۔ اور شروع جمادی الثانیہ سنہ ۱۱۳۲ ھ میں انہوں نے الہ آباد کا قلعہ خالی کردیا ۔ اور اودھ روانہ ہوئے —

سنہ ۱۱۳۳ ھ میں محمد شاہ نے انہیں دربار میں طلب کیا ۔ اسی سال ان کی اور راجہ جے سنگھہ سوائی کی سفارش سے محصول جزیہ معاف ہوا ۔ اسی سال جشن شادی کے موقع پر انہوں نے ایک لاکھہ روپیہ بادشاہ کی خدمت میں پیشکش کیا —

سنہ ۱۱۳۷ ھ میں مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے —

سنہ ۱۱۳۹ ھ میں ملہر نے دکن سے مالوہ میں آکر لوٹ کھسوٹ مچائی ۔ راجہ گردھر نے نہایت شجاعت و بہادری سے مقابلہ کیا ۔ اور اسی لڑائی میں مارے گئے —

رائے لونکرن کچھواھا

کچھواھا راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تھا -- پرگنہ سانبھر کی زمینداری قدیم سے اس کے خاندان میں چلی آتی تھی -- راجہ بہارا مل کے ساتھہ یہ بھی ملازمت اکبری میں داخل ھوا -- اور مزاج دانی اور خدمت گذاری کی سفارش سے اکبر کا منظور نظر ھو کر خطاب رائے سے موصوف ھوا —

سنہ ۲۱ جلوس میں کنور مان سنگھہ کے ساتھہ رانا اودے پور کی مہم پر مامور ھو کر شجاعت و بہادری کے جوھر دکھائے —

سنہ ۹۸۴ ھ میں اکبر نے راجہ بیربر کے ساتھہ راجہ ڈونگر پور کے پاس روانہ کیا -- راجہ مذکور اپنی بیٹی کو حرم سرائے شاھی میں داخل کرنا چاھتا تھا مگر بعض باتوں کی وجہ سے رکا ھوا تھا - انھوں نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راجہ نے انہیں کے ساتھہ اپنی لڑکی کو حرم سرائے شاھی میں بھیج دیا —

سنہ ۲۴ جلوس میں راجہ ٹوڈر مل کے ساتھہ مہم بنگال میں نہایت جانفشانی سے خدمتیں بجالایا سنہ ۲۸ جلوس میں مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے ساتھہ مہم گجرات میں متعین ھوا —

آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ سلہ ۴ جلوس تک منصب چہار صدی سے سرفراز تھا - لیکن اکبر اس کی حسن لیاقت اور نیک نیتی کی وجہ سے بہت عزیز رکھتا تھا - راے منوہر داس اس کا بیٹا تھا اس کا حال علحدہ قلمبند کیا جاےگا —

فرزند - مرزا - راجہ مان سنگھہ کچھواھا

مغلیہ خاندان کی تمام تاریخیں اس عالی خاندان راجہ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفوں سے مزین اور مرصع ہیں - ہندو امرا میں جو شہرت اس منتخب روزگار کے نام کو نصیب ہوئی وہ کسی کے نام کو میسر نہیں ہوئی - اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کے عالی خاندان کی مبارک رفاقت اکبر کی ہمدم اور رفیق حال نہ ہوتی تو آج تیموری خاندان کے ہندو امرا کی ایسی وسیع فہرست نظر نہ آتی - ہندو مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کی تاریخ میں جہاں اکبر کا نام سنہرے حروف سے لکھا چلا آتا ہے - وہیں راجہ مان سنگھہ کا نام بھی جگمگا رہا ہے - اکبر نے ہندوؤں کی تالیف قلوب کے لئے ان کا طرز معاشرت - رسم و رواج اختیار کرکے ان کے دلوں میں اپنی محبت کا بیج بویا - لیکن راجہ مان سنگھہ نے اپنے مذہب - رسم و رواج پر قائم

رھکر مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت اور عزت و عظمت کا ایسا نقش جمایا کہ وہ اس کے جھنڈے کے نیچے لڑنا اور جہاد اور اُس میں مارے جانے کو شہادت سمجھنے لگے - اکبر کی دلداری اور خاطرداری - اور مان سنگھہ اور اس کے خاندان کی وفاداری اور جان نثاری کا اثر ہے - کہ باوجود اس کے کہ زمانہ بہت سے کچھہ ہوگیا مدتیں گذر گئیں - کہ سلطنت مغلیہ صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوگئی مگر آج تک اس کا خاندان چغتائی خاندان کی محبت کا دم بھرتا ہے اور بے تعصبی میں شہرۂ آفاق ہے - اور نظر غور سے دیکھنے والوں کے نزدیک بہت سی باتوں میں یہ اثر صاف طور سے محسوس ہوتا ہے * —

راجہ مان سنگھہ کے دادا راجہ بہارا مل اور باپ راجہ بھگوان داس کے حالات علحدہ قلمبند ہو چکے ہیں - یہ سنہ ۹۶۸ ھ میں رتن پور کے مقام پر باپ کے ساتھہ دربار اکبری میں حاضر ہوے - اکبر نے دونوں باپ بیٹوں کو ساتھہ لیا - اور دارالخلافت کو روانہ ہوے - اور راجہ بہارا مل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے

---

* مہا راجہ رام سنگھہ والی جے پور کی بے تعصبی اور مسلمانوں پر خاص نظر عنایت ہونے کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں - اسلامی ریاستوں کی طرح ریاست جے پور میں بھی اب تک ہفتہ کی تعطیل جمعہ کے دن ہوتی ہے - وغیرہ وغیرہ —

جالہ چلے آنا —

مہم گجرات

سنہ ۹۷۹ھ میں جب اکبر گجرات پر خود فوج لے کر گیا۔ راجہ مان سنگھ باپ کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوے اور میدان ہمت میں قدم جما کر ہمت سردانہ کے جوہر دکھاے*۔ باوجود اس کے کہ نو جوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہنچا۔ اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیوں کو سنبھالا تو مان سنگھ نے آگے بڑھ کر عرض کی "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "بہ دام لشکر تقسیم افواج تواں کرد۔ وقت است کہ ہمہ یک دل و یک رو کار شدہ" مان سنگھ نے پھر کہا۔ "در ہر صورت قدمی پیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص است" اکبر کو اس کی خاطر عزیز تھی چلد بہادروں کے ساتھ آگے روانہ کر دیا —

یلغار گجرات

سنہ ۹۸۰ھ میں خان اعظم مرزا عزیز گجرات میں تھے۔ محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ مل گیا۔ دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے۔ اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف میں پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد میں گھس بیٹھے۔ غنیم نے ۱۴ ہزار لشکر جمع کر کے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔

---

* راجہ بھگوان داس کا حال دیکھو —

خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائیں تو جانیں بچیں گی - ورنہ کام تمام ہے - اکبر فتح پور میں دربار کر رہا تھا کہ دفعتاً یہ پرچہ پہنچا - اسی وقت راجہ بھگوان داس - راجہ مان سنگھ اور عمدہ عمدہ سرداروں اور سپاہیوں کو لیکر سانڈنیوں پر سوار ہوا اور ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن میں نپٹ کر ساتویں دن گجرات سے تین کوس پر دم لیا - ملک الشعرا فیضی اکبر نامہ میں جو سکندر نامہ کے جواب میں لکھنا شروع کیا تھا - لکھتے ہیں —

بہ یک ہفتہ تا احمد آباد رفت
تو گوئی کہ بر مرکب باد رفت
یلان بر شتر ترکش اندر کمر
شتر چوں شتر مرغ در زیر بر

غرض کہ بڑا سخت معرکہ ہوا - مان سنگھ بھگوان داس اور بہت سے راجپوتوں نے جانفشانی اور جانبازی کو حد سے گذار دیا - محمد حسین مرزا قید ہو گیا - اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سن کر بے اختیار ہو گیا - اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا - راستے میں سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا - اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا - دو دن کے بعد بادشاہ وہاں سے روانہ ہو کر دارالخلافت کو واپس آئے - فیضی نے غزل سنائی —

نسیم خوش دلی از فتح پور می آید
که بادشاہ می از راہ دور می آید

راجہ مان سنگھ اور رانا پرتاب کی ملاقات

ٹاڈ صاحب تاریخ راجستان میں لکھتے هیں کہ راجہ مان سنگھ شعلہ پور کی مہم مار کر آتا تھا۔ ادے پور کی سرحد سے گذرا سنا کہ رانا پرتاب کومل میر میں ہے وہاں بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا هے۔ رانا نے بہت خوشی سے مدعو کیا ادے ساگر تک خود استقبال کو آیا۔ اور جھیل کے کنارے ڈیرا کر ضیافت کا سامان کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو رانا اس کا بیٹا نے آکر کہا " رانا جی کے سر میں درد ہے۔ وہ اس وقت حاضری سے مجبور هیں ۔ آپ کھانے پر بیٹھئے اور اچھی طرح کھائیے" مان سنگھ نے جواب میں کہلا بھیجا " کہ جو مرض ہے عجب نہیں کہ وہی ہے۔ جو میں سمجھا هوں۔ مگر یہ مرض تو لا علاج هے ۔ اور جب وہی مہمانوں کے اگے تھال نہ رکھیں گے تو کون رکھے گا۔ رانا نے کہلا بھیجا " مجھے خود اس کا رنج ہے۔ مگر کیا کروں ۔ مجبور هوں کہ جس شخص نے بہن ترک سے بیاہ دی تو اس کے ساتھ کھانا بھی ضرور کھایا ہو گا" ۔ جب راجہ مان سنگھ نے یہ جواب سنا اپنے آنے پر بہت پچھتایا۔ اور دل پر سخت صدمہ ہوا۔ چاول کے چند دانے لیکر ان دیوی کو چڑھائے۔ وہی اپنی پگڑی میں رکھہ لئے۔

اور چلتے وقت کہا - تیری عزت بچانے کو ہم نے اپنی عزت کھوئی - اور بہنیں بیٹیاں ترک کو دیں - تمہاری یہ ہی مرضی ہے کہ عزت میں رہیں تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اس لئے کہ اس ملک میں تمہارا گذر نہ ہوگا - جب گھوڑے پر سوار ہوا - رانا پرتاب بھی آ گیا - اُس کی طرف مخاطب ہو کر کہا " رانا جی اگر تمہاری شیخی نہ جھاڑوں تو میرا نام مان نہیں - رانا پرتاب بولا " ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا " کسی بے لحاظ نے برابر سے یہ بھی کہا " جی اپنے پھوپھا (اکبر) کو بھی ساتھ لیتے آنا - جس زمین پر یہ ضیافت ہوئی تھی اُسے کھدوا دیا - گنگا جل سے دھلوا کر پاک کیا - سب سردار نہائے - پوشاکیں بدلیں - گویا سب مان سنگھ کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے -

مہم رانا پرتاب | جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا - بہت غصہ آیا - چند روز بعد رانا پر فوج کشی ہوئی - سلیم کے نام سپہ سالاری ہوئی - مان سنگھ اور مہابت خاں ساتھ ہوئے - بادشاہی لشکر رانا کے ملک میں داخل ہوا - ہلدی گھاٹ کے میدان میں کشت و خون کا بازار گرم ہوا - راجہ اور ٹھاکر جانوں سے ہاتھ اُٹھا کر شاہی لشکر پر آن گرے - رانا قرمزی جھنڈا لئے تیار تھا کسی طرح راجہ مان سنگھ نظر آئے - اور اس سے دو دو ہاتھ ہوں - یہ ارمان تو نہ نکلا

ایکی شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا - اس پر حملہ کیا - فیلبان مارا گیا - مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا - اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان بچ گئی - یہاں بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے - رانا پرتاپ نے سات زخم کھائے مگر میدان نہ چھوڑا قریب تھا کہ اس کا خاتمہ ہو جائے - اسی عرصے میں جھالا کا سردار دوڑا ہوا آیا - اور اس بلا سے رانا کو نکال کر لے گیا - خود مع جاں نثاروں کے مارا گیا - مگر رانا بھاگ کر نکل گیا - بائیس ہزار راجپوتوں میں فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں - رانا پرتاپ چتک نامی گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا - دو مغلوں نے اس کے پیچھے گھوڑے ڈالے - راستے میں ایک ندی آئی اگر چتک ذرا جھجکتا تو پھنس ہی گیا تھا مگر وہ ہرن کی طرح چاروں پتلیاں دھاڑ کر پانی پر سے اڑ گیا شام ہوگئی تھی - اتنے میں پیچھے سے ایک سوار نے آکر اس کی بولی میں کہا - او نیلے گھوڑے کے سوار " پرتاپ نے پیچھے پھر کر دیکھا - تو مکت سنگھ اپنے بھائی کو پایا - یہ کسی خانگی بات پر بھائی سے خفا ہو کر نکل گیا تھا اور اکبر کی ملازمت اختیار کرلی تھی - اور اس لڑائی میں شاہی لشکر کے ساتھ موجود تھا - جب اس نے دیکھا کہ بڑا بھائی اس حالت کے ساتھ جان لے کر بھاگا ہے - اور دو مغل اس کے پیچھے پڑے ہیں

تو خون نے جوش مارا - اور اس کے پیچھے ہو لیا موقع پاکر دونوں مغلوں کا کام تمام کردیا - اور بھائی سے جا ملا - سکت کے بچھڑے تھے گھوڑے سے اُتر کر خوب گلے ملے - یہاں چتک بیٹھہ گیا - اور اس کا دم نکل گیا - سکت نے اپنا گھوڑا بھائی کو دیا - اور خود مغل کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلیم کے لشکر میں آیا - لوگوں سے کہا کہ پرتاب نے دونوں مغلوں کو مارا - اور ان کی حمایت میں میرا گھوڑا بھی مارا گیا - لشکر میں کسی کو یقین نہ آیا - آخر سلیم نے اقرار کیا کہ سچ کہہ دوگے تو میں معاف کردوں گا - اس نے اصل حال کہہ دیا - شاہزادہ اپنے عہد پر قائم رہا اور اس سے کہا کہ تم اب اپنے بھائی کے پاس جاکر نذر دو اور وہیں رہو - چنانچہ وہ اپنے ملک میں چلا گیا -

۳۸ رانا کیکا | رانا کیکا ہندوستان کے مشہور راجاؤں میں تھا - وہ ملک میواڑ میں حکومت کرتا تھا -

جب سنہ ۹۷۵ ھ میں اکبر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کرلیا تو اس نے ہندوارہ کے پہاڑوں میں قلعہ کوکندہ تعمیر کیا - ملک کنبیل آسیر پر جو اراولی پہاڑوں میں جانب شمال اودے پور سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے حکومت کرتا تھا اس نے اکبر کی اطاعت قبول نہ کی - سنہ ۹۸۳ ھ میں اکبر مع فوج کے اجمیر گیا - جب درگاہ ایک منزل رہی تو پیادہ ہوا - زیارت کرکے نذر و نیاز

چڑھائی - ایک دن درگاہ میں مان سنگھہ کو بھی ساتھہ لے گیا دیر تک دعائیں اور التجائیں کیں - اور وہیں رانا مذکور پر فوج کشی کی رائے قرار پائی - مان سنگھہ کو خطاب فرزندی کے ساتھہ سپہ سالاری عنایت ہوئی آصف خان میر بخشی - غازی خان بدخشی - شاہ غازی خان تبریزی - مجاہد خان - سید احمد خان - سید ہاشم بارہ - وغیرہ کو ہمراہ جانے کا حکم ملا - ملا عبدالقادر بدایونی - صاحب منتخب التواریخ غازی اور آصف خان کے پہنچانے کو اجمیر سے تین کوس تک ساتھہ آئے تھے - ان کے دل میں بھی جہاد کا شوق پیدا ہوا - اسی وقت واپس آکر اول شیخ عبدالنبی صدر اور اس کے بعد نقیب خاں سے بادشاہ سے اجازت دلا دینے کے واسطے کہا - نقیب خان نے بادشاہ سے کہا - بادشاہ نے انہیں بلا کر دریافت کیا - اور اجازت دی - اور رخصت کے وقت دونوں ہاتھوں میں اشرفیاں (۹۵ تھیں) بھر کر عنایت کیں —

غرض کہ راجہ مان سنگھہ وہاں سے روانہ ہو کر حدود اُدے پور میں داخل ہوئے - اور مانڈل گڈہ پر ٹھیر کر لشکر کا انتظام کیا اور بلدیو کی گھاٹی سے نکلکر کوکندہ پر جا پہنچے - رانا تین ہزار سواروں کے ساتھہ مقابلہ پر آیا - اور اپنی فوج کے دو حصے کئے - ایک نے ہراول شاہی پر حملہ کیا دوسری نے جس میں خود رانا موجود تھا - قاضی خان بدخشی پر جو دہانہ روکے ہوئے تھے حملہ کیا - بادشاہی لشکر کے راجپوت بائیں طرف سے بھاگے لیکن سادات بارہ

نے نہایت شجاعت و بہادری سے رانا کو روکا - بہت سے
گھوڑے ایسے بھاگے کہ پانچ چھہ کوس تک دم نہ لیا -
ایک دریا بیچ میں تھا - اس سے بھی پار ہو گئے -
لڑائی جاری تھی - اسی عرصے میں مہتر خان نے عجب
کام کیا گھوڑا اڑاتا نقارہ بجاتا آیا - کہ بندگان
بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے - اس منتر نے بڑا
اثر کیا - بھاگتے ہوے تھم گئے - بھاگے ہوے پلٹ پڑے -
اور غنیم کے پاؤں اکھڑ گئے -

اب رانا نے اپنے ہاتھیوں کو بادشاہی ہاتھیوں سے آن دھڑایا -
اور دو ہاتھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے - حسین خان بادشاہی
فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا - وہ گرا - مان سنگھ خود آگے اڑ کر
مہاوت کی جگہہ جا بیٹھے اور اس استقلال سے ڈٹے کہ اس سے زیادہ
کیا ہوگا - ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی
کو بڑھایا یہ بڑا قوی ہیکل جنگی ہاتھی تھا - بہت سے نوجوانوں
کو پامال کرکے صفوں کو چاک در چاک کردیا - کمال خاں
فوجدار شاہی نے گجراج ہاتھی کو سامنے کیا - دیر تک
آپس میں ریل ٹھیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا
کہ اسی عرصے میں اقبال اکبری نے رام پرشاد کے مہاوت
کو قضا کی گولی ماری - وہ گرا - کمال خاں نے ایسا
کمال دکھایا کہ سب دنگ ہوگئے - وہ نہایت پھرتی
سے کود کر رانا کے ہاتھی پر بیٹھا اتنے میں
مان سنگھہ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے - رانا کے ساتھہ

مان سنگھ کا مقابلہ ہوا - اوپر تلے کئی وار ہوئے آخر رانا نہ ٹھیر سکا - مان سنگھ کے ہاتھہ سے زخمی ہو کر بھاگا —

ملا عبدالقادر نے بھی اس لڑائی میں خوب تیر اندازی کی - جب فتح کے بعد رام پرشاد ہاتھی کے ساتھہ کسی سردار کے بھیجنے کی تجویز ہوئی تو آصف خاں نے ملا صاحب کے واسطے کہا - راجہ نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی یہاں بہت کام باقی ہے انہیں چاہئے کہ معرکہ میں ہر جگہہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کریں - ملا صاحب بولے کہ یہاں امامت کی کیا ضرورت ہے میں بادشاہ کی خدمت میں جاکر کرونگا - یہ جواب سنکر راجہ بہت ہنسے - اور تین سو سوار ان کے ساتھہ کر کے روانہ کیا - اور شکار کے بہانے سے ۲۰ کوس تک ان کے ساتھہ آئے اور سفارشی خط لکھکر ان کے حوالہ کیا - یہ رام پرشاد کو لیکر فتح پور میں آئے - بادشاہ کے سامنے اشرفیونکا ڈھیر لگا ہوا تھا ان سے لڑائی کا سب حال دریافت کیا اور دونوں ہاتھوں میں اشرفیاں (۹۶ - اشرفیاں) بھر کر انہیں مرحمت فرمائیں —

مہم حکیم مرزا

سنہ ۹۸۹ ھ میں اکبر نے راجہ مان سنگھہ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا - اُس کا ایک ملازم

معصوم خاں دربار اکبری میں آکر درجہ امارت پر پہونچ گیا تھا - وہ بنگالہ میں دوسرے امیروں کے ساتھہ باغی ہوگیا - اور مرزا محمد حکیم کو عرضیاں بھیجکر ہندوستان کے فتح کرنے پر آمادہ کیا - بھولا بھالا مرزا فوج لیکر پنجاب کی طرف بڑھا - ادھر سے مان سنگھہ شاہی فوج لیے ہوئے راولپنڈی پہونچے - شادمان کوکہ مرزا حکیم کے ایک دلاور سردار سے مقابلہ ہوا - بڑی سخت لڑائی ہوئی - سورج سنگھہ مان سنگھہ کے بھائی نے ایسے حملہ ہائے مردانہ کیے کہ اُسی کے ہاتھہ سے شادمان زخم کھاکر خاک ہلاکت پر گرا —

جب مرزا نے سنا کہ شادمان دنیا سے نا شاد گیا تو سخت غمناک ہوا - اور خود لشکر لیکر چلا - اکبر کا حکم راجہ مان سنگھہ کے نام پہونچا - کہ ہم خود آتے ہیں - مرزا کو آگے بڑھنے دو - اور روکو مت - مان سنگھہ حسب الحکم پیچھے ہٹتے گئے اور وہ بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا - راجہ بھگوانداس - اور مان سنگھہ معہ دوسرے سرداروں کے شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھہ رہے - جب اکبر سر ہند تک آپہونچا - تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہوکر بھاگا - راجہ مان سنگھہ حسب الحکم پشاور روانہ ہوئے - اور وہاں سے شاہزادہ مراد کے ساتھہ آگے بڑھے اور کئی خوں ریز معرکے مار کر مرزا کو شکست دی - اور کابل میں داخل

ھوئے پیچھے سے بادشاہ پہونچے - مرزا کی خطا معاف کی ۔
اور دوبارہ ملک بخشی کر کے چلے آئے - پشاور اور سرحدی ملک کا
انتظام اور اختیارات راجہ مان سنگھ کے سپرد ھوئے راجہ نے اٹک
کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا - اور افغانیوں سے
بہت اچھی رسائی پیدا کی - اور سرحدی افغانوں کا
بھی ایسا بندوبست کیا کہ سر شوروں کی گردنیں
ڈھیلی ھوگئیں —

مہم کابل

سنہ ۹۹۳ ھ میں محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا ۔
بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا
کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کرلو - جب مان سنگھ
نے دریائے اٹک کو عبور کیا - بڑے بڑے سرحدی پٹھان
اور سردار سلام کو حاضر ھونے لگے کابل میں پہونچکر
اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلوں کو
تسخیر کر لیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ھو رہے
تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لا کر حکمت عملی کی
قید میں مسلسل کر لیا - اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو
وھاں چھوڑ کر بہت سے امیروں اور سرداروں کے ساتھ
راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایہ تخت کو بوسہ دیا - اکبر
بہت دلداری سے پیش آیا پچیس لاکھ چوہتر ہزار روپیہ
انعام میں دئیے - وظیفے اور جاگیریں مرحمت کیں - یوسف
زئی وغیرہ کہ سرحدی علاقہ مرحمت ہوا - کابل کی حکومت
پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ھوئے - اور جب وہ

بیمار پڑے تو مان‌سنگھہ انکی جگہہ روانہ کیے گئے -
غرض کہ کابل اور سرحدی علاقے میں ان کی خوبی لیاقت
سے خوب انتظام جم گیا - اور عبداللہ خاں اوزبک والی
توران بھی انکی کامیابیوں سے ایسا ڈرا کہ تحفہ ھائے شاھانہ
کے ساتھہ ایلچی بھیجکر عہد نامہ کرلیا —

صوبہ داری بہار

سنہ ۹۹۵ ھ میں دربار میں افغانستان
سے شکایتیں پہنچیں کہ راجپوت اھل
ملک پر زیادتیاں کرتے ھیں - اس پر اکبر نے
مان‌سنگھہ کو صوبہ بہار میں تبدیل کردیا - وھاں پہونچکر
انھوں نے راجہ پورن‌مل کندھوریہ اور سنگرام وغیرہ
سرکشوں کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا -
اور اُن سے اطاعت کے ساتھہ تحائف گراں بہا لے کر ۵۴
ھاتھیوں کے ساتھہ دربار میں روانہ کئے —

سنہ ۹۹۷ ھ میں راجہ بھگوان داس نے لاھور میں
انتقال کیا - بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھہ فرمان
خطاب راجگی - اسپ بازین زرین - اور پنجم ھزاری
منصب کا خلعت ارسال کیا —

مہم اُڑیسہ

اسی سال راجہ نے اُڑیسہ پر چڑھائی کی -
قتلو خاں وھاں کا حاکم مارا گیا -
افغانوں میں پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ
سے آن ملے - جو باقی رھے ان سے آخر میں اس شرط
پر صلح ھوگئی کہ ملک میں اکبری خطبہ پڑھا جائیگا -

خراج اور تحائف سالانہ پیشکش کیا کرینگے جب حکم هوگا ۔ ادائے خدمت کو حاضر هونگے ۔ غرضکه راجه نے ۱۵۰ هاتهی اور بہت سے تحفه تحائف اُن سے لے کر دربار میں ارسال کئے —

جب تک عیسیٰ خان زندہ رها عہد و پیمان کا سلسله درست رها ۔ چند سال کے بعد نوجوان افغانوں کی همت نے زور کیا ۔ انهون نے اول جگناتهه کا علاقه مارا ۔ پهر بادشاهی ملک پر هاتهه ڈالنے لگے ۔ مان سنگهه خود عہد شکنی کے لئے بہانا ڈهونڈهتے تهے ۔ فوج جرار لے کر مقابله پر آمادہ هوئے ۔ بڑی بڑی لڑائیاں هوئیں ۔ بهادروں نے همت کے کارنامے دکهائے ۔ آخر کار مان سنگهه نے فتح پائی ۔ اور ملک کو بڑهاتے بڑهاتے دریائے شور تک پهونچا دیا ۔ جگناتهه کا ملک معه بندر کے قبضے میں آ گیا ۔ شہر شہر میں اکبری خطبه پڑها گیا —

صوبه داری بنگاله

سنه ۱۰۰۲ ھ میں جشن سالانه کے موقع پر اکبر نے شاهزادهٔ خسرو کو جو جهانگیر کا بیٹا اور مان سنگهه کا بهانجا تها ۔ منصب پنجهزاری پر سر فراز کر کے صوبهٔ اُڑیسه کو جاگیر میں مرحمت کیا ۔ راجه مان سنگهه کو اتالیقی کا اعزاز بخش کر اُس کی سرکار کا انتظام بهی راجه هی کے سپرد کیا ۔ اور راجه مان سنگهه کو بنگاله کی صوبه داری پر مفتخر کر کے بنگالے روانه کیا ۔ اور اُسی ملک پر اُن کی تنخواه

متھرا دی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے دربار میں حاضر ہو کر اکبری اطاعت کا سجدہ کیا بادشاہ نے اس کے صلے میں راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جوند انعام میں مرحمت کیا —

بغاوت بنگالہ

سنہ ۱۰۰۷ ھ میں اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا - مان سنگھ کو بڑے بڑے امیروں کے ساتھ سپہ سالار کر کے ہمراہ کیا - بنگالہ کی حکومت جگت سنگھ اُس کے بیٹے اور اُس کے مرنے کے بعد مہان سنگھ جگت سنگھ کے بیٹے کو مرحمت کی - افغانوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کر کے بھدراک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی - اور چاروں طرف پھیل کر بنگالہ کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے - جہانگیر اُس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا - جب یہ حال سنا - رانا کی مہم ملتوی کر کے مان سنگھ کو بنگالہ روانہ کردیا - اور خود الہ آباد پہنچکر عیش کی بہاریں لوٹنے لگا - اکبر اس وقت قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مصروف تھا جب یہ حال سنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا اِس مہم سے واپس آنا - مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا —

مان سنگھ نے بنگالہ پہنچکر جابجا فوجیں روانہ کیں اور تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایک عرصے کے بعد

بغاوت کی آگ بجھائی۔ اور ڈھاکہ میں آکر خاطرجمع سے حکمرانی کرنے لگے —

سنہ ۱۰۱۳ ھ میں شاہزادۂ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا ۔ مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب هفت ہزاری ذات شش ہزار سوار پر مفتخر ہوے اب تک کوئی ہندو مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہیں بڑھاتھا - پہلے پہلے یہ اعزاز اِسی نیک نیت راجہ کو حاصل ہوا —

اُمرائے اکبری میں راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کو کلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا - اور خان اعظم کا داماد تھا - خان اعظم تو اس آرزو میں ایسے مست تھے ۔ کہ اپنے راز داروں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش ایک کان میں کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہوگیا ۔ اور دوسرے کان میں حضرت عزرائیل موت کا پیغام دے دیں اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لوں تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش میں مصروف تھے ۔ اکبر کو بھی یہ سب خبریں تھیں ۔ مگر جہانگیر کے ساتھ اسے محبت نہیں بلکہ عشق تھا ۔ جب سنہ ۱۰۱۴ ھ میں بیمار پڑا مان سنگھ اور خان اعظم دونوں دربار میں موجود تھے - اور دونوں کے آدمی ہتھیار بند چاروں

طرف پھیلے ھوئے تھے۔ اکبر نے بعض خیر خواھان سلطنت سے مشورہ
کر کے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھہ کو بنگالہ ٹالنا چاھئیے ۔
چنانچہ اُسی حالت میں راجہ مان سنگھہ کو خلعت رخصت مرحمت
کر کے حکم دیا کہ بنگالے چلے جاؤ باوجود اس کے کہ ۲۰ ھزار
لشکر جرار اُن کی ذات خاص کا نوکر تھا - اور تمام قوم کچھواھا
اور بہت سے ھندو و مسلمان سردار اُن کے ذرا سے اشارے
پر مارنے مرنے پر مستعد ھوسکتے تھے مگر انھوں نے اپنے
آقا کی خوشی پر اپنی آرزو کو نثار کر دیا - اور خسرو
کو لے کر بنگالہ روانہ ھوگئے - خان اعظم نے جب سنا کہ
مان سنگھہ معہ خسرو کے بنگالہ جاتے ھیں اُسی وقت اپنے
قبائل کو اُن کے گھر بھیج دیا - اور کہلا بھیجا کہ اب
میرا بھی یہاں رھنا مناسب نہیں - راجہ نے جواب دیا
کہ دل تو میرا بھی یہی چاھتا ھے کہ اس وقت میں
تم سے جدا نہ ھوں - مگر مجبور ھوں —

اکبر کی وفات اور جہانگیر کی تخت نشینی

بدھ کے دن ۱۲ - جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ ھ
کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر میں دنیا
سے انتقال کیا - اور شاھزادہ سلیم جہانگیر
کے لقب سے تخت سلطنت پر بیٹھا - جشن تخت نشینی
کے موقع پر سب اُمرا دربار میں طلب ھوئے - مان سنگھہ
بھی بنگالے سے آئے - جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ھے
کہ پہلی باتوں کو دل سے بھلا دیا - خود لکھتا ھے کہ

راجه مان سنگهه کو که جو میرے باپ کے وفادار اور معتبر امیروں میں تھا بدستور سابق صوبه بنگاله کی حکومت پر سرفراز کیا - اُس نے بعض باتیں ایسی کی تهیں که اپنے حق میں اس عنایت کی امید نه رکھتا تھا - پھر بھی خلعت چارقب - شمشیر مرصع - اسپ خاصه بازین زرین مرحمت فرما کر بنگاله کو جو پچاس هزار سواروں کی جگهه هے روانه کیا " —

بغاوت شاهزاده خسرو | چند مهینے بعد شاهزاده خسرو باغی هو گیا - جهانگیر کو مان سنگهه اور خان اعظم کی طرف سے شبه هوا - مگر نه تو عالی حوصله بادشاه نے مان سنگهه کے کار و بار میں کوئی تغیر کا اثر ظاهر کیا - نه فرزانه روز گار راجه نے کوئی ایسی بات کی جس سے کسی قسم کی بیوفائی کے الزام کا مرتکب سمجھا جاتا —

آخر سال سنه ۲ جلوس میں راجه مان سنگهه بنگاله سے طلب هوکر دربار میں حاضر هوئے - اس موقع پر جهانگیر نے لکھا هے " راجه مان سنگهه نے قلعه رتهاس سے جو ولایت پٹنه اور بهار میں واقع هے آکر ملازمت کی - چهه سات فرمان گئے جب آیا -- وه بهی خان اعظم کی طرح منافقوں اور اس سلطنت کے پرانے پاپیوں میں سے هے - جو انهوں نے مجهه سے کیا اور جو مجهه سے ان کے ساتهه هوا -- خدائے رازداں بخوبی جانتا هے که کوئی کسی سے اس طرح گذاره نهیں کر سکتا -- راجه نے سو هاتهی نر و ماده پیشکش

گذرانے -- ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلان خاصہ میں داخل ہوسکے -- چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجوانوں میں سے ہے -- اس لئے میں اُس کی خطائیں اس کے مدہ پر نہ لایا - اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا —

سہم دکن اور وفات

خانجہاں وغیرہ اُمرائے بادشاہی سہم دکن میں کارنامے دکھا رہے تھے - راجہ مان سنگھ کو بھی میدان کار زار میں شجاعت و بہادری کے دکھانے کا پھر جوش پیدا ہوا - اول رخصت حاصل کر کے وطن گئے - پھر جہانگیر سے عرض کر کے دکن پہونچے دو برس تک وہاں خدمتیں بجالائے - اور سنہ ۱۰۲۳ ھ میں وہیں اس دار ناپائدار سے کوچ کر گئے —

اولاد

راجہ مان سنگھ کی پندرہ سو رانیاں تھیں -- جب سرگباش ہوئے تو ساٹھ رانیوں نے ستی ہو کر اُن کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا -- ہر ایک رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی میں مرتے گئے - جگت سنگھ -- ہمت سنگھ -- دُرجن سنگھ سبل سنگھ -- سکت سنگھ -- سکت سنگھ - بھاؤ سنگھ جوانی کو پہونچے -- مگر سب اِن کو داغ مفارقت دے دے کر ان کے سامنے ہی چل بسے -- صرف بھاؤ سنگھ کو جیتا چھوڑا -- جگت سنگھ اور بھاؤ سنگھ کا حال علحدہ قلمبند ہوچکا ہے —

ہمت سنگھ

ہمت سنگھ بنگالہ میں باپ کے ساتھ تھا - سنہ ۱۰۰۵ ھ میں امتلا سے اسہال

اورا سہال سے بد حال ہو کر انتقال کیا ۔۔ ہچکی لگ
گئی تھی - اسی میں جان نکل گئی - شیخ ابوالفضل
اکبر نامہ میں لکھتے ہیں " جواں سرہ تھا - انتظام اور
سربراہی کی لیاقت سرشت میں تھی - موقع وقت
پر چوکتا نہ تھا ۔۔ اس کے مرنے سے تمام فوج کچھواہا
میں کہرام مچ گیا ۔۔ بادشاہ کی دلداری نے زخموں پر
مرہم رکھا ۔۔ سب کی تسلی ہوگئی —

درجن سنگھ | درجن سنگھ شاہی ملازمت میں منصب
پانصدی پر سرفراز تھا - بنگالہ میں
باپ کے ساتھ متعین تھا ۔۔ سنہ ۱۰۰۵ ھ میں عیسا خاں
افغان نے بغاوت کی ۔۔ مان سنگھ نے درجن سنگھ
کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا ۔۔ سرداروں میں
ایک نمکحرام غنیم سے مل گیا ۔۔ اور خبر دیتا رہا -
دشمن ایک دم بے خبر آن پڑا - سخت لڑائی ہوئی ۔۔
درجن سنگھ بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا —

سبل سنگھ | سبل سنگھ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب
پانصدی پر سرفراز تھا —

سکت سنگھ | سکت سنگھ بھی ملازمان شاہی میں منسلک
اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب چہار صدی
پر سرفراز تھا —

سکت سنگھ | سکت سنگھ یہ بھی شاہی ملازمت میں
داخل ۔۔ اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب
دو صدی سے مفتخر تھا —

راجہ مان سنگھہ کے اخلاق و عادات

راجہ مان سنگھہ بہت خوش اخلاق نہایت ملنسار - اور شگفتہ مزاج تھے - سب سے بے تکلفی سے باتیں کرتے اور خلق و محبت کے موتی پرو کر اپنے دلربا اور دلفریب کلام سے غلام بنالیتے تھے - مذہب کے پابند اور احکام مذہبی کو خلوص دل سے بجا لاتے تھے - جب اکبر کے دربار میں دین الہی اکبر شاہی کا سوانگ بنا - اور خوشامدیوں نے دین کو دنیا پر نثار کرنا شروع کیا - ایک رات بعض امورات سلطنت کی نسبت جلسۂ مشورت قائم تھا - مان سنگھہ بھی جلسہ میں موجود تھے - اکبر نے اسی جلسہ میں حاجی پور پٹنہ انہیں جاگیر میں مرحمت کیا - جلسہ ختم کرنے کے بعد اکبر مان سنگھہ کو ٹٹولنے لگے - کہ دیکھو یہ بھی مریدوں میں آتا ہے یا نہیں - تقریر کا سلسلہ اس طرح چھیڑا کہ جب تک وہ چار باتیں * نہیں ہوتیں اُس وقت تک اخلاص کامل نہیں ہوتا راجہ نے صاف اور بے تکلف جواب دیا - کہ حضور اگر مریدی سے جان نثاری مراد ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہیں امتحان کی حاجت نہیں - اگر کچھہ اور ہے - اور حضور کی مراد مذہب سے ہے تو ہندو ہوں فرمائیے تو مسلمان ہو جاؤں - اور راستہ جانتا نہیں کہ کونسا ہے - اکبر سمجھہ گئے

* راجہ بھربر کا حال دیکھو - ۱۲ —

کہ یہ قابو میں نہیں آئے گا - باتوں باتوں میں
ٹال گئے —

ان میں تعصب نام کا نہ تھا - ہر مذہب و ملت
کے لوگوں سے اپنے خلوص اور اخلاص سے ملتے تھے کہ
کسی طرح کی دوئی نہ معلوم ہوتی تھی - ہر مذہب
کے فقرائے صاحب کمال سے ملتے تھے - بنگالہ کے سفر
میں مونگیر کے مقام پر شاہ دولت نامے ایک بزرگ کے
اوصاف و کمالات سنکر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے
دیر تک ملاقات رہی شاہ صاحب راجہ کی پاکیزہ اور
سنجیدہ گفتگو سے بہت خوش ہوئے - باتوں باتوں میں بولے
کہ مان سنگھہ باوجود اس عقل و دانش کے مسلمان کیوں
نہیں ہو جاتے - راجہ نے جواب دیا کہ خدا کے کلام
میں ختم اللہ علی قلوبہم * آیا ہے - اگر آپ کے فیض
باطنی سے یہ خدائی مہر ٹوٹ جائے تو بندہ مسلمان
ہونے کو حاضر ہے - اس کے بعد ایک مہینے تک اس
جگہہ قیام کیا - اور روزانہ شاہ صاحب کی خدمت میں
حاضر ہوتے رہے —

راجہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک سید صاحب اور ایک
مہاتما برهمن میں مذہبی بحث چھڑ گئی - دونوں اپنے
اپنے مذہب کو ایک دوسرے کے مذہب پر ترجیح دیتے تھے - آخر

---

* پارہ اول ترجمہ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر — ۱۲ —

میں اس بات پر تصفیہ ہوا۔ کہ جو راجہ صاحب کہدیں وہ صحیح۔ مان سنگھہ نے کہا کہ اگر میں مذہب اسلام کو ترجیح دوں۔ تو تمام لوگ بادشاہ وقت کی خوشامد پر محمول کریں گے۔ اگر اس کے برعکس رائے دوں تو اپنے مذہب کی جانب داری سمجھی جائے گی۔ دونوں کو راجہ کے تصفیہ پر پورا اطمینان تھا۔ پیچھے پڑ گئے۔ مان سنگھہ نے کہا کہ مجھے علم نہیں جو ایسے مذہبی معاملے میں گفتگو کر سکوں مگر ایک بات دیکھتا ہوں۔ کہ ہندوؤں میں کیسا ہی گنیان پہگت۔ دھیانی فقیر ہو۔ جب مر گیا۔ تو جل گیا۔ خاک اڑ گئی۔ رات کو وہاں جاؤ تو آسیب کا خطر ہے۔ اسلام میں جس شہر یا قصبہ یا گاؤں میں گزرو۔ کئی بزرگ پڑے سوتے ہیں۔ چراغ جلتے ہیں۔ پھول مہک رہے ہیں۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ لوگ ان کی ذات سے فیض پاتے ہیں —

غرض کہ راجہ نے مذہبی اور کل معاملات میں ہمیشہ حافظ مرحوم کے اس شعر پر اپنا عملدرآمد رکھا :—

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

جس طرح ان کی سرکار میں ہندو اعلی مناصب پر ممتاز تھے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان جن میں حضرت سیدنا ابوالعلی صاحب قدس سرہ بانی خاندان ابوالعلائیہ

سے بزرگ بھی شامل تھے۔ ان کی رفاقت میں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز تھے —

سخاوت | راجہ مان سنگھ سخاوت میں بے نظیر تھے۔ ان کی عالی ھمتی اور دریا دلی کے افسانے بہت مشہور ہیں۔ ان کی بہات کی سرکار میں سو ہاتھی فیل خانے میں جھومتے تھے۔ ان کے دربار میں ہر فن کے صاحب کمال موجود تھے۔ اور نہایت عزت و عظمت اور خوش حالی سے بسر کرتے تھے —

جہانگیر کے عہد میں جب مہم دکن پر گئے تو خانجہاں لودی سپہ سالار تھے۔ پندرہ پانچ ہزاری امیر، صاحب علم و نقارہ، موجود تھے۔ چار ہزاری سے پانصدی تک ایک ہزار منصبدار اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ کمر بستہ موجود تھے۔ بالا گھات کے مقام پر لشکر شاہی کو سخت تکلیف پیش آئی۔ ملک میں قحط پڑ گیا۔ رسد بند ہونے لگی۔ سب امیر روز جمع ہوتے۔ مشورے ہوتے مگر کوئی نقشہ نہ جمتا تھا۔ ایک دن جلسہ میں مان سنگھ کھڑے ہوکر بولے کہ اگر میں مسلمان ہوتا تو ایک وقت تم سب صاحبوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا۔ اب کہ ڈاڑھی سفید ہوگئی ہے۔ کچھ کہنا مناسب نہیں ہے۔ ایک پان ہے۔ آپ صاحب قبول فرمائیں۔ سب سے پہلے خانجہاں نے دلداری کا ہاتھ سینے پر رکھا۔ اس کے بعد اور امیروں نے بھی قبول کیا۔ اسی دن سے سو

روپیہ روز پنجم ہزاری کو اور اسی حساب سے کل منصبداروں کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ ہر شخص کے واسطے علحدہ علحدہ تھیلیوں میں روپیہ بند کرکے اس کی سرکار میں بھیج دیا جاتا تھا۔ ہر تھیلی پر اس امیر کا نام جس کے یہاں وہ تھیلی روانہ کی جاتی تھی لکھا ہوتا تھا۔ تین چار مہینے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس کے علاوہ اپنے وطن آنبیر سے غلہ منگوا کر وہیں کے نرخ سے لشکر میں فروخت کئے جانے کا انتظام کر دیا۔ بنجاروں نے رسد کا تانتا لگا رکھا تھا۔ لشکر کے بازار میں ہر شے کے انبار لگے رہتے تھے۔ سب سپاہیوں کو ایک وقت کا کھانا راجہ کی سرکار سے مفت ملتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کی رانی کنور بڑی عقلمند اور منتظم بی بی تھیں۔ یہ سب انتظام ان کے سپرد تھا۔ وہ گھر میں بیٹھی ہوئی سب انتظام کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ کوچ اور مقام کے موقع پر مسلمانوں کے لئے حمام اور مسجد کی وضع کے خیمے بھی تیار ملتے تھے —

شجاعت | راجہ مان سنگھ کی شجاعت اور ملک گیری کے کارنامے اوپر بیان ہوچکے ہیں۔ ملا شیدی نے ایک موقع پر ان کی نسبت خوب زمزمہ سنجی کی ہے :—

شہا فرمان فرستادی بہ راجہ
کہ سازد ہندوان کوہ را رام

چناں رونق گرفت از عدل تو دین
کہ ہندو میزند شمشیر اسلام

مذاق | ایک دن راجہ مان سنگھ اور خانخانان مرزا عبدالرحیم شطرنج یا چوسر کھیل رہے تھے - شرط یہ ہوئی کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے - خانخانان کی بازی بگڑی شروع ہوئی - مان سنگھ نے ہنسنا شروع کیا - اور کہا کہ بلی کی بولی بلواؤں گا - خانخانان اول تو ہمت کئے گئے اور چار پانچ چالوں کے بعد مایوس ہوگئے - مگر بڑے چالاک تھے - گھبرا کر اٹھنا چاہا اور کہا "آے ہا - از خاطر رفتہ بود - خوب شد کہ حالا ہم بیاد آمد" مان سنگھ نے کہا "کجا کجا" خانخانان بولے "جہانبانی چیزے فرمودہ بودند - حالا یادم آمدہ - بروم کہ زود تر سر انجامش کنم" اور اٹھہ کھڑے ہوے - راجہ نے دامن پکڑ لیا - اور کہا "خوب است صداے پشک بکنید و بروید" خانخانان نے کہا "شما دامنم بگزارید - می آیم - می آیم - می آیم - وہ بھی ہنس پڑے یہ بھی ہنس پڑے واہ کیا بات ہے - اپنی بات کہی - اور حریف کی بات پوری کردی —

یادگاریں اور راج محل | اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سلطنت بنگالہ میں اس پر فضا مقام آگ محل میں جسے شیر شاہ نے اپنے زمانے میں اپنی گلگشت اور تفریح کے

واسطے نامزد کیا تھا۔ راجہ مان سنگھہ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا۔ شہر کو بسا کر اکبر نگر۔ اور قلعہ تعمیر کرا کر سلیم نگر نام رکھا جو راجہ کی نیک نیتی سے راج محل کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور اس وقت تک موجود ہے —

بنگالہ۔ کشمیر۔ آگرہ میں انہوں نے بہت سی نفیس عمارتیں اور باغات اپنی امیرانہ یادگار سے چھوڑی تھیں۔ کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے توزک جہانگیری اور آگرہ کے کٹرہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں کی ہے۔ مگر افسوس کہ اب ان کے نشانات اوراق تاریخ پر ہی باقی رہ گئے ہیں —

خطاب مرزا راجہ کی اصلیت

خاندان چغتائیہ میں عام طور سے شاہزادے مرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے۔ چونکہ اکبر خانگی امورات اور کل کار و بار میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھہ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا۔ اس وجہ سے پیار سے جس طرح خانخاناں کو مرزا خان۔ خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا۔ اسی طرح مان سنگھہ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خطاب اس خاندان کے واسطے مخصوص ہوگیا۔ اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاؤ سنگھہ اور شاہجہاں نے جے سنگھہ کو اس خطاب سے موصوف کیا۔ عالمگیر کے عہد میں جے سنگھہ کو زیادہ

عروج ہوا - اس نے اس نام کی عزت کر کے اور اسے خطاب کے رتبہ پر پہنچا کر بیجے سنگھ کو جے سنگھ کے خطاب سے مفتخر کیا ۔

راجہ مدھکر ساہ بندیلہ

قوم بندیلہ کی وجہ تسمیہ

بندیلے کے راجپوتوں کا اصلی وطن کاشی (بنارس) تھا - وہاں سے ترک سکونت کر کے کوہیرا کُندہ کے ملک میں جو کھیر وار کے نام سے مشہور ہے سکونت اختیار کی - مدت تک وہاں رہے - وہاں سے ایک شخص مسمی کاشی راج نے جو راجہ مدھکر سے دس پشت پہلے تھا وہاں کی سکونت چھوڑ کر اس ملک میں سکونت اختیار کی جو اب بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے - یہاں اس کے خاندان نے بندواسنی دیبی کی ایسی سیوا کی کہ اس کی مناسبت سے عوام میں بندیلے نام سے مشہور ہو گئے -

راجہ پرتاپ بانی اوندچھہ

اس خاندان کے لوگ پہلے زمانے میں کچھ مال و اسباب اور شان و شوکت نہ رکھتے تھے - اور ہمیشہ چوری اور راہزنی میں زندگی بسر کرتے تھے - جب راجہ پرتاپ بانی اوندچھہ (ارچھا) کا زمانہ آیا - اس خاندان کو نہایت عظمت اور شان و

شوکت حاصل ہوئی - وہ اکثر شیر شاہ اور سلیم شاہ سے سرتابی کرتا رہا - اس کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا راجہ بہارتھ چند کسی نشین ہوا - اور جب وہ ۷ ولد مرگیا تو چھوٹا بھائی راجہ مدھکر شاہ گدی پر بیٹھا - اس نے نہ صرف اپنے ملک کا عہدہ بندو بست کیا - بلکہ شجاعت و دانائی اور حیلہ سازی سے قرب و جوار کے علاقوں کو فتح کر کے ایک عظیم‌الشان لشکر اکھٹا کر لیا - اکبر نے اس کی سرکوبی کے واسطے کئی مرتبہ لشکر بھیجا - جب شاہی لشکر اس کے ملک میں پہونچا تو تنگ ہوکر اطاعت قبول کر لیتا - پھر جب کبھی موقع پا تا بگڑ بیٹھتا - اس نے اپنی تمام عمر اسی پریشانی میں بسر کی - اور ۱۰۰۰ ھ میں مرگیا - مہا راجہ نرسنگھ دیو - اور رام چند دو بیٹے تھے - مہا راجہ نرسنگھ دیو کا حال علحدہ قلم بند کیا جائیگا اور رام چند کا حال راجہ بھارت اس کے پوتے کے حال میں لکھا جاچکا ہے —

مادھو سنگھ کچھوا (۱۵)

مادھو سنگھ کچھوا ہا	راجہ بھگوان داس کا چھوٹا بیٹا - اور راجہ مان سنگھ کا بھائی تھا -

گجرات کے مشہور یلغار میں اکبر کے ساتھ جان نثاری

کے واسطے مستعد تھا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں بادشاہ کے ساتھ صوبۂ بنگالہ کی مہم میں شریک ہوا۔ سنہ ۲۱ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم رانا کیکا پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس میں مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس میں مہم کشمیر میں شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اس کی دلاوری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ اس کے بعد تھانۂ لنگر کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ہزار و پانصدی پر ممتاز تھا۔ سنہ ۴۸ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات - ۵و ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ ستر سال ۱۰ د ہو سنگھہ کا بیٹا تھا جس کا حال علحدہ لکھا جا چکا ہے —

راجہ مہان سنگھہ کچھواھا

راجہ مہان سنگھہ کچھواھا	راجہ جگت سنگھہ کا بیٹا۔ اور راجہ مان سنگھہ کا پوتا تھا۔ سنہ

۱۰۰۷ ھ میں بچپن ھی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھہ گیا۔ اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اور بچپن ھی میں باپ کی جگھہ یعنی صوبۂ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کردیا۔ اور پرتاب سنگھہ برادر راجہ مان سنگھہ کو اتالیق مقرر کر کے بنگالہ روانہ کیا۔ سر شور افغانوں نے جو موقع

کی تاک میں رهتے تھے - اِس موقع کو غنیمت سمجھا - اور مان سنگھہ کو نابالغ اور پرتاب سنگھہ کو ناقابل سمجھہ کر بغاوت پر آمادہ هوگئے - مہان سنگھہ جرأت کرکے آگے بڑھا - نوجوانی کی دوڑ تھی - ٹھوکر کھائی اور باغیوں نے مقام بھدرک پر بادشاهی فوج کو شکست دیکر بنگالہ کا بہت بڑا حصہ دبا لیا - راجہ مان سنگھہ نے مہم رانا سے واپس آکر اِس بغاوت کو فرو کیا *

سنہ ۵۰ جلوس اکبری تک منصب دو هزاری سے سر فراز تھا - سنہ ۲ جلوس جہانگیری میں رام داس کی اتالیقی میں مہم بنگش پر متعین هوا - سنہ ۶ جلوس میں علم مرحمت هوکر بکرماجیت زمیندار باندهو کی تنبیہ پر مامور هوا - سنہ ۷ جلوس میں منصب پانصدی ذات - پانصد سوار کا اضافہ هوا —

سنہ ۱۰۲۳ ھ میں راجہ مان سنگھہ نے وفات پائی - کچھواهہ خاندان کے رسم وراثت کے موجب جانشینی کا حق مہان سنگھہ کو پہونچتا تھا لیکن جہانگیر کی بھاؤ سنگھہ پر خاص نظر عنایت تھی - لہذا بھاؤ سنگھہ کو راجہ مان سنگہ کا جانشین مقرر کیا اور مہان سنگھہ کی دلداری کے لئے اُس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے گدہ کا ملک انعام میں مرحمت کیا - سنہ ۱۰ جلوس میں خطاب راجگی کے ساتھہ علم و نقارہ عطا هوا - سنہ ۱۱ جلوس میں منصب سہ هزار و

---

* راجہ مان سنگھہ کے حال میں دیکھو ۱۲

پانصدی سے مفتخر ہوکر مہم دکن میں متعین ہوا ۔ سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۲۱ ھ میں بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہوکر ۳۲ برس کی عمر میں عدم آباد کو سدھارا —

جے سنگھہ اُس کا بیٹا تھا - جو راجہ مان سنگھہ کے بعد اس خاندان کا نام روشن کرنے والا ہوا - اُس کا حال علحدہ قامبند ہو چکا ہے —

رائے منوھرداس کچھواھا (مرزامحمدمنوھر)

رائے منوھر داس کچھواھا مرزا محمد منوھر | رائے لون کرن کا بیٹا تھا - بوا حسین - اور ذھین اور نیک سیرت جوان تھا - جس طرح کہ آج ھمارے زمانے میں اُحا کم وقت کی تقلید میں اکثر لوگ اپنے ناموں کے ساتھہ انگریزی حروف لگا کر رام پرشاد متھرا کے بجاے آر- پی - متھرا یا سید احمد سعید کی جگھہ ایس - اے - سعید لکھتے ھیں اور فخر کرتے ھیں اسی طرح مسلمانوں کے عہد میں لوگ اُن کے ناموں کی تقلید کرتے تھے - چنانچہ رائے لون کرن نہایت فخر سے ھمیشہ اپنے بیٹے کو مرزا محمد منوھر کہکر پکارا کرتا تھا —

شہنشاہ اکبر کی اس نو جوان پر خاص نظر شفقت

تھی - سنہ ۲۲ جلوس ۹۸۵ھ میں جب کہ اجمیر کے راستے میں قصبہ آنبھیر میں مقام تھا - کسی امیر نے تذکرہ کیا - کہ قصبۂ آنبھیر کے قریب جہاں اب موضع موتھاں آباد ہے - ایک بڑا پرانا شہر اُجڑا پڑا ہے اکبر نے خود جا کر اُس مقام کو دیکھا - اور حکم دیا کہ یہ شہر ازسر نو آباد کیاجاے اُسیوقت اپنے ہاتھ سے بنیاد کا پتھر رکھا ایک قلعہ عالیشان عمارتیں دالان - چوپڑ کے بازار - چار دیواری وغیرہ کے بنانے جانیکا حکم دیکر تھوڑاتھوڑا کام سب امیروں کو تقسیم کردیا - اور ایسی کوشش کی کہ صرف آٹھہ دن میں نصرت کل عمارتیں ہی تیار ہوگئیں بلکہ رعایابھی ادھر اُدھرسے آکر آبادہوگئی - چونکہ یہ مقام راے لون کرن کی زمینداری میں واقع تھا - لہذا اکبرنے اُس کے بیٹے راے منوھر داس کے نام پر اُس کا نام منوھر پور رکھدیا - اور وہاں کی حکومت پر راے منوھرداس کو سرفراز کیا —

جہانگیر نے تخت نشین ہوکر شاہزادہ پرویز کے ساتھہ مہم رانا امرسنگھہ پر مامور کیا - سنہ ۲ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار پر سر فراز ہوا اس کے بعد صوبہ دکن میں متعین ہوا - اور وہیں سنہ ۱۱ جلوس میں انتقال کیا —

منوھر داس فارسی میں اچھی لیاقت رکھتا تھا - جہانگیر اُسکی نسبت لکھتا ہے ,, - منوھر کہ از قوم کچھواہاں سوکلاوت است - وپدر من درخورد سالی با و عنایت بسیار میکردند فارسی زبان بودہ باآنکہ از و تابہ آدم ادراک فہم دہ ادیم یکے

از قبیله اونبهتوان کرد - خالی از لطفی نیست - و شعر فارسی میگوید ایں بیت ازوست —

غرض زخلقت سایه همی بود که کسے
بلور حضرت خورشید پاے خود ننهد

ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے هیں -
"مرزا منوهر نے بڑے شاهزادہ (جهانگیر) کی خدمت میں نشو ونما پائی هے - بڑا حسین وذهین اور قابل جوان هے طبیعت اُسکی بہت موزوں هے - توسنی تخلص اور یہ شعر اُس کے هیں" -

هیم مستغنی به دین و برهمن مغرور کفر
مست حسن دوست را با کفر و ایمان کار نیست

وله

بے عشق تو در جگر لبالب نارست
بے درد تو در سرم سراسر خارست
بتخانه و کعبه هردو نزدم کفر ست
ما را به یگانگی ایزد کارست

وله

توسنی بردہ سمند شوق در میدان عشق
میرسی ایمن به مقصد رهبرت چوں اکبرست

صاحب مآثر الامرا نے یہ بیت انتخاب کی هے —

یگانه بودن و یکتا شدن زچشم آموز
که هر دو چشم جدا و جدائی نکرند

رائے پرتھی چند

رائے منوهرداس کے بیٹے پرتھی چند کو جهانگیر نے باپ کی وفات کے بعد

منصب پانصدی ذات ۔ سہ صد سوار پر سرفراز کر کے سلوھر پور کی حکومت سے سر بلند کیا ۔ سنہ ۱۲ جلوس میں خطاب رائے سے مفتخر کرکے منصب پانصدی ذات ۔ چہار صد سوار پر ممتاز کیا ۔ سنہ ۱۳ جلوس میں منصب ہفت صدی پر سرفراز کر کے راجہ بکر ماجیت کے ساتھ مہم کانگڑہ پر مامور کیا —

بھیم چند | پرتھی چند کے دو بیٹے تھے تلوک چند جس کا حال علحدہ تحریر ہوا ہے ۔ اور بھیم چند یہ شاھجہان کے عہد میں منصب شش صدی ذات ۔ چہار صد سوار پر سرفراز تھا ۔ سنہ ۱۹ جلوس کی مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا ۔

رائے مانی داس

جہانگیر کے عہد میں محلات کا داروغہ تھا ۔ سنہ ۱۲ جلوس میں خطاب رائے سے مفتخر ھو کر منصب شش صدی پر سرفراز ھوا ۔ کاردان اور عمدہ اھلکار تھا ۔ شاھجہان کے عہد میں منصب ھزاری پر ممتاز ھو کر خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت ھوا —

دیوانی تن دیوان تنخواہ کو کہتے تھے ۔ سلطنت مغلیہ میں دیوان کل (وزیراعظم) کے دو نائب ھوتے تھے ۔ ایک دیوان تن اور دوسرا دیوان خالصہ کے نام سے موسوم ھوتا تھا ۔ پہلے کے متعلق تمام ممالک محروسہ کے ملازمان اور جاگیرداران

کی تنخواہ کا حساب کتاب تھا دوسرے کے تعلق خالصہ شریفہ کا دفتر رہتا تھا - وزیراعظم کے بعد یہ دونوں عہدے بہت معزز سمجھے جاتے تھے —
رائے مالی داس اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا - سنہ ۵ جلوس شاہجہانی میں انتقال کیا —

راجہ مان سنگھہ

راجہ مان سنگھہ | جہانگیر کے عہد میں منصب ہزاری ذات هشت صد سوار پرسر فراز اور خطاب راجگی سے موصوف تھا - سنہ ۱۱ جلوس میں جہانگیر نے شیخ فرید کو قلعہ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا - مان سنگھہ کو اس کے همراہ تعینات کیا - شیخ فرید نے ایام محاصرہ قلعۂ کانگڑہ میں انتقال کیا - اس موقع پر مان سنگھہ نے نہایت عقلمندی سے شاہی فوج کو منتشر نہ ہونے دیا - اور اپنی حسن تدبیر سے مہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے انجام کو پہونچایا اور راجہ کانگڑہ کے بیٹے کو جس کی عمر ۱۹ برس کی تھی اپنے ساتھہ لے کر دربار میں حاضر ہوا - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب هزار و پانصدی ذات - هزار سوار پر مفتخر کرکے اور دوبارہ سپہ سالار بنا کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا -

رخصت کے وقت خلعت کے علاوہ انعام و اکرام سے سرفراز کیا —

جب مان سنگھ فوج لئے ہوئے لاہور پہونچا تو سنا کہ سنگرام پہاڑی راجہ نے اس کی جاگیر کے چند دیہات پر قبضہ کرلیا ہے .. مان سنگھ کو یہ حال سن کر تاب نہ رہی - اُسی وقت سنگرام کی طرف چڑھ دوڑا .. سنگرام نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی بھاگ کر دشوار گذار پہاڑوں میں جا گھسا .. مان سنگھ نے بہادری کے جوش میں آ کر چند آدمیوں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا .. سنگرام نے جب دیکھا کہ کسی طرح چھٹکارا نہیں تو بقول شخصے —

وقت ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سر شمشیر تیز

پھر کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا - مان سنگھ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے - مگر اُس نے خوب مقابلہ کیا - اور غنیم کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا - اِسی عرصے میں سنگرام کے ایک سپاہی نے پہاڑ کے اوپر سے جس کے نیچے لڑائی ہو رہی تھی ایک بھاری پتھر تاک کر ایسا مارا کہ اس بے نظیر بہادر کا کام تمام ہو گیا —

راجہ اُدے سنگھ

جہانگیر نے اس کے بیٹے اُدے سنگھ کو خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب مناسب پر سرفراز کیا .. وہ سنہ ۱۰ جلوس

شاهجهانی تک منصب پانصدی ذات - سه صد سوار پر مامور تها - اسی سال انتقال کیا —

راجه مان سنگهه گوالیاری

راجه مان سنگهه گوالیاری | شاهجهان کے عهد میں منصب نه صدی ذات - اور هشت صد سوار پر سرفراز تها - سنه ۱۵ جلوس میں سعید خان بهادر ظفر جنگ کے ساتهه جگت سنگهه راجه جموں کی تادیب پر مامور هوا - اور اس مهم میں اپنے حمله هاے مردانه سے قلعه چهت کو فتح کیا - اور اس مهم کے اکثر معرکوں میں شجاعت و بهادری کے جوهر دکها کر خلعت و جمدهر مرصع اور اسپ و فیل اور نقد انعام و اکرام سے سرفراز هوا —

رائے مکند داس نارنولی

رائے مکند داس نارنولی | ذات کا ماتهر کایسته اور نارنول کا رهنے والا تها - نهایت تجربه کار - لائق - اور کاردان اهلکار تها - اول یمین الدوله آصف خاں کی سرکار میں کسی ادنی خدمت پر دو تین روپیه ماهوار کا نوکر هوا - لیکن بهت جلد اپنی خوبی لیاقت اور کارگذاری کے جوهر دکها کر امارت

کے درجے پر پہونچا - اور اُس سرکار عالی کا ۲
دیوان ہوگیا —

اس معزز عہدے پر سرفراز ہوکر اُس نے نہایت عالی ہمتی سے اپنی برادری کی فیض رسانی پر کمر باندھی - اُس کے زمانہ امارت میں شاید ہی کوئی ایسا بد نصیب کایستھ بچا ہو کہ جو اُس کی سفارش سے بر سر روزگار ہو کر صاحب نام و نشان نہ ہوا ہو - اُس کی عالی ہمتی کو دیکھکر اکثر لوگ اُس کی جانب سے جعلی سفارش نامے بنا بنا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے تھے - اگر اتفاق سے ان جعلی سفارش ناموں میں سے کوئی اُس کے سامنے پیش ہوتا ۱
تو وہ اُسے اپنا لکھا ہوا تسلیم کرلیتا تھا —

یمین الدولہ کی وفات کے بعد شاہجہاں نے اسے ملازمت شاہی میں لے کر منصب ہشت صدی پر سرفراز کیا اور ۳ رمضان سنہ ۱۰۵۱ ھ کو خلعت دیوانی تن - اور ۴ - رجب سنہ ۱۰۵۲ ھ کو دیوانی بیوتات (دیوانی اُمور خانگی) کا خلعت مرحمت کیا —

رائے صاحب نے اپنے زمانے امارت میں نارنول اپنے وطن میں لاکھوں روپیہ کے صرف سے عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں تھیں - جن لوگوں کے اُس جگوہ مکان تھے اُنھوں نے دربار میں حاضر ہوکر فریاد کی - اور یہ بھی بیان کیا - کہ رائے صاحب نے ان محلات کی بنواہ

میں چالیس لاکھ سرکاری روپیہ بھی دفن کیا ہے - بادشاہ نے حکم دیا - کہ سب عمارت مسمار کردی جائے - وہاں صرف حکم کی دیر تھی چند روز میں کل عمارت کھدگئی جب بنیاد میں سے کچھ نہ نکلا - وہ سب لوگ پھر بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے گئے - بادشاہ نے اس دروغ گوئی کی وجہ دریافت کی - انہوں نے دست بستہ ہوکر عرض کیا - کہ رائے صاحب نے اپنی حکومت کے زور میں ہم غریبوں کے جھونپڑوں کو زبردستی چھین کر یہ عمارتیں بنوائی تھیں - انہیں دیکھ دیکھکر ہماری آنکھوں میں خون اترتا تھا - ہم نے جھوٹ - سچ جس طرح سے ہوسکا - اپنا بدلا لیا - اب جہاں پناہ کو اختیار ہے - جو سزا ہمیں دی جاوے ہم اس کے سزاوار ہیں - رحم دل بادشاہ کو ان کا معقول جواب سن کر رحم آگیا - اور سب کو چھوڑ دیا - سچ ہے —

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت بر در حق بہر استقبال می آید

مہیش داس راٹھور مہابت خانی

مہیش داس راٹھور مہابت خانی	دلپت سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا - اول مہابت خاں

خانخانان کی سرکار میں ملازم تھا۔ سنہ ۸ جلوس ۲
شاہجہانی میں اس کی وفات کے بعد شاہجہان نے منصب
پانصدی ذات۔ چہار صد سوار پر سرفراز کرکے ملازمان
شاہی میں منسلک کیا۔ اور لشکر شاہی کے ساتھ
ججھار سنگھہ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور کیا سنہ ۹
جلوس شاہجہانی میں خان دوران خاں کے ساتھ ناندیر
میں تعینات ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ شش صد
سوار پر اور سنہ ۱۵ جلوس میں ہزاری ذات۔ ہزار
سوار پر مفتخر ہوا۔ اسی سال خلعت و علم مرحمت
ہوکر مہم قندھار پر متعین ہوا — ۱

سنہ ۱۶ جلوس میں ۱۵۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ ھ
کو شاہجہان نے منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار
پر مفتخر کرکے پرگنہ جالور بہ طریق وطن جاگیر میں
مرحمت کیا۔ سنہ ۱۸ جلوس میں لاہور کا قلعدار مقرر
کیا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی پر
سرفراز کرکے شاہزادہ مراد کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں
میں مامور کیا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں خدمات مہم مذکور
کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد
سوار پر سربلند کیا۔ اور اسی سال ۹ صفر سنہ ۱۰۵۷ ھ
کو انتقال کیا —

مہیش داس نہایت شجاع اور بہادر جوان تھا۔

شاهجہاں اس کو وفاداری اور جان نثاری کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ دربار شاہجہانی میں خاص بادشاہ کے تخت کے پیچھے کھڑا ہوتا تھا۔ اور حالت سواری میں بھی بادشاہ کے همراہ رہتا تھا۔ اس کی وفات سے بادشاہ کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے بھتیجے رتن سنگھ کو جس کا حال تحریر ہو چکا ہے، منصب پر سرفراز کرکے جالور کی حکومت پر سر بلند کیا —

جسونت برادر مہیش داس — مہیش داس کا بھائی جسونت منصب پانصدی ذات - دو صد و پنجاہ سوار پر سرفراز تھا ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۰۵۷ ھ کو بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت کرکے راجہ جے سنگھ کے ساتھ مہم بلخ پر روانہ کیا —

مہیش داس راٹھور

مہیش داس راٹھور — ابتدا میں راجہ گج سنگھ، اور مہا راجہ جسونت سنگھ کی سرکار میں ملازم تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس میں ۸ رجب سنہ ۱۰۴۸ ھ کو شاہجہاں نے خلعت مرحمت کرکے منصب ہشت صدی ذات - سہ صد سوار پر سرفراز کیا - یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۵۰ ھ کو طویلہ خاص سے اسپ مرحمت کیا - یکم محرم سنہ ۱۰۵۱ ھ کو راج سنگھ راٹھور کے مرنے کے بعد خلعت

و اسپ مرحمت کرکے راجہ جسونت سنگھ کا اتالیق مقرر کیا - ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ھ کو منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار سے ممتاز کیا —

سنہ ۱۵ جلوس ۱۰۵۲ ھ میں خلعت و اسپ اور علم مرحمت کرکے شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین کیا —

سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہو کر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا - اس کے بعد مہمات قندھار وغیرہ میں شریک ہو کر ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے —

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اجین میں شریک تھا - اس کے بعد راجہ موصوف کے ساتھ بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا - اور کھجوہ کی لڑائی میں راجہ کے ساتھ شاہی لشکر میں موجود تھا - اور اسی کے ساتھ بھاگ گیا - پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا —

مادھو سنگھ

مادھو سنگھ ہاڈا	راؤ رتن ہاڈا کا چھوٹا بیٹا تھا - سنہ ۱ جلوس شاہجہانی میں منصب

هزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ہوا - سنہ ۲ جلوس میں خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - سنہ ۳ جلوس میں شایستہ خاں کی ماتحتی میں مہم دکن میں متعین ہوا - اس کے بعد سید مظفر خاں کے ساتھ خانجہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا - اثنائے تعاقب میں ایک مرتبہ خانجہاں کے برابر جا پہنچا - اور گھوڑے سے اتر کر اس پر برچھے کا وار کیا - دونوں میں ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے - شاہجہاں نے اس حسن خدمت کے صلے میں علم مرحمت کرکے منصب دو ہزاری و ہزار سوار پر سرفراز کیا - اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا - اور بادشاہ نے پرگنہ کوتہ پلاتیہ جاگیر میں مرحمت کیا —

سنہ ۶ جلوس میں شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن میں مامور ہوا - اور مہابت خاں کی وفات کے بعد خاندوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت میں برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا - سنہ ۱۰ جلوس میں منصب سہ ہزاری - دو ہزار سوار پر ترقی پائی - سنہ ۱۱ جلوس میں شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا - سنہ ۱۴ جلوس میں منصب سہ ہزار و پانصدی - اور سنہ ۱۶ میں منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا - سنہ ۱۷ جلوس میں امیرالامرا صوبہ دار کابل کی کمک

پر مامور ہوا - اس کے بعد باھم کی قلعداری پر سرفراز ہوا - سنہ ۲۱ جلوس میں بیمار ہوکر رخصت پر وطن گیا - اور اسی سال (سنہ ۱۰۵۷ ھ) انتقال کیا —

موھن سنگھہ ھاڈا

مکند سنگھہ - موھن سنگھہ - کشور سنگھہ تین بیٹے تھے - مکند سنگھہ کا حال ذیل میں تحریر کیا جاتا ھے - کشور سنگھہ کا حال رام سنگھہ ھاڈا کے بیان میں لکھا جکا ھے - موھن سنگھہ باپ کے مرنے کے بعد ملازمان شاھی میں منسلک ہوا - سنہ ۱۰۶۸ ھ کی جنگ اُجین میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ تھا اور بے نظیر شجاعت و بہادری کے ساتھہ لڑ کر مارا گیا —

مکند سنگھہ ھاڈا

مکند سنگھہ ھاڈا

مادھو سنگھہ ھاڈا کا بڑا بیٹا - باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۱ جلوس میں دربار شاھجہانی میں حاضر ہوا - بادشاہ نے منصب دو ھزاری ذات - ھزار و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوتھہ وغیرہ بدستور جاگیر میں عطا کیا - اسی سال منصب دو ھزار و پانصدی پر ترقی ہوئی - سنہ ۲۲ جلوس میں شاھزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ مہم قندھار پر متعین

هوا - سنہ ۲۵ جلوس میں علم و نقارہ مرحمت ہوکر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا - اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھہ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا - سنہ ۲۶ جلوس میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھہ تیسری مرتبہ مہم قندھار میں شریک ہوا - وہاں سے واپس آکر منصب سہ ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا -

سنہ ۲۸ جلوس میں علامی سعداللہ خاں کے ساتھہ قلعۂ چتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا -

سنہ ۳۱ جلوس ۱۰۶۸ ھ میں مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ متعین ہوکر جنگ اجین میں شریک ہوا - اس معرکے میں اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا - اور سب سے پہلے ہمت کرکے معہ اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھہ کے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر جا گرا - اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفوں کو تہہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا - اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھہ لڑکر اپنی جان عزت پر قربان کر دیا -

جگت سنگھہ ہاڈا

عالمگیر کے عہد میں مکند سنگھہ کا بیٹا جگت سنگھہ حاضر دربار ہوکر باپ کا جانشین مقرر کیا گیا - جب سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۹۲ ھ میں اس نے لاولد انتقال کیا - تو بادشاہ نے اس کے چچا کشور سنگھہ کو اس کا جانشین مقرر کیا - کشور سنگھہ

کا حال رام سنگھہ اس کے بیٹے کے حال میں لکھا گیا ہے -

مالوجی بھونسلہ

کھیلوجی اور پرسوجی کا بھائی تھا - کھیلوجی کی معذوری * کے بعد منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سرفراز ہوکر مہمات دکن میں شریک ہوتا رہا - اور اپنی شجاعت و بہادری لیاقت و کاردانی سے جملہ صوبہ داران دکن کو خوش رکھکر علم و نقارہ کے اعزاز سے موصوف ہوا -

سنہ ۱۱ جلوس شاہجہانی میں شاہزادہ محمد اورنگ زیب صوبہ دار دکن نے محمد طاہر خان کے ساتھہ مہم بگلانہ پر مامور کیا - اس نے بہت ہشیاری اور تدبیر کے ساتھہ اس مہم کو سرانجام دیا - اور ولایت بگلانہ کو فتح کر کے واپس ہوا -

سنہ ۱۰۶۸ ھ میں شاہجہان کی بیماری کے ایام میں دارا شکوہ نے کل امراے متعینہ دکن کے ساتھہ اسے بھی بلا بھیجا - یہ اورنگ زیب کی بلا اجازت وہاں سے روانہ ہوکر دارا شکوہ کے پاس حاضر ہوا - دارا شکوہ نے بہت خاطر کی - اور ایرچ اور بھانڈیر - اور اس کے قرب و جوار

---

* پرسوجی کے حال میں دیکھو -

کے پرگنہ جاگیر میں مرحمت کئے اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کے ساتھہ مالوہ میں متعین کیا۔ اجین کی لڑائی میں راجہ نے اس کو خیمہ جات وغیرہ کی حفاظت پر مامور کیا۔ جب راجہ کو شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر آگرہ پہنچا۔ اور سموگڈہ کی لڑائی میں دارا شکوہ کے ساتھہ شریک ہوا۔ دارا شکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوکر بدستور منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور سنہ ۳ جلوس عالمگیری تک اس منصب پر قائم رہکر خدمات شاہی بجا لاتا رہا —

عالمگیر مالوجی اور پرسوجی دونوں بھائیوں سے ایام محاصرہ قلعہ گولکنڈہ میں کسی بات پر سخت ناراض ہو گیا تھا۔ نہ معلوم کیا ایسا قصور تھا کہ اس وقت تک دونوں کی طرف سے دل میں ملال موجود تھا۔ لہذا سنہ ۳ جلوس میں دونوں کو ملازمت سے برخاست کر دیا۔ لیکن خدمات سابقہ کا لحاظ کر کے مالوجی کی تیس هزار روپیہ سالانہ اور پرسوجی کی بیس هزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی —

مالوجی نہایت فہیم و لئیق۔ اور مروت و صحبت کا آدمی تھا۔ تمام اُمراے دکن اس سے صحبت رکھتے تھے —

سنہ ۱۰۷۲ ھ میں اس نے انتقال کیا۔ اس کی یادگار سے اورنگ آباد میں اُس کا آباد کیا ہوا پورہ مالجی پورہ کے نام سے مشہور اور حصار شہر کے باهر واقع ہے —

راجه مہا سنگھه بهدوریه

راجه مہا سنگهه بهدوریه

راجه بدن سنگهه بهدوریه کا بیٹا تها - باپ کے مرنے کے بعد سنه ۲۶ جلوس شاهجہانی میں منصب هزاری ذات هشت صد سوار پر سرفراز اور خطاب راجگی سے مفتخر هوا - سنه ۲۸ جلوس میں صوبه کابل میں تعینات هوا - سنه ۳۱ جلوس میں منصب هزاري ذات - هزار سوار پر سر بلند هوا —

سنه ۱۰۶۸ ه کی جنگ سموگڈه میں دارا شکوه کے ساتهه تها - اس کی شکست کے بعد بارگاه عالمگیری میں حاضر هوا - بادشاه نے سبکرن بندیله کے ساتهه چهپت بندیله کی تادیب کے واسطے روانه کیا - سنه ۱۰ جلوس میں کامل خاں کے ساتهه یوسف زئی پٹهانوں کی سرکوبی پر مامور کیا - اس نے اس خدمت کو اس عمده گی سے انجام دیا که بادشاه نے اس کے منصب کو پانسو سوار دو اسپه و سه اسپه مقرر کر دئے —

سنه ۱۶ جلوس ۱۰۸۲ ه میں اس نے وفات پائی اُوت سنگهه اس کا بیٹا تها جس کا حال علحده لکها گیا هے جب اورنگ زیب مہاراجه جسونت سنگهه کو اجین

میں شکست دے کر آگے بڑھا۔ دارا شکوہ نے یہ حال سن کر آگرہ کوچ کیا۔ اور چنبل کے کنارے پہنچ کر چنبل کے سب گھات خصوصاً دھولپور کا گھات جہاں سے گوالیار اور دکن کا عام راستہ تھا روک لیا۔ بھداور کے راجہ نے نواح گوالیار میں اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوکر چنبل سے عبور کرا دینے کی خدمت بجا لانے کا اپنا ذمہ کر لیا۔ اورنگ زیب نے کارخانجات شاہی کو کنور کی سواری میں چھوڑا۔ اور راجہ کے مشورے سے بیس کوس کی مسافت کو دو منزلوں میں طے کرکے رمضان کی پہلی تاریخ - سنہ ۱۰۶۸ ھ کو ایک غیر معروف گھات (واقعہ المعروف کے نزدیک یہ گھاٹ موضع گونسلی پرگنہ باہ کا گھات تھا) سے عبور کرکے دارا شکوہ کے خبر ہونے سے پہلے سموگڈہ آن پہنچا —

فارسی تاریخوں میں راجہ کا نام نہیں لکھا۔ ڈاکٹر برنیر نے چمپت نام لکھا ہے۔ لیکن اس زمانے میں بھداور کے راج پر مہا سنگھ سرفراز تھا۔ ممکن ہے کہ چمپت اس کے کسی رشتہ دار یا سردار کا نام ہو اور مہا سنگھ نے دونوں شاہزادوں کے رضا مند رہنے کے واسطے یہ ترکیب کی ہو - کہ خود دارا شکوہ کے ساتھ رہا ہو - اور خفیہ طور سے اپنے کسی رشتے دار کو اورنگ زیب کے پاس بھیج کر یہ کارروائی کی ہو اس

خیال کی اس امر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ مہا سنگھہ کے بیٹے اوت سنگھہ نے اورنگ زیب کے عہد میں اپنے خاندان میں سب سے زیادہ ترقی کی - اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہوا —

مان سنگھہ راٹھور

مان سنگھہ راٹھور

راجہ روپ سنگھہ راٹھور کا بیٹا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا - بادشاہ نے کشن گدھ بدستور سابق جاگیر میں مرحمت کیا - اور پورہ ماندل کی فوجداری پر سرفراز کیا - مدت تک اسی عہدے پر مامور رہا - سنہ ۳۵ جلوس میں ذوالفقار خاں بہادر کے ساتھہ قلعہ چنچی کی تسخیر پر متعین ہوا -- اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور کو فتح کر لیا -- سنہ ۴۳ جلوس میں منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا -- بہادر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں کشن گدھ کی حکومت پر راج سنگھہ عرف راجہ بہادر کو سرفراز کیا -- اور مان سنگھہ کو بدستور منصب سہ ہزاری پر قائم رکھا —

راجہ منوہر داس

راجہ منوہر داس | شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں شولا پور کا قلعدار تھا - سنہ ۲۰ جلوس مطابق سنہ ۱۰۸۷ ھ میں پچاس ہزار روپیہ پیشکش کرکے خطاب راجگی سے موصوف ہوا - تمام عمر اسی عہدے پر سرفراز رہا - سنہ ۲۶ جلوس مطابق ۱۰۹۳ ھ میں انتقال کیا - بادشاہ نے کشور داس اس کے بیٹے کو شولاپور کا قلعدار مقرر کیا —

رائے - رایان ملوک چند

شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی نیابت میں صوبہ مالوہ کی حکومت پر سرفراز تھا - جب سنہ ۱۰۹۶ ھ میں پہاڑ سنگھہ گوڑ نے اجین میں شورش برپا کی - اس نے بڑی ہمت دکھائی - اور اس باغی پر جا پڑا - اور لڑائی میں اُسے گرفتار کرکے اس کا سر کاٹ لیا - اور عرضداشت کے ساتھہ بادشاہ کے پاس بھیج دیا - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب میں اضافہ کرکے خطاب رائے رایان سے موصوف کیا - اور خلعت و شمشیر و اسپ مرحمت کیا - اور اس کی

سفارش میں شاہزادہ محمد اعظم کو ذیل کا رقعہ تحریر فرمایا —

" فرزند سعادت توام محمد اعظم حفظ اللہ تعالی وسلم از وقائع صوبہ مالوہ بعرض رسید - کہ پہاڑ سنگھہ کور راٹھور کہ از کمال نخوت و پندار مایہ شور و فساد شدہ مصدر ہنگامہ آرائی بود - از دست ملوک چند پیشدست دیوان آن فرزند ارجمند اقبال پیوند کشتہ شد - و بہ جہنم واصل گشت - الحمد للہ علی کل حال - ابیت

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان ست قربانت شوم

فی الحقیقت ظہور این امر نتیجہ فیض تربیت آن فرزند ست کہ نوکران را دل دادہ سرگرم کار ہائے عمدہ بادشاہی میکنند - بہ این توجیہ کہ تہنیت خالی بر زبان نیامد مالائے مروارید قیمتی پنجاہ ہزار روپیہ برائے آن فرزند مرحمت نمودیم - چون این ہندو (ملوک چند) ہمان مثل راست آوردہ کہ گویا کنجشک مردانہ بازے راز دہ او را بہ منصب پانصدی ذات و صد سوار خطاب رائے رایان و خلعت وشمشیر و اسپ سر بلندی بخشیدیم - ہم رعایتے در خور کہ موجب امتیاز او در اقران و امثال تواند بود البتہ مع نشان (شاہزادوں کے فرمان کو نشان کہتے تھے) تحسین و آفرین و استقلال نیابت صوبہ بفرستاند - تا نوکران دیگر را ہوس حسن خدمت و امید نتیجہ افزاید - " ملوک چند نے اسی سال وفات پائی —

ملوک چند نے آگرہ کے قریب چار سو باستھہ بیگھہ آراضی

میں ایک محلہ آباد کر کے اُس میں نفیس عمارتیں اور باغات تعمیر کرائے تھے - اگرچہ ان عمارتوں میں سے اب کسی کا نشان باقی نہیں رہا - لیکن یہ آراضی معہ آبادی کے اب تک سرائے مبارک چند کے نام سے موسوم اور ذیک پنجم سواد شہر آگرہ میں واقع ہے —

راجہ محکم سنگھ

راجہ محکم سنگھ | ذات کا کھتری تھا - ابتدا میں امیرالامرا سید حسین علیخان کی سرکار میں کم رتبہ نوکروں میں ملازم ہوا - اس کے بعد اپنی لیاقت کے جوہر دکھا کر اُن کی سرکار کا دیوان ہو گیا - سنہ ۱۱۲۷ ھ میں داؤدخان کی لڑائی میں کارھائے نمایاں انجام دئے - سنہ ۱۱۲۹ ھ میں ذوالفقار بیگ کے ساتھ کھنڈو دبھاریہ کی تنبیہ پر مامور ہوا - اور مرھٹوں کی فوج کو جو نواح احمد نگر میں لوٹ مار کر رھی تھی شکست دیکر ستارہ تک تعاقب کیا - سنہ ۱۱۳۲ ھ میں امیرالامرا کے قتل کے بعد حیدر علی خاں کی سفارش سے ملازمت شاھی میں داخل ھوا - اول منصب شش ھزاری - اور پھر منصب ھفت ھزاری سے سرفراز ھوا - سنہ ۱۱۳۳ ھ میں قطب الملک عبداللہ خان اور شاھی فوج کی لڑائی میں قطب الملک سے جاملا - اور اسی لڑائی میں مارا گیا -

مہاراجہ نرسنگھ دیو

مہاراجہ نرسنگھ دیو

راجہ مدھکر کا بیٹا تھا - اکبر کے عہد میں رہزنی کر کے ایام گذاری کرتا تھا - شاہزادہ سلیم (جہانگیر) شیخ ابوالفضل کو اپنا چغلخور سمجھکر ہمیشہ اس سے ناراض رہتا تھا - جب سنہ ۱۰۱۱ ھ میں سلامت روی کا راستہ چھوڑ کر باپ سے بگڑا بیٹھا تھا - سنا کہ ابوالفضل دکن سے حسب الطلب دربار میں آرہا ہے اسی وقت خفیہ طور سے نرسنگھدیو کو لکھا کہ " راستے میں جس طور سے ممکن ہو شیخ کا کام تمام کر دے - اگر خدا نے تخت نصیب کیا تو خاطر خواہ رتبہ اور انعام سے سر فراز کروں گا - "

اس نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو قبول کیا - اور ہمراہیوں کو لیکر راستے میں آبیٹھا جب شیخ ابوالفضل اُجین میں آئے تو یہ حال سنا - رفیقان جان نثار نے ہر چلند سمجھایا کہ ہماری جمعیت تھوڑی ہے بہتر ہے کہ اس راستے کو چھوڑ کر چاندہ کی گھاٹی سے چلیں مگر قضا کا وقت قریب آگیا تھا شیخ نے نہایت بے پروائی سے کہا کہ کیا بکتے ہو - اُس چور کا کیا حوصلہ ہے جو بندگان شاہی کا راستہ روکے - یہ کہکر آگے کو روانہ ہوئے - یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ ھ کو قصبہ آنتری

(ریاست گوالیار کے قریب واقع ھے) سے تین کوس پر نرسنگھدیو معہ اپنی جمعیت کے شیخ پر آپڑا شیخ نہایت بہادری سے تلوار کھینچکر مقابلے پر آمادہ ھوگیا - چلند افغان ساتھہ تھے سب جان نثاری کر کے سر خرو ھوئے شیخ نے کئی زخم کھائے مگر ایک برچھے کا زخم ایسا لگا کہ فوراً گھوڑے سے گرکر جنت کو سدھارا - نرسنگھہ دیو نے سر کاٹ کر الہ آباد میں شاھزادے کے پاس بھیج دیا - جب اکبر کو یہ حال معلوم ھوا - کئی دن تک نہ دربار کیا نہ کسی امیر سے بات کی بار بار افسوس کرتا اور کہتا تھا - " ھائے شیخو جی (جہانگیر کو پیار سے کہا کرتا تھا) بادشاھت لینی تھی تو مجھے مارنا تھا - بیچارے شیخ کو مارنا کیا ضرور تھا "۔ اس کے بعد رائے پتر داس اور شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو نرسنگھہ دیو کی گرفتاری کے واسطے بھیجا دونوں مدتوں جنگل اور پہاڑوں میں اس کے پیچھے مارے مارے پھرے - مگر وہ کہیں نہ ٹھہرا - آخر تھک کر چلے آئے - اس کے بعد بھی کئی مرتبہ فوجیں روانہ کی گئیں مگر مگر وہ ھاتھہ نہ آیا —

جہانگیر نے تخت نشین ھوکر اس کو منصب سہ ھزاری پر سرفراز کیا - اس کے نسبت اپنی توزک میں لکھا ھے - " بندیلہ راجپوتوں میں راجہ نرسنگھہ دیو پر میری خاص نظر عنایت ھے - وہ شجاعت ' نیک ذاتی ' سادہ لوحی میں اپنے ھمرتبہ لوگوں میں امتیاز تمام رکھتا ھے - میں

نے اس کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا"۔ اس کے
بعد ترقی اور رعایت کا سبب یعنی واقعہ مندرجہ صدر
کا حال لکھا ہے —

سنہ ۳ جلوس میں جہانگیر نے مہابت خاں کے ساتھ مہم رانا
پر متعین کیا۔ سنہ ۴ جلوس میں مہم دکن میں مامور ہوا۔
سنہ ۷ جلوس میں منصب چہار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار
سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۸ جلوس میں شاہزادۂ خورم (شاہجہاں)
کے ساتھ مہم رانا پر تعینات ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس میں پھر
مہم دکن میں متعین ہوا —

سنہ جلوس میں خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہو کر
شاہزادۂ خورم کے تعاقب کی خدمت سپرد ہوئی۔ سنہ
۱۰۳۶ ھ میں انتقال کیا —

جہانگیر کے اخیر عہد کی بد انتظامی اور بادشاہ کی
خاص نظر شفقت اور رعایت کی وجہ سے نرسنگھ دیو نے
اپنے علاقہ اوندچھہ (اُرچھا) کے قرب و جوار کے بہت سے
علاقوں کو اپنے علاقۂ جاگیر میں شامل کرایا۔ اور بہت
سے راجاؤں سے رشوت لے لے کر ایسی ثروت اور مملکت بہم
پہنچائی۔ کہ ہندوستان کے کسی راجہ کو اُس عہد میں
نصیب نہ ہوئی تھی —

نرسنگھ دیو نے تینتالیس لاکھ روپیہ کے صرف سے
متھرا میں نہایت عالی شان اور نفیس مندر تعمیر کرایا
تھا اوندچھہ میں عمدہ عمدہ عمارتیں۔ مندر ایک اور بہت

بڑا پختہ تالاب شیو ساگر - پرگنہ متھرا میں تالاب سمندر ساگر اور تین سو اور چھوٹے بڑے تالاب بنوائے تھے —

بھگوانداس بندیلہ	نرسنگھ دیو کے بہت سے بیٹے تھے - مدھوکر ان کے جھجھار - لکھہ ' پہاڑسنگھ '

بیگوان داس ' بینی داس ' چندرمن ' نرھرداس - امارت کے درجہ پر پہنچے - جھجھار سنگھ اور پہاڑ سنگھ - اور چندرمن کے حالات علحدہ علحدہ قلمبند ہو چکے ھیں - بھگوان داس سنہ ۱ جلوس شاھجہانی میں منصب ھزاری ذات - شش صد سوار پر سرفراز ھوا - اس کے بعد خانخانان مہابت خاں کے ساتھ اپنے بھائی جھجھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ھوا - سنہ ۹ جلوس میں مہم ساھوجی بھونسلا پر تعینات ھوا - سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۵۰ ھ میں ایک راجپوت کے ھاتھ سے مارا گیا - سبکھرن اس کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ھے —

بینی داس بندیلہ	بینی داس سنہ ۴ جلوس شاھجہانی میں منصب پانصدی پر سرفراز ھوا -

سنہ ۱۳ جلوس ۱۰۵۰ ھ میں ایک راجپوت کے ھاتھ سے مارا گیا —

نرھرداس بندیلہ	نرھرداس سنہ ۱ جلوس شاھجہانی میں منصب پانصدی پر سربلند ھوا -

سنہ ۷ جلوس میں انتقال کیا —

نیبا سندھیا

نیبا سندھیا سرھٹہ

سرھٹوں کا مشہور و معروف اور نہایت شجاع و بہادر سردار تھا۔ سنہ ۱۱۱۹ ھ میں بہادر شاہ اور کام بخش کی لڑائی میں بہادرشاہ کی خدمت میں حاضرھوکرشریک جنگ ھوا۔ اور فتح کے بعد ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کے توسل سے منصب ھفت ھزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے مفتخر ھو کر دو لاکھ روپیہ نقد۔ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ۔ مرحمت ھوا۔ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں سب کا علحدہ علحدہ منصب قرار پایا۔ کل خاندان کا منصب چہل ھزاری ذات۔ بست و پنجہزار سوار شمار میں آیا۔ اس منصب کی تنخواہ میں بڑے بڑے زرخیز پر گنے صوبۂ خجستہ بنیاد وغیرہ کے جاگیر میں مرحمت ھوئے۔

۱۱۲۵ ھ میں امیر الامرا حسین علی خان اور داؤد خان کی لڑائی میں یہ اپنے ھمراھیوں کے ساتھہ اول دور سے تماشا دیکھتا رھا۔ جب امیر الامرا کی فتح کے نشانات ظاھر ھوئے اُن کی خدمت میں آ کر حاضر ھوا۔ اور فتح کی مبارک باد دیکر داؤدخان کے مال و اسباب کی لوت میں شریک ھوگیا۔ اس کے بعد کا کچھہ حال نظر سے نہیں گذرا —

راجہ نول رائے

راجہ نول رائے

ذات کا سکسینہ کایستھ چکوا خاندان سے تھا۔ پرگنہ اتاوہ کا موروثی قانون گو تھا راجہ رتن چند کے زمانۂ امارت میں اپنی خوش لیاقتی۔ اور اُس کی نظر عنایت کی وجہ سے ترقی کرکے امارت کے درجہ پر پہونچا۔ احمدشاہ کے عہد میں جب عبدالمنصور خاں صفدرجنگ وزیر کو اودہ اور الہ آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ یہ اُن کی نیابت میں دونوں صوبوں کی حکومت پر سرفراز ہوا —

سلطنت مغلیہ کے تنزل کے زمانے میں صوبہ الہ آباد اور اودہ کے قرب و جوار میں پٹھانوں کی دو بڑی طاقتور ریاستیں رہیلکھنڈ اور فرخ آباد میں قائم ہوگئی تھیں اور اُن کا اقتدار روز بروز بڑھتا جاتا تھا صفدرجنگ اپنے صوبہ کے قرب وجوار میں پٹھانوں کے اس اقتدار کو بری نظر سے دیکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن کی بربادی کے منصوبے سوچا کرتا تھا۔ جب تک علی محمد خاں والی رہیلکھنڈ زندہ رہا۔ اُس کا کوئی منصوبہ نہ چلا اُس کے انتقال کے بعد جوڑ توڑ لگا کر سعد اللہ خاں اُس کے بیٹے اور نواب قائم خاں والی فرخ آباد کو بھڑا دیا۔ جب قائم خاں اس لڑائی میں مارا گیا۔ فوراً (سنہ ۱۱۶۲ ھ) فوج لے کر

اُس کے ملک میں جا پہونچا - اور نول رائے کو معہ قوم کے افغانوں سے بلا بھیجا - پٹھان اول تو مقابلے پر آمادہ ہوئے - لیکن بھولے بھالے سپاہی صفدر جنگ اور نول رائے کی چاپلوسی اور خوشامدانہ گفتگو کے شکار ہوگئے - دونوں نے صلاح و مشورہ کرکے نہایت مکر و فریب سے بی بی صاحبہ (زوجہ نواب محمد خاں بنگش) سے پینتالیس لاکھ روپیہ بھی وصول کر لیا اور بی بی صاحبہ کو نظر بند اور اُن کے پانچ بیٹوں اور بڑے بڑے سرداروں کو قید کرا لیا صفدر جنگ تو بیٹوں کو قید کرکے دہلی لے گیا - نول رائے نے پانچوں بیٹوں کو قید کراکر الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دیا اور خود بی بی صاحبہ کو ساتھ لیکر قنوج روانہ ہوا —

نول رائے نے قنوج کی مشہور عمارت موتی محل میں سکونت اختیار کی - اور کل ملک میں اپنے عامل اور سزاول مقرر کرکے حکومت کرنے لگا - پٹھانوں میں اگرچہ بہت جوش پھیلا ہوا تھا - اور وہ شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے سر نہیں ہلاتے تھے کہ بی بی صاحبہ اور شاہزادے دشمنوں کی قید میں تھے —

منشی صاحب رائے کا بیٹا، نواب محمد خاں بنگش کے ایک وفادار ملازم کی وفاداری سے بی بی صاحبہ نے نول رائے کی قید سے رہائی پائی * اور وہ بخیریت

---

* اس کا حال انشاءاللہ تعالی حصہ دوم میں صاحب رائے کے حال میں لکھا جائےگا —

نتھو جا پہنچیں - نول رائے نے پانسو سوار پیچھے دوڑائے
مگر وہ ان تک نہ پہنچ سکے - اور ناکام واپس آئے -
نول رائے نے اس کی اطلاع معہ سبب پیرایہ میں صفدر جنگ
کو دی - اور اس دن سے پٹھانوں پر اور بھی زیادہ
ظلم کرنے لگا - جب نول رائے کا ظلم حد سے بڑھ گیا - تو
پٹھانوں نے مقابلے کی فکر کرنا شروع کی - اسی عرصے
میں ایسی واردات ظلم کی پیش آئی - جس نے پٹھانوں
کے دلوں کو اور بھی بھڑکا دیا - ایک پٹھان عورت بازار
میں سوت بیچنے کے واسطے گئی - اس کا سوت کوتوالی کے
ایک ہندو سپاہی نے خریدا - اور قیمت دے کر چلا گیا -
ایک مہینے کے بعد سپاہی مذکور سوت واپس لایا - اور
اس عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام
مجھے واپس دے - عورت نے جواب دیا کہ دنیا میں
کہیں ایسا دستور نہیں کہ ایک مہینے کے بعد سودا
واپس دیا جائے - اس جواب پر سپاہی نے اس کو گالی
دی - اس پٹھانی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا -
سپاہی نے غصے میں آکر جوتے سے اس پٹھانی کو خوب
مارا - وہ اپنا سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی تمام پٹھان
رئیسوں کے پاس گئی - اور نہایت جوش سے کہنے لگی
" کہ کاش خدا مجھے خان کر فقط بیٹیں دیتا - تمہیں
خدا کی قسم ہو کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے
کچھ نہیں ہوتا تف ہے تمہارے اوپر کہ ایک ادنیٰ

هلکو سپاھی نے آفریدی کی جورو کو جوتے سے مارا ۔
اور تم سے کچھہ نہ ھو سکا ۔

جب پٹھانوں نے اُس عورت کی یہ گفتگو سنی ۔
اُن کے دل ھل گئے ۔ سب جمع ھو کر بی بی صاحبہ
کے پاس گئے اور نول رائے سے لڑنے کے واسطے مستعدی
ظاھر کی ۔ بی بی صاحبہ نے کہا میرے دامن دامن
چیلے دھلی میں اور پانچ بیٹے الہ آباد میں قید ھیں ۔
میں ایسی حالت میں لڑائی کی کس طرح رائے دے سکتی
ھوں اس کے بعد یہ لوگ احمد خاں پسر محمد خاں بنگش کے
پاس فرخ آباد پہونچے ۔ اور اس کو سمجھا بجھا کر مئو
لے آئے ۔ اور بی بی صاحبہ کو بھی رضا مند کر کے ان کے
ھاتھہ سے احمد کو نوابی کا خلعت پہنوا دیا ۔ اور قرب و
جوار کے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے نول رائے کے تمام عاملوں
کو بھگا دیا ۔ اور بارہ ھزار سوار اور بارہ ھزار پیادے
اکٹھا کر کے نول رائے کے مقابلے کے واسطے روانہ ھوئے ۔

جب نول رائے کے مئو کے عامل بھاگ کر اُس کے پاس
پہونچے ۔ اور اُس کو یہ حال معلوم ھوا تو گالیاں دے
کر کہنے لگا " کہ اگر پٹھانیوں اور کونڈوں کو مع
اُن کی عورتوں کے ننگا کر کے اپنے ھاتھیوں کے پاؤں کے نیچے
نہ روندوا ڈالوں تو نول رائے نام نہیں " ۔ اور اُسی وقت
لشکر کی تیاری کا حکم دیا ۔ اور بے شمار فوج اور ایک
ھزار توپیں لیکر قنوج سے روانہ ھوا ۔ اور خدائگنج پہونچکر

پڑاؤ ڈالا ۔ اسی عرصے میں صفدر جنگ کا حکم پہونچا کہ
میں خود آتا ہوں جبتک میں نہ پہونچ جاؤں جنگ ملتوی
رکھنا ۔ اس مرتبہ میں پٹھانوں کا تخم سرزمین ہند میں
باقی نہ رکھونگا ۔ اور ان جانوروں میں سے لڑائی کے بعد
جو زندہ بچ رہیں گے سب کو گردن میں پتھر بندھوا کر
دریا میں ڈبوا دوں گا ۔ اس حکم کے موصول ہونے پر
نول رائے نے اپنے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھدوا دی ۔ اور
خندق پر توپیں لگا کر انہیں زنجیروں سے جکڑوا دیا ۔ نواب
احمدخاں نے بھی اس پڑاؤ سے دو میل کے فاصلے پر آکر
پڑاؤ ڈال دیا ۔ جب صفدر جنگ کے آنے کی خبر مشہور
ہوئی ۔ نواب احمدخاں نے اس کے آنے سے پہلے حملہ کرنے
کا ارادہ کیا ۔ اور ۹ ۔ رمضان سنہ ۱۱۶۳ ھ کو میاں دل لے
جاسوس کی رہبری سے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ کے بعد
نول رائے کے لشکر سے تین کوس علیحدہ علیحدہ کوچ کیا ۔ اور طلوع
آفتاب سے تین گھنٹہ پیشتر نول رائے کے پڑاو کی پشت
پر جہاں توپیں نہ تھیں اور سادات بارھہ متعین تھے
حملہ کیا ۔ سادات بارھہ اور پٹھانوں میں خوب زور
شور سے اول بندوق اور پھر تلوار چلنا شروع ہوئی ۔
توپیں بھی دغنا شروع ہوگئیں ۔ اول سادات بارھہ نے
پٹھانوں کو پیچھے ہٹا دیا جب احمد خاں نے یہ حال
دیکھا بہت لعنت ملامت کرکے کہا ,, کہ کیا مجھے اسی

فرض سے ساتھ لائے تھے کہ میں تم کو نامردوں کی طرح بھاگتا دیکھوں تو دکھا دیتا کہ تم ننگے اور تمہاری عورتیں بے آبرو کیجاویں گی " یہ کہکر چھرا نکالکر خودکشی کرنا چاہا - رستم خان وغیرہ نے ہاتھ پکڑ لیا اس کارروائی کا یہ اثر ہوا کہ کل پٹھان گھوڑوں سے اتر پڑے - اور اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھکر نہایت جوش سے نول رائے کی فوج میں گھس پڑے - سادات بارھا نے ان کے روکنے میں اگرچہ اپنی جانیں لڑادیں مگر اس مرتبہ نہ روک سکے - کچھ مارے گئے - اندر بھاگے - اب پٹھان مورچوں کے اندر گھس آئے - اسی عرصے میں قاصد نے دوڑ کر نول رائے کو خبردی وہ پوجا پاٹ کا بڑا پابند تھا - جب تک پوجا نہ کرلیتا کوئی کام شروع نہ کرتا تھا - یہاں تک کہ بغیر پوجا کئے گھر سے بھی باہر نہ نکلتا تھا یہ خبر سن کر بولا - کہ "مضائقہ نہیں ہے ان کنجڑوں کو اپنی کمان کے گوشہ سے زندہ لاؤں گا" - یہ کہکر پوجا پر بیٹھ گیا اسی عرصے میں پٹھان بہت قریب آگئے - قاصد پھر دوڑا ہوا پہونچا - اور اپنی جان پر کھیل کر بولا - کہ اے بیوقوف تو یہاں پوجا کرلے بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آن پہونچے ہیں - تھوڑی دیر میں اس پوجا کا مزہ معلوم ہو جائے گا" - یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا - اور ہتھیار لگا کر

کر ہاتھی پر سوار ہوا۔ اور دو تیر ایک ساتھ چلے میں
رکھکر پٹھانوں پر یہ کہکر مارے،، مار دو رے سارے کرنجروں کو۔
اب خوب صبح ہو گئی تھی لڑائی خوب زور شور سے ہونے لگی رستم خاں
اور محمد خان آفریدی نول رائے کو ڈھونڈھتے ہوئے اس کے قریب
جا پہونچے۔ اسی عرصے میں نول رائے کی فوج کے ایک پٹھان
نے دشولائی زبان پشتو میں کہا " اے کفرو کہاں
چلے آتے ہو۔ خبردار یہاں کوئی نہ آنے پائے۔ یہاں
فوج کے سردار رونق افروز ہیں "۔ محمد خان کا ایک
بھائی حال ہی میں افغانستان سے آیا تھا۔ وہ اس زبان
کو سمجھتا تھا۔ اس نے ترجمہ کرکے سب کو سنایا۔
محمد خان نے بڑھکر نول رائے کے قریب پہونچا۔ اس نے اس
کی طرف دیکھکر کہا " کہ اے کرنجروں میں تم کو ایسی قرار
واقعی سزا دوں گا۔ کہ تمہارا نام و نشان اس ملک میں باقی نہ
رہے گا۔" یہ کہکر محمد خان نے تیر مارا جو اس کے سینے پر لگا
اس نے تیر کو سینے سے نکالکر کہا۔ کہ اے تیر تو کس نامرد
کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا۔
نول رائے نے دوسرا تیر مارا اسی عرصے میں ایک قادر
الانداز آفریدی نے تاک کر گولی کا ایسا نشانہ مارا کہ
نول رائے اس کے ہاتھی پر ہی سرد ہو گیا۔ فیلبان نے جب
یہ حال دیکھا ہاتھی کو فوج کی طرف بھگا لے گیا۔ راجہ
کے ہاتھی کو بھاگتا دیکھکر کل فوج نے بھاگنا شروع کیا

پٹھانوں کے ھاتھہ اسقدر مال غنیمت لگا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھہ روپیہ ملا —

اس لڑائی میں نول راے کے علاوہ تیس بڑے بڑے عہدہ دار مثل میر مسعودصاحب • خدائداد خان وغیرہ مارے گئے — ہزاروں نجیب و شریف شیخ و سید بلگرام وغیرہ کے رہنے والے حق نمک پر جان کو فدا کر گئے • نواب بقاءاللہ خان نے بڑا کام کیا کہ رنجید کے بال بچوں کو قنوج سے اُسی وقت لے کر آگرہ روانہ ہوگئے —

نواب احمد خان دکامیاب ہوکر نہایت شان و شوکت سے فرخ آباد میں داخل ہو • تمام ملک میں اپنا انتظام کیا • خوب جشن منائے • جشن کے موقع پر موضع عطائی پور پرگنہ قائمگنج کے ایک بھاٹ مسمی بھوتی نے ایک کبت تصنیف کر کے نواب کو سنایا • جس کے انعام میں ایک مسلم موضع اس کو مرحمت کیا گیا • وہ کبت یہ ہے

عجب یہ دات قدرت ہے جس نے جگ سنوارا ہے
خدا ہی پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
گھوڑا باندھا کمر کس کر غنیم اوپر لئے لشکر
اگے اسکے عجب چکر غروری کا خمارا ہے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھی بات پاجی کو
نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہے
نول ہو دہ سے مکہہ موڑا کہیں ہاتھی کہیں گھوڑا

قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سبھارا ہے
چلیں توپیں دھڑا دھڑ سے رھکلے بھی پڑا پڑ سے
شتر نالیں پڑا بڑ سے تہور کا پہاڑا ہے
چلیں تیریں سنا سن سے چلیں گولی منا من سے
کٹیں سکر جیناجھن سے پڑی تلوار دھارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا - عطائی پور میں ڈیرا
یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ نول رائے کی امداد کے واسطے دھلی سے دو منزل آگے بڑھ آیا تھا کہ اس شکست کی خبر سنی کمال غم و غصے سے کہنے لگا " افسوس اس خود بیں دائم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا - اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانوں کو فتح نصیب نہ ہوتی " یہ کہکر کثرت رنج و الم سے پلنگ پر ھاتھہ دے مارا اور بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو نواب احمد خاں کے پانچوں بیٹوں اور پانچوں چیلوں کے قتل کئے جانے کا حکم لکھا کر دھلی اور الہ آباد روانہ کیا - اور یہ بیچارے نول رائے کے بدلے نہایت بیدردی سے قتل کئے گئے —

مسلمانوں کے ابتدائی اور اخیر زمانہ کا مقابلہ

اس زمانے کے مسلمانوں کے عروج کے زمانے سے مقابلہ کیا جائے تو عجیب تعجب ہوتا ہے - ایک وہ زمانہ تھا کہ بیجانگر کے عظیم الشان راجہ دیورائے کو معمولی مسلمان

سپاهی بھی سلام کرنا اپنی کسر شان سمجھکر اس کی نوکری کو عار سمجھتے تھے - اگرچہ راجہ نے اُن کی تالیف قلوب کے لئے بیجانگر میں ایک مسجد تعمیر کرادی تھی اور بڑی بڑی جاگیریں اُن کو دے رکھی تھیں مگر اس پر بھی انھوں نے اس شرط پر اُسکی ملازمت قبول کی تھی کہ راجہ کو سلام نہ کرنا پڑے - چنانچہ روزانہ دربار میں نہایت ادب سے ایک بلند مقام پر قرآن شریف رکھا جاتا تھا - اور مسلمان سپاهی اور افسر راجہ کی تعظیم و تکریم کے بجائے قرآن شریف کی تعظیم و تکریم بجالاتے تھے - ایک یہ زمانہ تھا کہ هندو مسلمان آپس کے برادرانہ سلوک سے ایسے شیر و شکر ہوگئے تھے کہ قومیت اور فاتح مفتوح کا لحاظ بالکل مفقود ہو گیا تھا - بڑے بڑے شریف مسلمان ادنی ادنی هندون کی ماتحتی میں خدمتیں بجالاتے تھے - هندو مسلمانوں کی طرف سے هندؤں سے لڑنے اور ان کے قتل و غارت کرنے کو سعادت دارین سمجھتے تھے - اسی طرح مسلمان هندؤں کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے اور ان کے تباہ و برباد کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے - چنانچہ اسی لڑائی میں راجہ نول رائے کی ماتحتی میں بڑے بڑے شریف خاندانوں کے مسلمان سردار اور سپاهی اور خود صفدر جنگ کے قریب کے رشتہ دار شامل تھے - اور بےتعصبی ملاحظہ کیجئے کہ ایک مسلمان نے نول رائے کو مذهبی

شہید کا رتبہ دے کر حوروں سے ہمکنار کردیا —

روان کردہ خون بلان جو بجو   ادا کردہ حق نمک مو بمو
زیزدان رسیدند حور و ملک   بیارد بروے نزول سر خرو
سنہ ۱۱۶۳ ھ

ہری سنگھ راتھور

ہری سنگھ راتھور | راجہ کشن سنگھ راتھور کا بیٹا تھا - باپ کے مارے جانے کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا - اور کشن گڈھ وطن جاگیر میں مرحمت ہوا —

سنہ ۵ جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات - شش صد سوار پر سر فراز ہوا —

سنہ ۹ جلوس میں خانجہان بارہہ کے ساتھ مہم بیجاپور میں متعین ہوا —

سنہ ۱۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - ہشت صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادۂ محمد شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا - اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ کابل میں مامور ہوا —

سنہ ۱۵ جلوس میں خلعت و اسپ اور علم عطا

هو کر شاهزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار میں متعین ہوا —

سنہ ١٧ جلوس میں ٢٣ صفر ١٠٥٤ھ کو لاولد انتقال کیا بادشاہ نے روپ سنگھ اُس کے بھتیجے کو خلعت و اسپ مرحمت فرماکر جانشین مقرر کیا - اور کشن گڈھ جاگیر میں مرحمت کیا اُس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے —

هردے رام کچھواها

هردے رام کچھواها اور بانکا کچھواها

اس کا باپ بانکا کچھواها اکبر کے عہد میں سنہ ٤٠ جلوس تک منصب چہار صدی پر سر فراز تھا - سنہ ٢٦ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی مہم میں شریک تھا - اس کے بعد دیگر مہمات میں شریک ہو کر خدمتیں بجا لاتا رہا - اُس کے انتقال کے بعد هردے رام ملازمت شاهی میں منسلک ہوا پہلے سال جلوس شاهجہانی میں منصب هزاری ذات - شش صد و پنجاہ سوار سے سر فراز ہوا - سنہ ٢ جلوس میں منصب هزاري ذات - هفت صد سوار پر ترقی پائی سنہ ٣ جلوس میں منصب هزار و پانصدی ذات - هزار

سوار سے سر بلند ہوا - سنہ ۸ جلوس میں انتقال کیا - بکرام اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے -

ہمیر سنگھہ سیسودیہ

ہمیر سنگھہ سیسودیہ ایشر داس سیسودیہ کا بیٹا اور دودا سیسودیہ کا پوتا تھا - ابتدا میں رانا جگت سنگھہ کی سرکار میں ملازم تھا وہاں سے ملازمت ترک کر کے سنہ ۱۸ جلوس میں ۱۲ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۵ ھ کو دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت مرحمت فرماکر منصب پانصدی سے سر فراز کیا - سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ ھ میں مہم بلخ و بدخشاں میں مامور ہوا - وہاں سے ۱۱ - جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۷ ھ کو راجہ جے سنگھہ کے ساتھہ دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت فرماکر دوبارہ بلخ کو روانہ کیا —

ضمیمہ نمبر ۱

اصل کتاب میں بہت سے ہندو اُمرا اور ارکان سلطنت

کے حالات بعض اسرجہ سے نہیں لکھے گئے کہ اُن کے مفصل حالات دستیاب نہیں ہوئی ۔ لہذا ضمیمہ ہذا میں عربی کے مشہور مقولہ مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کی بنا پر ہم بقیہ مشہور امرا کی ایک اجمالی فہرست عہدوار درج کرتے ہیں —



عہد اکبری

نام	منصب	کیفیت
لونڈ	دو صدی	اوڑیسہ کا زمیندار اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سرفراز تھا —
بلبھدر راٹھور	سہ صدی	سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے ممتاز تھا —
بانکا کچھواہا	چہار صدی	ایضاً
بہادر گوہلوت	سہ صدی	ایضاً
بہارتی چند		سنہ ۴۰ جلوس میں وزیراعظم کی ماتحتی میں ہر صوبہ کا علحدہ وزیر مقرر کیا گیا - یہ صوبہ اجمیر کے وزیر مقرر ہوئے —
راے بھگوانداس		سنہ ۱۹ جلوس میں کل ممالک محروسہ کے مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوئے - سنہ ۴۱

نام	منصب	کیفیت
		جلوس تک اس عہدہ پر سرفراز رہے - ۱۰۰ی سال انتقال کیا —
بھوپت رائے		سنہ ۲۲ جلوس میں سہم گجرات میں شریک تھا —
باگھار راٹھور		ایضاً
پرمانند کھتری	پانصدی	راجہ ٹوڈرمل کے خوشلدیسوں میں سے تھا - بنگ و بہار کی سہم میں نواڑوں اور کشتیوں کا انتظام اس کے سپرد تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا —
پرتاب سنگھہ	دو صدی	راجہ بھگوانداس کا بیٹا تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب پر ماسور تھا - آگرہ میں اس کا آباد کیا ہوا محلہ پرتاب پورہ اب تک آباد ہے —
رائے پرکھوتم (پرسوتم)		اکبری عہد کے بخشیان عظام سے تھا —
پیاگ داس		سنہ ۲۱ جلوس میں صوبۂ گجرات کا دیوان مقرر ہوا - معرکۂ دولقہ میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ

نام	منصب	کیفیت
		شریک تھا -
تلسی داس جادون	سہ صدی	سنہ ۲۸ جلوس میں مہم گجرات میں شریک تھا -
تارا چند		سنہ ۳۱ جلوس میں صوبۂ اجمیر کا بخشی مقرر ہوا -
جگمال پلوار	پانصدی	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا - سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر مامور ہوا -
چنی	دو صدی	سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سر بلند تھا -
چیتہ بڑ گوجر	-	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا - لڑائی کے وقت غنیم کے ایک سوار نے بادشاہ پر نیزہ کا وار کیا اس نے آگے بڑھکر سوار پر برچھا مارکر اس کا کام تمام کر دیا - اس حسن خدمت کے صلے میں نوازش ہائے شاہانہ سے مفتخر ہوا -
راجہ چتر بھوج	.	راجہ جگمن کا لڑکا تھا - باپ کے

نام	منصب	کیفیت
		مرنے کے بعد اپنے وطن صوبہ مالوہ سے دربار میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کرکے صوبۂ دکن میں تعینات کیا - سنہ ۴۴ جلوس میں دربار میں حاضر ہوا -
راجہ دلیپ چند		سنہ ۱۸ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا -
راجہ دھر سنگھ		سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا - اور راجہ بیربر کے ساتھ اسی مہم میں مارا گیا - اس کا بیٹا جگت رائے سنہ ۱۹ جلوس میں مہم چندر سین اور سنہ ۲۹ جلوس میں مہم مرزا محمد حکیم میں شریک تھا -
رام چند کچھواہا	چہارصدی	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا - سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر متعین ہوا - سنہ ۲۹ جلوس

نام	منصب	کیفیت
		میں صوبہ گجرات میں مامور ہوا ۔ سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا ۔
رائے رام داس دیوان	دوصدوپنجاھی	سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ احمد آباد گجرات کا وزیر مقرر ہوا ۔
رائے رام رائے	۔	سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ دھلی کا وزیر مقرر ہوا ۔
رام داس	۔	سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ بہار کا وزیر مقرر ہوا ۔
راگھو داس کچھواھا	۔	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا ۔ اور اسی لڑائی میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا ۔
روپ رائے گجراتی	۔	صوبۂ گجرات میں متعین تھا ۔ معرکۂ دولقہ میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا ۔
رام داس چوھان		سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم حکیم مرزا میں

نام	منصب	کیفیت
		اور اس کے بعد سنہ ۲۹ جلوس میں مہم گجرات میں شریک تھا -
راجہ رام ساہ گوالیاری	-	سنہ ۹۸۳ ھ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم راناکیکا میں شریک اور فوج هراول میں متعین تھا - اور اس لڑائی میں معہ اپنے تین بیٹوں کے مارا گیا —
سلطان راٹھور		جے مل کا بیٹا تھا راجہ بھگوان داس کچھواھا کی طرف سے نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا (دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواھا کا حال) یہ ملازمت شاھی میں داخل ھوا - سنہ ۱۹ جلوس میں رائے سنگھ کے ساتھ چندر سین راٹھور کی تنبیہ پر مامور ھوا - سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات میں شریک تھا —
سانولداس جادول	د وصدی	سنہ ۱۸ کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا سنہ ۲۶

نام	منصب	کیفیت
		میں مہم حکیم مرزا پر متعین ہوا - سنہ ۲۸ جلوس میں شہبازخاں کے ساتھ صوبۂ بنگالہ میں مامور ہوا - سنہ ۳۱ میں مہم دکن میں تعینات ہوا —
ملھدی	چارصدی	راجہ بہاری مل کا بیٹا تھا - سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور پر مامور تھا —
سانگھا پنوار	دوصد ی	سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا —
سندر	دوصدی	اوڑیسہ کا زمیندار اور سنہ ۴۰ جلوس تک اِس منصب سے سرفراز تھا —
کانہا درباری	-	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا -
کشن داس تولور	سہ صدی	سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شریک تھا —
کشنداس تونور	سہ صدی	سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شریک تھا —

نام	منصب	کیفیت
کلا کچھواہا	دوصدی	سنہ ۲۶ جلوس میں مہم حکیم مرزا میں راجہ مان‌سنگھہ کے ساتھہ شریک تھا —
کیشوداس راٹھور	دوصدی	اسکی بیٹی کی شادی شاہزادہ سلیم سے ہوئی تھی شاہزادی بہار بانو بیگم اُسی کے بطن سے تھی - اکثر مہمات میں شریک ہوکر خدمات نمایاں انجام دیں —
کلا راٹھور	-	سنہ ۳۸ جلوس میں مرزا شاہرخ کے ساتھہ صوبۂ مالوہ میں تعینات ہوا —
رائے کیشوداس	-	سنہ ۴۰ جلوس میں صوبہ آگرہ کا وزیر مقرر ہوا —
رائے کشن داس	-	سنہ ۱۰ جلوس میں صوبۂ آگرہ کا وزیر مقرر ہوا —
کنارو بڑ گوجر	-	سنہ ۳۰ جلوس میں زین خاں کوکہ کے ساتھہ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا -
راجہ گوپال‌داس جادول		سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھہ تھا -

نام	منصب	کیفیت
		سنہ ۲۸ جلوس میں شہباز خان کے ساتھ صوبۂ بنگالہ میں تعینات ہوا سنہ ۳۴ میں مر گیا ۔
گوردھن راٹھور		نہایت شجاع و بہادر تھا ۔ سنہ ۳۵ جلوس میں مرزا عبدالرحیم خانخانان کے ساتھ مہم ٹھٹھہ میں شریک تھا —
مان سنگھ کچھواھا	سہ صدی	سنہ ۱۸ جلوس یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا اس کے بعد مرزا راجہ مان سنگھ کے پاس تعینات ہوا ۔ اور اکثر مہمات میں شریک ہو کر خدمات نمایاں انجام دیتا رہا ۔
متھرا داس کھتری	دو صدی	سنہ ۴۰ جلوس میں صوبۂ لاہور کا وزیر مقرر ہوا —
میدنی رائے چوھان	ہفت صدی	صوبہ گجرات میں مامور تھا ۔ اور وھاں کی مہمات میں شریک ہوتا رہا —
مدن چوھان		سنہ ۲۶ جلوس میں راجہ

نام	منصب	کیفیت
		مان سنگھ کے ساتھ مہم حکیم مرزا میں متعین ہوا۔ سنہ ۲۹ میں مہم گجرات میں شریک تھا
بابو منگلی	ہفت صدی	سنہ ۲۸ جلوس میں شہباز خاں کے ساتھ بنگالہ میں متعین ہوا اس کے بعد راجہ مان سنگھ کے ساتھ اکثر مہمات میں شریک ہوا ـــ
نیل کنٹھ	سہ صدی	اُڑیسہ کا زمیندار تھا ـــ
رائے نرائن داس		ایدر کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات میں شریک تھا ـــ
ہرداس		سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا سنہ ۳۸ میں مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبۂ مالوہ میں تعینات ہوا
کلیان رائے	-	بندر کھنبات کا ناظم تھا۔ اس نے کھنبات میں پختہ چاردیواری تعمیر کرائی تھی ـــ
راجہ دیپ چند	-	مجھولہ کا راجہ تھا۔ سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں

نام	منصب	کیفیت
		بادشاہ کے ساتھ تھا ۔ ایک دن دربار میں گاؤکشی کی بحث تھی اس سے کہا کہ اگر گائے خدا کے نزدیک معظم نہ ہوتی تو سب سے پہلے قرآن شریف میں سورۂ بقر کیوں مذکور ہوتی —

عہد جہانگیری

نام	منصب	کیفیت
راجہ [illegible] نرائن	پانصد سوار	[illegible] کا قلعدار تھا ۔ سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور سے [illegible] هوا ۔ اور تنخواہ میں وطن میں جاگیر مرحمت هوئی —
بیردو	چہار صدی	بنگالہ کا زمیندار تھا ۔ سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور پر سرفراز هوا —
دیبی چند گوالیاری	هزار و پانصدی ذات . پانصد سوار	سنہ ۱۵ جلوس میں منصب مذکور پر مامور هوا —

نام	منصب	کیفیت
حکیم رگھناتھ	هشت صدی ذات	سنه ۱۴ جلوس میں منصب شش ـ صد سوار مذکور پر مامور هوا —
راے کنور چند	-	جہانگیر کے عہد میں عہدۂ مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) پر سرفراز تھا - سنه ۱۴ جلوس میں بادشاہ نے ایک هاتھی عطا کیا —
راے کھمسور	-	جہانگیر کے ایام شاهزادگی میں صوبه بہار کا دیوان تھا اور شاهزادہ موصوف کی سرکار کا دیوان مقرر هوا ۔ جہانگیر نے تخت نشیں هوکر صوبه گجرات کا دیوان مقرر کردیا ۔ سنه ۱۳ جلوس میں صوبه مالوہ کی دیوانی پر تبدیل هوا —
موهن داس	هشت صدی و پانصد سوار	صوبه گجرات کی دیوانی پر مامور تھا سنه ۲ جلوس میں منصب مذکور سے سرفراز تھا ۔

نام	منصب	کیفیت
رای سنگت بهدوریه	-	مہم بنگش میں راجہ شیام سنگھ کے ساتھ شریک تھا۔ سنہ ۷ جلوس میں منصب میں اضافہ ہوا۔
رای مان سنگھ		شاہی پیادہ فوج کا سردار تھا۔
راجہ نتھہ مل	دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار	مجہولی کا زمیندار تھا۔ سنہ ۱ جلوس میں پانچ ہزار روپیہ انعام میں مرحمت ہوکر منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار یک صد سوار سے سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہوکر منصب دو ہزار ذات ہزار و دو صد پر ترقی پائی۔
ہربهان	دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار	چندر کوٹ کا زمیندار تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس میں منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔
ہردے نارائن ہاڈا	نہ صدی ذات شش صد سوار	سنہ ۱۳ جلوس میں راجہ بکرماجیت کے ساتھ مہم کانگڑہ میں متعین ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس میں منصب میں ترقی

کیفیت	منصب	نام
ہو کر منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔		

عہد شاہجہانی

کیفیت	منصب	نام
سنہ ۱ جلوس میں مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔	پانصدی ذات پنجصد سوار	اگر سین کچھواہا
راجہ مان سنگھ زمیندار جموں کا بیٹا تھا۔ سنہ [illegible] میں مر گیا۔	پانصدی سہ صد سوار	راجہ اودے سانگرہ
سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔	پانصدی دو صد سوار	اگر سین
سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔		راجہ امر سنگھ کچھواہا
ابتدا میں عادل شاہ بیجاپوری کی طرف سے اودگیر کا قلعدار تھا۔ جب سنہ ۹ جلوس میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا۔ تو خان دوران بہادر کی سفارش	ہزاری پانصد سوار	بھوج راج

نام	منصب	کیفیت
		سے ملازمت شاهی میں داخل هوا - سنه ۱۹ جلوس میں شاهزادۂ مراد بخش کے ساتھه مهم بلخ و بدخشاں میں مامور هوا —
پورن مل	هفت صدی سه صد سوار	بچیت صوبۂ بہار کا زمیندار تها - سنه ۲ جلوس میں مر گیا -
رائے بہاری داس	هفت صدی دو صد سوار	
بیر بهان	پانصدی سه صد سوار	چندر کونه صوبۂ بنگال کا زمیندار تها —
پرتهی سنگهه کچهواهه	پانصدی - دو صد یکصد و پنجاه سوار	راجه مان سنگهه کا پوتا تها - سنه ۱۹ جلوس میں مهم بلخ و بدخشاں میں شریک تها -
پرتاب سنگهه چوهان	شش صدی پانصد سوار	سنه ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تها —
پرتاب چورہ	هزاری هزار سوار	سنه ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تها —
پانڈو (چندن) ولد بهر سنگهه	شش صدی صد سوار	سنه ۱۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تها —

نام	منصب	کیفیت
راول پونجا	ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار	ڈونگر پور کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا —
رائے جسونت رائے		سنہ ۱۰۴۰ ھ میں احدیوں کا بخشی مقرر ہوا۔ اس کے بعد دیوان تن کے عہدے پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۰۵۱ ھ میں دیوانی دا اصد کا خلعت مرحمت ہوا۔
جادون رائے		دیوان بیوتات کے عہدے پر سرفراز تھا —
راجہ جگناتھ راٹھور	ہشت صدی چہار صد سوار	سنہ ۳ جلوس میں مر گیا۔
رانا جودھا	ہشت صدی سہ صد سوار	امر کوٹ کا زمیندار تھا سنہ ۱۶ جلوس میں مر گیا۔
جگناتھ راٹھور	ہفت صدی چہار صد سوار	سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی سہ صد سوار پر مامور تھا۔ اس کے بعد منصب مذکور پر سرفراز ہوا سنہ ۱۲ میں انتقال کیا —
راجہ جگمن جادول	پانصدی چہار صد سوار	سنہ ۱۰ جلوس تک منصب مذکور سے مفتخر تھا —

نام	منصب	کیفیت
چتربھوج سونکرا	پانصدی پانصد سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور سے مفتخر تھا —
چندر بھان	پانصدی سہ صد سوار	کانگڑہ کا زمیندار تھا —
چیت سنگھ راٹھور	هزاری پانصد سوار	سنہ ۳۰ جلوس میں وفات پائی۔ یہ ایام شاہزادگی کے رفیقوں میں سے تھا تخت نشینی کے دن علاوہ منصب مذکور چھبیس هزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت ہوا —
خدمت رائے	پانصدی صد سوار	سنہ ۲۰ جاوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا -
والی داس میرتھیہ	.	سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا -
دلپت راٹھور	پانصدی سہ صد سوار	ساندن راٹھور کا بیٹا تھا - سنہ ۳ جلوس میں ملک عدم کو سدھارا -
رایبا	هزار و پانصدی شش صد سوار	جادون رائے کا بھائی تھا -
زلی رائے دکھنی	دو هزاری هزار سوار	سنہ ۳ جلوس میں حسب سفارش اعظم خاں ملازمت شاهی میں

نام	منصب	کیفیت
		داخل ہوکر منصب مذکور سے مفتخر ہوا - سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا
رگھوناتھ	پانصدی دوصد سوار	سوسنگ کا زمیندار تھا - سنہ ۷ جلوس مہم قلعہ پرینڈہ میں شریک تھا —
روپ سنگھہ کچھواہا	ہفت صدی سہ صد سوار	جگناتھ کچھواہہ کا پوتا تھا - سنہ ۸ جلوس میں مہم جھجھار سنگھہ بندیلہ میں شریک تھا —
راوت رائے دھنگر دکھنی	سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز رہا - سنہ ۱۰ جلوس تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا —
رائے سبھا چند	ہفت صدی چہار صد سوار	سنہ ۱۲ جلوس میں منصب ہفت صدی پر سرفراز ہوکر صوبۂ دہلی کا دیوان مقرر ہوا —
سنگرام کچھواہا	ہفت صدی چہار صد سوار	سنہ ۱۹ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں میں متعین ہوا ۔

نام	منصب	کیفیت
راول سرمسی	ہزاری۔ ہزار سوار	بانسولہ کا زمیندار تھا۔
سکت سنگھ چوہان	پانصدی درصد وپنجاہ	
کشن سنگھ کچھواہا	پانصدی۔ دوصد و پنجاہ	۱۴۔ شوال سنہ ۱۰۵۵ ھ کو منصب مذکور پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔ راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا۔
کیسری سنگھ راٹھور	پانصدی صدسوار	ابتدا میں مہابت خان کی سرکار میں ملازم تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا —
سرمست بڑگوجر	شش صدی سدصد سوار	اعتماد رائے بڑگوجر کا بیٹا تھا —
راجہ کشن سنگھ تونور	پانصدی پانصد سوار	سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا۔ سنہ ۱۰۶۸ ھ کی معرکہ سموگڑھ میں دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔

نام	منصب	کیفیت
فتح سنگھ	هشت صدی	مہاراجہ بھیم کا بیٹا تھا ۔
سیسودیہ	دو صد سوار	سنہ ۱ جلوس میں سفر آخرت اختیار کیا —
سری سنگھہ راٹھور	هزاری هشت صد سوار	سنہ ۹ جلوس میں منصب مذکور سے مفتخر ہوا —
راجہ کنورسین کشتواری	هزاری چہار صد سوار	کشتوار کا زمیندار تھا ۔ اس کی لڑکی کی شادی شاهزادہ محمد شجاع سے هوئی تھی ۔ شاهزادہ بلند اختر اُسی کے بطن سے تھا —
کرپا رام گور	هشت صدی هفت صد و پنجاہ سوار	سنہ ۱۰۴۱ ھ میں چکلہ فوجداری پر مامور ہوا ۔ سنہ ۱۱ جلوس میں مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا —
ہیام سنگھہ سیسودیہ	هزاری پانصد سوار	سنہ ۱۰ جلوس تک اس منصب پر سر فراز تھا —
گوبند داس راٹھور خانہ ورانی	پانصدی ۔ دو صد و پنجاہ سوار	اول خان دوران بہادر نصرت جنگ کی سرکار میں ملازم تھا ۔ ۸ ۔ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ ھ کو ملازمت شاهی

نام	منصب	کیفیت
		میں داخل ہو کر مہم بلخ و بدخشان میں مامور ہوا ۔
لکھمی سین چوہان	ہشت صدی پانصد سوار	سنہ ۱۴ جلوس میں انتقال کیا ۔
محکم سنگھ سیسودیہ		سنہ ۱۱ جلوس کی مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں شریک تھا ۔
سنگو جی بھاکر دکھنی	سہ ہزاری ہزار پانصد سوار	۲۶ ۔ ذیقعد ۱۰۳۹ ھ کو ملازمت شاہی میں داخل ہوا ۔
مترسین تونور	ہزاری پانصد سوار	راجہ شیام سنگھ تونور کا بیٹا تھا ۔ سنہ ۲ جلوس میں انتقال کیا —
مکند داس راٹھور	شش صدی صد و پنجاہ سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر سرفراز تھا —
متھرا داس کچھواہا	ہفتصدی چہار صد سوار	ایضاً
مکند بہادر	پانصدی ۔ سہ صد سوار	سنہ ۱۰ جلوس تک اس منصب پر سرفراز تھا —
مان سنگھ	پانصدی ۔ دو صد پنجاہ سوار	راجہ بکرماجیت کا بیٹا تھا

نام	منصب	کیفیت
		سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا —
مدن سنگھ بھدوریہ	پانصدی دو صد سوار	
مادھو سنگھ سیسودیہ	پانصدی دو صد و پنجاہ سوار	سنہ ۸ جلوس میں مرگیا ۔
مکند داس گوڑ	پانصدی صد و پنجاہ سوار	راجہ گوپال داس گوڑ کا بیٹا تھا سنہ ۴ جلوس میں مہم خانجہان لودی میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا —
میدنی رام دکھنی	پانصدی ہشتاد سوار	
منوہر داس گوڑ	پانصدی دو صد سوار	راجہ بیٹھلداس گوڑ کا بھائی تھا ۔
راوت نرائن داس سیسودیہ	ہفتصدی سہ صد سوار	سنہ ۱۹ جلوس میں مہم بلخ و بدخشاں میں شریک تھا —
ناہر بلکڈی	ہشت صدی چہارصد سوار	سنہ ۱۱ جلوس میں ہاتھی مرحمت ہوا ۔ سنہ ۱۴ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے

نام	منصب	کیفیت
		ساتھ کابل میں تعینات ہوا ۔ وہاں سے مہم بنگش میں شریک ہوا ۔ سنہ ۱۷ جلوس میں ایک ہاتھی پیشکش کیا ۔
ہر نرداس جہالا	پانصدی ۔ دوصد سوار	سنہ ۳ جلوس میں مہم خانجہان لودی میں اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر مارا گیا ۔
ہردے نرائن	پانصدی ۔ صد سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا ۔
ہرداس جہالا	پانصدی ۔ دوصد سوار	ابتدا میں رانا اُدے پور کی سرکار میں ملازم تھا ۔ نہایت عقلمند ۔ تجربہ کار امیر تھا ۔ رانا کی طرف سے دربار میں اکثر وکیل بنکر آیا کرتا تھا اور اپنی حسن قابلیت اور خدمت گذاری سے ہمیشہ بادشاہ کو خوش رکھکر انعام و اکرام پاتا تھا اس کے ۵۴۶

نام	منصب	کیفیت
		ملازمت شاہی میں داخل ہوا - سنہ ۳ جلوس میں ملک عدم کو رخصت ہوا —
مرزا رام کچھواہا	هفتصدی - سه صد سوار	بیکوان داس کچھواہا کا بیٹا تھا —
راؤ هر چند کچھواہا	نه صدی - چہار صد سوار	سنہ ۴ جلوس میں انتقال کیا —
ہٹناوں دیوریہ	دو هزاری هشت صد سوار	۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۹ ھ کو ملازمت شاہی میں داخل ہوا —
ہودر راے ہ کھانی	چہار هزاری - دو هزارو پانصدی سوار	سنہ ۷ جلوس میں انتقال کیا —

عہد عالمگیری

نام	منصب	کیفیت
راجہ اودت	دو هزاری و	اوندچھہ کا زمیندار تھا -
سلکھم	پانصدی هزارو پانصدسوار	سنہ ۳۲ جلوس میں خطاب

نام	منصب	کیفیت
		راجگی سے مفتخر ہو کر منصب ہزار و پانصدی سے سرفراز ہوا۔ سنہ ۳۶ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار سے سر بلند ہوکر ایرج کی فوجداری پر مامور ہوا۔
ایسو جی دکھلی	دوہزاری ہزار سوار	سنبھاجی کی طرف سے سالہیر کا قلعدار تھا۔ سنہ ۳۰ جلوس میں حاضر دربار ہوا اور خلعت و علم و طوغ و نقارہ۔ اسپ و فیل اور بیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت ہوکر منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
اچلاجی	پنجہزاری دو ہزار سوار	سیواجی کا داماد تھا۔ سنہ ۲۹ جلوس میں خلعت و نقارہ اور علم اور پہونچی مرصع اور اسپ و فیل عطا ہوکر منصب مذکور سے مفتخر ہوا۔
ارجوجی	دوہزاری ہزار سوار	سنبھاجی کا چچا زاد بھائی تھا۔ سنہ ۲۸ جلوس میں خلعت و اسپ مرحمت ہوکر منصب مذکور

کیفیت	منصب	نام
سے سر بلند ہوا ۔		
سنہ ۱۸ جلوس میں خلعت و جمدھر مرصع اسپ معہ ساز طلا مرحمت ہوکر منصب مذکور سے سرفراز ہوا ۔	دو ہزار و پانصدی	بکرم سنگھہ گوالیاری
سنہ ۲۵ جلوس میں منصب بہار مذکور سے مفتخر ہوا ۔ سنہ ۲۸ جلوس میں خلعت مرحمت ہوا ۔	چہار ہزاری ہزار سوار	جسونت راؤ دکھنی
سنہ ۲۹ جلوس میں مسلمان ہوگیا ۔ اور دیندار کے نام سے موسوم ہوکر جانماز خانہ کا داروغہ مقرر ہوا ۔	۔	پرم دیوکی
سوراجی کا چچا زاد بھائی تھا ۔ تھانہ داری بدپانگاؤں پر منصب دو ہزار و پانصدی پر مامور تھا ۔ سنہ ۴۹ میں منصب مذکور پر ترقی پائی ۔	سہ ہزاری دو ہزار سوار	بداجی
راجہ جے سنگھہ کا بھائی تھا ۔ سنہ ۲۴ جلوس میں حاضر دربار ہوا ۔ سنہ ۳۸ جلوس میں انتقال کیا ۔	پنجہزاری	راجہ بھیم

نام	منصب	کیفیت
بھاگو بنجارہ	پنجہزاری - چہار ہزار سوار	منصب مذکور پر مامور تھا۔ اس کے بعد بھاگ کر مرہٹوں سے جا ملا۔ سنہ ۲۲ جلوس میں حاضر دربار ہوکر عفو تقصیر کا ملتجی ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف کرکے منصب مذکور پر بحال کر دیا۔
پرتھی سنگھہ		جموں کا راجہ تھا۔ شاہزادہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ نے اس کے ملک میں پناہ لی تھی اس نے اول شاہزادۂ مذکور کو بادشاہ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا لیکن پھر حوالہ کر دیا (دیکھو مرزا راجہ جے سنگھہ کا حال) اور ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سنہ ۱۸ جلوس میں لودی خاں کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا۔
پرتھی سنگھہ راٹھور		ملازمت شاہی میں داخل تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس میں

نام	منصب	کیفیت
		خلعت کے ساتهه دو هزار روپیه نقد انعام میں مرحمت هوا —
راجه جسونت سنگهه بندیله		سنه ۲۱ جلوس میں چنپت بندیله کے بیٹوں کی سرکوبی پر مامور هوا۔ سنه ۲۹ جلوس میں خلعت کے ساتهه فیل اور نقارہ مرحمت هوا —
چهتر مل		کل ممالک محروسه کے وقائع نگاروں کا افسر تها۔ سنه ۴۲ جلوس میں مرگیا۔ اس کا بیٹا بهولا ناتهه مسلمان هوکر هدایت کیش کے نام سے موسوم هوا — اور اپنی لیاقت اور مزاج دانی سے بادشاہ کے دل میں ایسا اعتبار اور اعزاز پیدا کیا که عهدہ عهدہ خدمتوں پر مامور رها —
درگا داس راتهور	سه هزاری دو هزار سوار	مهاراجه جسونت سنگهه راتهور کا رشته دار اور اس کی سرکار

نام	منصب	کیفیت
		میں ملازم تھا اس کے انتقال کے بعد اپنی چرب زبانی اور افسون سازی سے تمام راجپوتوں کو بادشاہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا - اور شاہزادہ محمد اکبر کو بھی سلطنت کا سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا - جب اورنگ‌زیب کی حکمت عملی سے یہ فتنہ و فساد رفع ہوگیا تو محمداکبر کے بیٹے بلند اختر کو جو انہیں دنوں پیدا ہوا تھا ساتھ لیکر پہاڑوں میں جا چھپا - (دیکھو مہاراجہ اجیت سنگھ کا حال) سنہ ۴۲ جلوس میں شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوے دربار میں حاضر ہوا - بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں داخل کیا -

نام	منصب	کیفیت
		اور خلعت و جمدھر مرصع عطا کر کے منصب مذکور سے سرفراز کیا —
دوندی راؤ	هزار و پانصدی	سنہ ۴۰ جلوس میں تربیت خاں کے توسل سے ملازمت شاھی میں داخل ھو کر منصب مذکور پر سرفراز اور تھانہ داری کوہ مہادیو پر مامور ھوا -
رام چند	سہ ھزاری	گھاٹوں کی تھانہ داری پر سرفراز تھا - سنہ ۴۰ جلوس میں منصب دو ھزاری اور سنہ ۴۳ میں منصب سہ ھزاری پر سربلند ھوا —
راگھو داس جھالا	هفت صدی پانصد سوار	ابتدا میں رانا اودے پور کی سرکار میں ملازم تھا - وھاں کی ملازمت ترک کر کے سنہ ۱۸ جلوس میں حاضر دربار ھوا - بادشاہ نے منصب مذکور پر مامور کیا -
راج سنگھہ راٹھور	،	سنہ ۲۰ جلوس میں خلعت کے ساتھہ دو ھزار روپیہ نقد

نام	منصب	کیفیت
		العام میں مرحمت ہوا —
سوبھان	پنجہزاری دو ہزار سوار	مرہٹوں کی طرف سے ستارہ کا قلعدار تھا - جب سنہ ۴۳ جلوس میں شاہزادہ اعظم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا - اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا - اور قلعہ کے ایک طرف کی فصیل بھی گر گئی تو اُس نے قلعہ شاہزادہ کے حوالہ کر دیا - اور شاہزادہ کی سفارش سے ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منصب مذکور پر سر فراز ہوا اور خلعت و کٹار - اسپ و فیل - طوغ و علم - اور نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا -
سیوادلئلیہ	شش ہزاری پنجہزار سوار	سنہ ۴۲ جلوس میں منعم خان کے ذریعے سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا - اور خلعت و نقارہ اور علم مرحمت ہو کر منصب مذکور پر مامور ہوا —
راجہ عالم سنگھ	-	اُجین کا زمیندار تھا - سنہ ۱۰۶۸ ھ

نام	منصب	کیفیت
		میں معرکہ اُجین کے بعد بادشا[illegible] خطاب راجگی سے مفتخر کر کے خلعت و فیل - شمشیر و جمدھر وغیرہ مرحمت کیا - اور کفایت خان کے ساتھ صوبہ مذکور کی حکومت پر سر بلند کیا —
راجہ کلیان بھدوریہ	[illegible]صدی شش صد سوار	بھداور کا زمیندار تھا - اول منصب ہفتصدی پر مامور تھا - سنہ ۲۰ جلوس میں منصب نہصدی پر مفتخر ہوا —
گردھر داس سیسودیہ		ملازمت شاہی میں داخل اور دھلی میں متعین تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں حسین پاشا حاکم بصرہ کے استقبال کے انتظام میں لاھوری دروازہ پر یکہ تاز خان سے کسی بات پر جھگڑا ھو گیا - دونوں میں لڑائی ھوئی اور دونوں زخمی ھو کر گرے - اس کا زخم کاری تھا کام تمام ھو گیا —
رائے لعل چند		دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں تشخیص

	منصب	کیفیت
راے مکرند		سالگزاری و تصفیه مقدمات خالصه واسطے کابل بھیجا گیا — ...ی کا ناظم تھا - سنه ۱۲ جلوس میں صوبه بنگاله میں تعینات هوا —
راجه ساندهاتا	-	سنه ۲۰ جلوس میں غور بند کا تھانه دار مقرر هوا —
سانکوجی	دوهزاری هزار سوار	سنبھاجی کی طرف سے سانوبه کا قلعدار تھا - سنه ۳۰ جلوس میں دربار میں حاضر هو کر ملازمان شاهی میں داخل هوا - اور خلعت و علم و نقاره وغیره عطا هوکر بیس هزار روپیه نقد انعام میں ملا —
مکتا	سه هزاری دو هزار سوار	نصرت آباد کا ناظم تھا - اول منصب دوهزار و پانصدی پر سامور تھا - سنه ۵۰ جلوس میں منصب سه هزاری پر ترقی پائی —
مرلیدهر	-	ابتدا میں امیرالامرا نواب شایسته خاں کی سرکار میں دیوان تھا - سنه ۳۸ میں ان کے انتقال کے

نام	منصب	کیفیت
		میں معرکہ اُجین کے بعد بادشاہ نے خطاب راجگی سے مفتخر کر کے خلعت و فیل - شمشیر و جمدھر وغیرہ مرحمت کیا - اور کفایت خان کے ساتھہ صوبہ مذکور کی حکومت پر سر بلند کیا —
راجہ کلیان بھدوریہ	*نہ صدی شش صد سوار	بھدور کا زمیندار تھا - اول منصب ہفتصدی پر مامور تھا - سنہ ۳۰ جلوس میں منصب نہصدی پر مفتخر ہوا —
گردھر داس سیسودیہ	-	ملازمت شاہی میں داخل اور دھلی میں متعین تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں حسین پاشا حاکم بصرہ کے استقبال کے انتظام میں لاھوری دروازہ پر یکہ تاز خان سے کسی بات پر جھگڑہ ھو گیا - دونوں میں لڑائی ھوئی اور دونوں زخمی ھو کر گرے - اس کا زخم کاری تھا کام تمام ھو گیا —
رائے لعل چند		دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا - سنہ ۱۷ جلوس میں تشخیص

نام	منصب	کیفیت
		مالگزاری و تصفیہ مقدمات خالصہ کے واسطے کابل بھیجا گیا —
رائے مکرند	-	بریلی کا ناظم تھا - سنہ ۱۲ جلوس میں صوبہ بنگالہ میں تعینات ہوا —
راجہ ساندھاتا	-	سنہ ۲۰ جلوس میں غور بند کا تھانہ دار مقرر ہوا —
سانکوجی	دوهزاری هزارسوار	سنبھاجی کی طرف سے سانوبہ کا قلعدار تھا - سنہ ۳۰ جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں داخل ہوا - اور خلعت و علم و نقارہ وغیرہ عطا ہوکر بیس ہزار روپیہ نقد انعام میں ملا —
سکتا	سہ هزاری دو هزار سوار	نصرت آباد کا ناظم تھا - اول منصب دوهزار و پانصدی پر مامور تھا - سنہ ۵۰ جلوس میں منصب سہ هزاری پر ترقی پائی —
مرلیدھر	-	ابتدا میں امیرالامرا نواب شایستہ خاں کی سرکار میں دیوان تھا - سنہ ۳۸ میں ان کے انتقال کے

نام	منصب	کیفیت
		بعد ملازمت شاهی میں داخل هوا ۔
مان سنگھ هاڈا	۔	ایام شاهزادگی کے ملازموں میں سے تھا ۔ معرکه سموگڑه میں نهایت شجاعت و بهادری سے لڑ کر مارا گیا —
هر رائے	۔	سلطنت مغلیه کے سب سے بڑے تجارتی شهر سورت کا ناظم تھا ۔ اسے حضرت سید سعدالله نواسه شیخ پیر محمد سلونی کی خدمت میں بهت عقیدت تھی وه بھی اِس سے بهت محبت رکھتے تھے ۔ ایک مرتبه سید موصوف نے اُس کے خط میں القاب کے بجائے یه بیت تحریر فرمائی :— بنام آنکه او نامے نه دارد بهر نامش که خوانی سر بر آره اس پر بعض علماء نے یه اعتراض کیا که ایک هندو کے القاب میں یه بیت تحریر کرنا پاس شریعت کے خلاف هے ۔

عہد بہادر شاہ لغایتہ محمد شاہ

کیفیت	منصب	نام
بٹالہ (پنجاب) کے رہنے والے تھے شاہ عالم بہادر شاہ کی سرکار میں دیوان تھے سنہ ۱۰۹۵ ھ کی جنگ گولکنڈے میں شاہزادہ موصوف کے ساتھہ شریک تھے۔ اور لڑائی میں زخمی ہوئے۔ بہادر شاہ ان کی حسن لیاقت کی وجہ سے انھیں بہت عزیز رکھتے تھے۔ انہوں نے ابتدائی زمانے سے سنہ ۴۰ جلوس عالمگیری تک ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے جو خلاصتہ التواریخ کے نام سے مشہور ہے —	-	بندرابن داس بہادر شاہی
جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے عہد میں دیوان تن کے عہدے پر سر فراز تھا۔ جب راجہ رتن چند کا اقتدار زیادہ ہوا۔ اور سب عہدےدار	-	رائے رایاں۔ جہان شاہی

نام	منصب	کیفیت
		بے اختیار اور معطل ہو گئے تو اُس نے نوکری سے استعفاء دیدیا۔
راجہ بخت مل		محمد شاہ کی عہد سلطنت میں راجہ گوجرمل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا —
رائے شیوداس		محمد شاہ کے عہد میں صوبۂ آگرہ کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا۔ اس نے اپنی یادگار سے آگرہ میں ایک عالیشان باغ چھوڑا تھا مگر آب اس کا نشان باقی نہیں —
کیھورائے		راجہ رتن چند کا بہنوئی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے شروع عہد تک صوبہ دارلخلافت دھلی کا صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید ہوا۔ یہ بیمار تھا اِس خبر کے سنتے ھی دم نکل گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ۔ زھر کھا کر مر گیا —
راجہ گوجر مل		محمد شاہ کے شروع عہد میں

نام	منصب	کیفیت
		خالصہ کا دیوان تھا۔
راجہ ناگر مل		راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا۔ جب نادر شاہ ہندوستان میں آیا اور اُمرا کی حیثیت کے موافق سب سے روپیہ وصول کیا اس سے بھی تین لاکھ روپے وصول کئے —



ضمیمہ نمبر ۲

عہدے اور تنخواہ

شہنشاہ اکبر کے عہد میں دہ‌باشی (یعنی دس سواروں کا افسر) سے لیکر پنجہزاری (پنجہزار سواروں کا افسر) تک کے عہدے دار تھے اخیر میں صرف میرزا - راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا - اس کے بعد اُمرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا - اور شاہجہاں کے عہد میں صرف یمین‌الدولہ آصف خاں خانخاناں کو بطور رعایت خاص منصب نہ ہزاری حاصل ہوا - ہندو اُمرا میں سوائے میرزا راجہ مان‌سنگھہ کے کوئی امیر سنہ ۲۰ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہیں بڑھا - مگر دور اخیر میں میرزا راجہ جے سنگھہ اور مہاراجہ جسونت سنگھہ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا —

تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی - ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے - ہاتھی - اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود

عہد بہادر شاہ لغایتہ محمد شاہ

نام	منصب	کیفیت
بندرابن داس بہادر شاہی	-	بٹالہ (پنجاب) کے رہنے والے تھے شاہ عالم بہادر شاہ کی سرکار میں دیوان تھے سنہ ۱۰۹۵ ھ کی جنگ گولکنڈے میں شاہزادہ موصوف کے ساتھہ شریک تھے - اور لڑائی میں زخمی ہوے - بہادر شاہ ان کی حسن لیاقت کی وجہ سے انھیں بہت عزیز رکھتے تھے - انھوں نے ابتدائے زمانے سے سنہ ۴۰ جلوس عالمگیری تک هندوستان کی تاریخ لکھی ہے جو خلاصتہ التواریخ کے نام سے مشہور ہے —
رائے رایاں - جہان شاہی		جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے عہد میں دیوان تن کے عہدے پر سر فراز تھا - جب راجہ رتن چند کا اقتدار زیادہ ہوا - اور سب عہدےدار

نام	منصب	کیفیت
		بے اختیار اور معطل ہو گئے تو اُس نے نوکری سے استعفاء دیدیا۔
راجہ بخت مل		محمد شاہ کی عہد سلطنت میں راجہ گوجرمل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا —
رائے شیوداس		محمد شاہ کے عہد میں صوبۂ آگرہ کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا۔ اس نے اپنی یادگار سے آگرہ میں ایک عالیشان باغ چھوڑا تھا مگر اب اس کا نشان باقی نہیں —
کیھورائے		راجہ رتن چند کا بہلوئی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے شروع عہد تک صوبہ دارالخلافت دھلی کا صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید ہوا۔ یہ بیمار تھا اِس خبر کے سنتے ہی دم نکل گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ زہر کھا کر مر گیا —
راجہ گوجر مل		محمد شاہ کے شروع عہد میں

نام	منصب	کیفیت
		خالصہ کا دیوان تھا -
راجہ ناگر مل		راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا - جب نادر شاہ ہندوستان میں آیا اور اُمرا کی حیثیت کے موافق سب سے روپیہ وصول کیا اس سے بھی تین لاکھ روپے وصول کئے —



ضمیمہ نمبر ۲

عہدے اور تنخواہ

شہنشاہ اکبر کے عہد میں دہ باشی (یعنی دس سواروں کا افسر) سے لیکر پنجہزاری (پنجہزار سواروں کا افسر) تک کے عہدے دار تھے اخیر میں صرف میرزا۔ راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد اُمرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ اور شاہجہاں کے عہد میں صرف یمین الدولہ آصف خان خانخاناں کو بطور رعایت خاص منصب نہ ہزاری حاصل ہوا۔ ہندو اُمرا میں سوائے میرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر سنہ ۲۰ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہیں بڑھا دور اخیر میں میرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔

تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی۔ ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے۔ ہاتھی۔ اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود

رکھنا لازمی امر تھا - فوج کی تنخواہ جو اُس کو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علاحدہ ملتی تھی - چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا - سوار کی تنخواہ بہ لحاظ قسم گھوڑا بارہ روپیہ سے تیس روپیہ تک تھی - پیادے چھہ روپیہ سے بارہ روپیہ آٹھہ آنے تک تنخواہ پاتے تھے —

فہرست ذیل سے ہر منصب کی ماہانہ تنخواہ اور چوپائے اور باربرداری کی تعداد جس کے رکھنے کا حکم تھا ظاہر ہوگی —

(‡ ——— ‡)

انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن

اپنے ان مہربان اصحاب کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو ' وہ بغیر ان سے دوبارہ دریافت کئے ' تیار ہوتے ہی ان کی خدمت میں بذریعہ وی پی روانہ کردی جایا کرے - ہمیں امید ہے کہ قدر دانان زبان اردو ہمیں عام طور پر اس کی اجازت دیدیں گے کہ ان کے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج کرلئے جائیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو ' فوراً بغیر دریافت کئے روانہ کردی جایا کرے - یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہوجائے گی - ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ معاونین جو اردو کی ترقی کے دل سے بہی خواہ ہیں ' اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے —

ایسے اصحاب انجمن کے رکن سمجھے جائیں گے اور ان کی خدمت میں کل کتابیں جو آئندہ شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کرکے روانہ ہوں گی —

المشتہر

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)